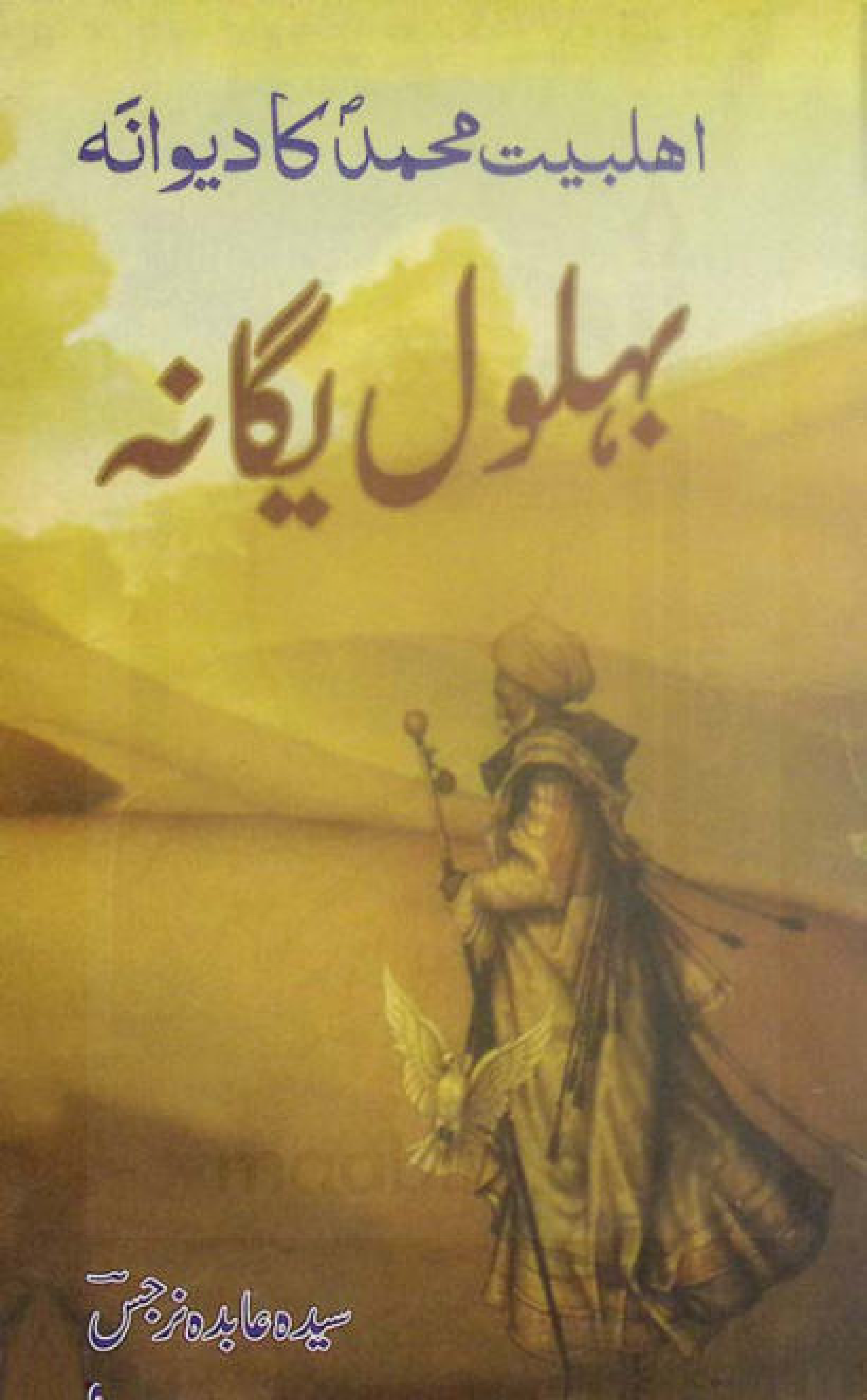


اہلبیت محمدؐ کا دیوانہ

بہلول یگانہ

سیدہ عابدہ نرجس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس جادۂ الفت کا تقاضا ہی جنوں ہے	بہلول یہاں دانا ہے دیوانہ نہیں ہے

اہلبیتِ محمدؐ کا دیوانہ

بُہلُول یگانہ

سیدہ عابدہ نرجس

معراج کمپنی
بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: بہلول یگانہ
تصنیف: سیدہ عابدہ نرجس
کمپوزنگ: انس کمپیوٹیکیشن 0336-5556695
سال اشاعت: 2020
ناشر: معراج کمپنی

ملنے کا پتہ
محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد
0333-524311

نذر قارئین

آج سے بیس سال پہلے میں نے "جامعہ تعلیمات اسلامی" کی فرمائش پر بہلول کی دلچسپ حکایات کو کہانی کی صورت میں لکھا تھا۔ جو اللہ کے کرم اور چہاردہ معصومین کی عنایت بے پایاں سے آج بھی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے۔

"معراج کمپنی" کے اصرار پر میں نے بہلول کی حکایات کو کہانی کا ایک اور انداز دیا ہے۔ اس میں کچھ نئی حکایات بھی شامل ہیں خدائے بزرگ و برتر اور معصومین کی بارگاہ سے ایک بار پھر لطف و کرم کی امیدوار ہوں۔

"بہلول" تاریخ کا ایک عجیب و غریب پسندیدہ اور یگانۂ روزگار کردار ہے وہ دیوانہ ہے۔۔۔ اپنے ظاہری حلیے، اپنے رہن سہن سے وہ ایسا ہی نظر آتا ہے۔۔۔ لیکن جب وہ کچھ بولتا ہے۔۔۔ کچھ کرتا ہے۔۔۔ کسی کو مشورہ دیتا ہے، کسی کو انصاف دلاتا ہے، کسی مظلوم کی حمایت کرتا ہے۔۔۔ تو وہ ایک محیر العقول شگفتہ انداز میں دیوانگی اور فرزانگی کو اس طرح بہم آمیز کرتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔۔۔ کہ اسے دیوانہ کہیں یا فرزانہ؟۔۔۔ اس پر مستزاد اس کی بذلہ سنجی، مزاح اور زندہ دلی ہے۔۔۔ جو تلخ سے تلخ صورتحال کو بھی شگفتہ اور بے ضرر بنا دیتی ہے۔۔۔

بہلول کی "ب" پر "پیش" اور "ہ" پر "جزم" ہے۔۔۔ یہ نام ہنس مکھ، سچے اور حاضر جواب لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔۔ کتاب کے مندرجات میں آپ دیکھیں گے کہ بغداد کا ثروت مند قاضی وہب بن عمرو کیوں اور کیسے بہلول بنا۔۔۔؟

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ علیہ مجالس المومنین، میں لکھتے ہیں۔۔۔

"وہ ہارون کے عہد کے دانشمندوں میں سے گزرا ہے۔۔۔جو مصلحت کے تحت دیوانہ بن گیا تھا"۔۔۔

روایات کے مطابق وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں میں سے تھا۔ اس نے ان کے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا دور بھی پایا تھا۔ جب حُب اہل بیت علیہم السلام کے جرم میں اسے جان کا خطرہ درپیش ہوا۔۔۔تو وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ہدایت پر ایسا دیوانہ بن گیا۔ جو ہر وقت جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے کے افضل جہاد میں مصروف رہتا تھا۔ وہ اہلبیت اطہار کی فضیلت بیان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔۔۔اپنے پند و موعظت اور صالح کردار سے وہ علما اور خدا رسیدہ لوگوں کی راہنمائی کرتا۔۔۔دانشمند اس سے مشورہ لیتے۔۔۔اور پیچیدہ مسئلوں کو وہ منٹوں میں حل کر دیتا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ کہلاتا دیوانہ ہی تھا اور کوئی ثابت نہیں کر پاتا تھا کہ وہ دیوانہ نہیں ہے۔۔۔

بہلول کے حالات زندگی تو دستیاب نہیں ہیں۔۔۔لیکن ہم اس کی حکایات سے ایک باکمال، ذہین، بہترین حس مزاح سے آراستہ علمی اور دینی نابغہ اور یگانہ روزگار کی تصویر بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔۔۔جو دیوانگی، کی قبائے صد رنگ پہن کر ایک عرصے تک آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بے نظیر معجزے کی صورت میں ملک و معاشرے کے لئے فیض رساں رہا۔

کچھ غیر ملکی ڈراموں میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ بہلول دیوانگی کے پردے میں۔۔۔(معاذ اللہ) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لئے ہارون کی جاسوسی کرتا تھا۔۔۔یہ تاثر گمراہ کن اور غلط بیانی پر مبنی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آئمہ اہلبیت کی زندگیاں کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے تھیں۔ حکومت وقت کے شدید جبر و استبداد اور مخالفت کے باوجود ان پر کبھی ایسا الزام ثابت نہیں کیا جا سکا۔۔۔امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی تمام زندگی ہارون کی قید سخت میں گزری۔۔۔قید میں ہی انہیں زہر سے شہید کر دیا گیا ان کا جنازہ پل بغداد پر

اس طرح رکھ دیا گیا کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ تو انہیں اس قید سخت میں بہلول کی جاسوسی سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔

البتہ امام عالی مقام علیہ السلام تو پس زندان پابند سلاسل تھے۔ لیکن ان کا زندہ معجزہ بہلول کی صورت میں ہر لحظہ آواز حق بلند کر کے ہارون اور تمام معاشرے کو آئینہ دیکھا کر یہ واضح کر رہا تھا کہ اللہ کے چنے ہوئے ہادی یوں بھی اپنا فریضہ ہدایت نبھاتے ہیں۔

اس کتاب کی تالیف میں ہم نے کرمان محمود ہمت کی جمع کردہ حکایات سے مدد لی ہے۔۔۔ ہم اس کا اعتراف شکریے کے ساتھ کرتے ہیں۔

سیدہ عابدہ نرجس

⚙⚙⚙⚙⚙

یہ دنیا ہے یہاں کیا قدر علم و عقل و دانش کی
یہاں بہلول سے دانا، کو بھی دیوانہ کہتے ہیں
ساحر لکھنوی

انتساب

محبت کے ساتھ

اپنے بہلول مزاج بھائی

سید محمد حسین نقوی

کے نام

خوشا نصیب
ان کے جنھوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا
ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے۔
یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے
مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوشگوار قرار دیا۔
قرآن کو سینے سے لگایا۔
دعا کو سپر بنایا۔
پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دامن جھاڑ کر
دنیا سے الگ ہو گئے۔۔۔!!!
(نہج البلاغہ۔۔۔کلمات قصار 104)

عرضِ ناشر

اے مالک کائنات ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، درود ہے محمد ﷺ پر جو تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہیں اور سلام ہے ان کی اولاد پر جن سے حق پرستوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

ہم محترمہ سیدہ عابدہ نرجس کے انتہائی ممنون ہیں کہ انہوں نے معراج کمپنی کے لئے "بہلول دانا" تالیف کی جو آپ کو نہ صرف مزہ دے گی بلکہ آپ کو زندگی کے اسرار و رموز سے بھی آگاہ کرے گی۔

آخر میں صرف گزارش کرنا ہے کہ انسانی ہاتھ سے انجام پانے والے کام میں غلطی کی گنجائش رہتی ہے۔ اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر لی جائے۔ اور اپنی دعاؤں میں ادارہ اور اس کے معاونین کے لئے بھی گنجائش رکھیں، دعا ہم پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔

"اوہ۔۔۔! میرے خدا۔۔۔! آج پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔۔۔" سرائے کا دروازہ اپنے پیچھے بند کرتے ہوئے وہب بن عمرو نے گہرا سانس لے کر کہا۔

بغداد شہر سے دور اس چھوٹی سی کارواں سرائے میں اس نے ایک دن کے لئے یہ کمرہ کرائے پر لیا تھا۔ وہ آج جس کام سے شہر کے ایک مخصوص علاقے میں گیا تھا پوری کوشش کے بعد بھی وہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب اتارا اور تھک کر ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"میرے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اس مہم میں کامیابی سے ہمکنار کر"۔

دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ وہ اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے بند دروازے سے لگ کر پوچھا۔ "کون ہے؟ انتظار کرو۔۔ میں لباس تبدیل کر رہا ہوں"

"میں سرائے کا مالک ہوں۔۔ حضرت! مجھے معلوم کرنا ہے کہ کیا آپ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جائے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔! تم ایسا کوئی تردد نہ کرو"۔۔۔ وہب بولا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ گھر سے باہر کہیں بھی کھانا کھانا خطرے سے خالی نہیں تھا کہ دشمنانِ اہلبیت زہر کو اپنا خاموش لشکر کہتے تھے۔"

اس پرآشوب دور میں جب ہر طرف جاسوسی کا ایک جال سا پھیلا ہوا تھا۔ کوئی زندگی محفوظ نہیں تھی کون کب معمولی سے شک کی وجہ سے پس زنداں دھکیل دیا جائے۔ کس کی گردن مار دی جائے۔۔۔ کچھ پتہ نہیں تھا۔ کوئی داد نہ فریاد۔۔۔

وہب کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی اور اس کا دل غم سے بوجھل تھا۔۔۔
اس نے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے اور گلوگیر لہجے میں بولا۔۔۔ میرے مولاؑ۔۔! میرے آقا۔۔۔ ہم مومنین کو معاف کر دیجئے کہ ہم آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ ہمیں بے بس کر دیا گیا ہے۔ ہم اپنی ہی نظروں میں حقیر و ذلیل ہو گئے ہیں۔۔۔ جینا ہمارے لئے ایک تہمت ہے"۔۔۔

دروازے پر دستک نے اسے چونکا دیا۔۔۔ وہ اپنے عقال سے آنسو صاف کرتا دروازے کے قریب آیا۔۔۔ "کون ہے"۔۔۔؟؟ اس نے پوچھا۔

"وہب یہ میں ہوں۔۔۔ تمہارا خلیل۔۔۔ دوسری طرف سے جواب آیا۔

آواز پہچان کر وہب نے دروازہ کھول دیا۔۔۔ وہ اندر آ گیا۔ اس نے اپنے نام کی طرح اپنا حلیہ بھی تبدیل کر رکھا تھا۔۔۔ سب خیریت ہے ناں۔۔۔ وہ سلام کے بعد پوچھنے لگا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ اس حد تک تو خیریت ہے کہ وہاں سے جان بچا کر آ گیا ہوں۔ جہاں میرے مولاؑ موسیٰ کاظمؑ ہزاروں سختیوں اور شدائید کے ساتھ پس زنداں ہیں۔۔۔ لیکن ان سے رابطہ نہیں ہو سکا"۔۔۔ وہب متاسف لہجے میں بولا۔

"میں بھی مایوس لوٹا ہوں۔۔۔ ہارون کے مصاحب خاص سے بات کی تھی کہ وہ کسی طرح ہمارے مولاؑ سے ہمارا رابطہ کروا دے یا کم از کم ہمارا ایک پیغام ان تک پہنچا دے۔ اس کا جواب کیسے دینا ہے۔ وہ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔۔۔ مگر اس نے معذرت کر لی۔۔۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ہارون کو اگر اس کی بھنک بھی پڑ گئی۔۔۔ تو وہ سارے خاندان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا"۔۔۔ خلیل نے مایوسی سے بتایا۔

"افسوس کہ اس امت نے اپنے پیغمبرؐ کا اجر رسالت اس طرح ادا کیا ہے کہ ان کے اہلبیتؑ پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔۔۔ بنو امیہ کے ملعون حکمرانوں سے جو کسر رہ گئی تھی۔ وہ بنو عباس کے یہ ظالم حکمران پوری کر رہے ہیں۔ میں نے تو موسیٰ کاظمؑ مولاؑ کے

والد گرامی امام جعفر صادق کا زمانہ بھی دیکھا ہے۔ یہ میرا فخر ہے کہ میرا شمار ان کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔۔۔ وہ زمانہ پھر بھی قدرے پرسکون تھا۔ جب ہی تو ہر طرف علوم آل محمد ﷺ کی شہرت تھی۔ لیکن میرے مظلوم آقا موسیٰ ابن جعفر کی تو ساری جوانی اس قید خانے میں گھل گئی ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے جا رہے تھے۔

"یہ سوچ کر دل خون ہوتا ہے کہ مولاؑ کو ایک ایسے تنگ و تاریک قید خانے میں رکھا گیا ہے جہاں وہ حالت رکوع میں رہتے ہیں ان کے لئے سیدھا کھڑے ہونے کی بھی گنجائش نہیں ہے"۔۔۔ خلیل نمناک آنکھوں سے بولا۔۔۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے مولا آقا کے قتل نامے پر دستخط کریں۔۔۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے کاٹ لیں"۔۔۔ وہب بن عمرو نے افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"یہ تو محض ایک بہانہ ہے ہمارے گلے کاٹنے کا۔۔۔ کیونکہ ہارون جانتا ہے کہ ہم ایسا کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ وہ اسے ہمارا جرم بنانا چاہتا ہے تاکہ ہمارے قبیلے والوں کے سامنے ہمارے قتل کا کوئی جواز پیش کر سکے"۔۔

"اسی لئے تو میں چاہتا ہوں کہ مولاؑ سے کوئی رابطہ ہو جائے۔۔۔ تو مشکل کشا کا بیٹا ہماری مشکل کا کوئی حل ضرور نکال دے گا۔۔۔ اور۔۔۔" خلیل کی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

دونوں ٹھٹھک گئے۔۔۔ وہب نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پہلے کی طرح دروازے کے ساتھ لگ کر پوچھا کہ باہر کون ہے۔۔۔؟

"میں ہوں۔۔۔ تمہارا حبیب"۔۔۔ خلیل کی طرح اس نے بھی اپنا اصل نام نہیں بتایا۔

وہب اس کی آواز پہچانتا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھول کر اسے اندر بلایا۔۔۔ اور دروازہ اچھی طرح سے بند کر کے اس کے سلام کا جواب دیا اور

بولا۔۔۔

"مرحبا! یا حبیب۔۔۔!! سناؤ کوئی اچھی خبر لائے ہو۔۔۔اب تو ہماری ساری امیدیں تم سے ہی وابستہ ہیں"۔۔۔

"ہاں برادر۔۔۔!! اللہ کا شکر ہے۔۔۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں کچھ امید تو بندھی ہے۔ مگر زمانہ بہت پرآشوب ہے۔ دوست دشمن کی کوئی تمیز نہیں رہی۔ میں کئی راستے بدل کر یہاں تک پہنچا ہوں"۔۔۔حبیب نے ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے اپنا سانس بحال کیا۔

"الحمد اللہ"۔۔۔! تمہاری اس بات نے ہمیں کچھ حوصلہ دیا ہے۔۔۔ورنہ تو مایوسی نے ہمیں گھیر لیا تھا۔۔۔

"میں نے ان کی نگرانی پر مامور ایک زندان بان کو بھاری رشوت دے کر اس کام پر آمادہ کیا ہے کہ وہ ہمارا رقعہ امام عالی مقام کی خدمت میں پہنچا دے۔۔۔پھر وہ جو فرمائیں گے۔ ہم اس کے پابند ہوں گے"۔۔۔حبیب نے بتایا۔

تو وہب اور خلیل کی جان میں جان آئی۔۔۔ان کی مایوسی میں امید نے اپنا جلوہ دکھایا۔ وہب بولا۔۔۔"اب تمہیں اس کا خیال رکھنا ہوگا کہ جیسے ہی امام عالی مقام کی بارگاہ سے کوئی جواب آئے۔ ہمیں فوراً اس کی خبر دینا"۔۔۔

"ہاں۔۔۔لیکن رازداری بہت ضروری ہے۔۔۔یہاں تو اپنا سایہ بھی دشمن نظر آتا ہے۔ اس کی طرف سے بھی تمہیں اطمینان کر لینا ہوگا کہ اس پیغام رسانی کی وجہ سے ہمارے مولا پر کوئی حرف نہ آئے۔ ہماری جان جاتی ہے تو جائے"۔۔۔خلیل نے کہا۔

"ہاں۔۔۔!! میں نے اس بات کو سب سے پہلے نظر میں رکھا ہے۔۔۔اس باب میں پوری احتیاط سے کام لیا ہے۔۔۔جیسے ہی مجھے کوئی پیغام ملتا ہے۔۔۔ہم کہیں اور اکٹھے ہو کر اس سے ہدایت لیں گے۔۔۔اب اس سرائے میں ہمیں نہیں آنا"۔

چند روز بعد ہی خفیہ پیغام کے ذریعے وہ تینوں مختلف راستے بدل کر کسی اور مقام پر اکٹھے ہوئے۔ سب نے ہی اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا کہ کسی کو اس بات کی کانوں کان خبر نہ ہو۔۔۔ وہب اور خلیل یہ جاننے کے لئے بیتاب تھے کہ حبیب مولا علیہ السلام کی کون سی ہدایت لے کر آیا ہے۔۔۔ البتہ حبیب نسبتاً سنجیدہ تھا۔ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد کہ دروازے کے آس پاس کوئی کان لگائے کھڑا تو نہیں ہے۔ وہب بن عمرو نے حبیب سے سوال کر ہی لیا۔۔۔ "کیوں حبیب۔۔۔؟ سب خیریت ہے ناں"۔۔۔؟

"ہاں۔ برادر"۔۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اللہ کا شکر ہے کہ میں سلامتی کے ساتھ وہاں سے نکل آیا۔۔۔ وہاں تو ہر قدم پر ایک جال پھیلا ہوا ہے۔۔۔ ہر شخص کی نگاہوں میں شک ہے یہ تو اللہ کی خاص مہربانی تھی اور مولاؑ کی نگاہ لطف وعنایت کہ میں جواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا"۔۔۔

"الحمد اللہ"!! خلیل نے بے ساختہ کہا۔ "دکھاؤ۔۔۔ میرے مولاؑ نے کیا فرمایا ہے۔۔۔"؟

وہب کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا رہا۔۔۔ حبیب نے اپنے چوغے کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک چھوٹی سی چیز نکالی۔۔۔ خلیل کی بیقراری نے پھر اسے بولنے پر مجبور کیا۔۔۔ "کیا یہ خط ہے میرے مولاؑ کا"۔۔۔

حبیب نے اسے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔۔۔ "تم اس کو خط کہہ لو۔۔۔

ہدایت کہہ لو۔۔۔یا جو دل چاہے سمجھو۔۔۔زندان بان نے ہمارے عریضے کے جواب میں یہی کچھ بھیجا ہے"۔۔۔وہ آہستہ آہستہ کپڑے کی تہیں ہٹانے لگا۔۔۔میں نے اسے کھول کر نہیں دیکھا۔کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کا مشترکہ سرمایہ ہے اور ہمیں اسے اکٹھا ہی دیکھنا چاہئے۔۔۔"

دونوں بیقرار آنکھوں سے اس کی طرف تکنے لگے۔۔۔پھر ان کی بیقراری حیرت میں بدلی۔۔۔کپڑے کی تہوں کے اندر سے مٹی کی ایک ٹھیکری نکلی۔۔۔حبیب مشعل کے قریب آیا۔۔۔وہب اور خلیل بھی آگے بڑھے۔۔۔تینوں کی نگاہیں ٹھیکری پر تھیں۔جس کی تحریر مشعل کی روشنی میں واضح تھی۔۔۔"یہ تو صرف ایک حرف ہے"۔۔۔وہب نے بے ساختہ کہا۔

"حرف جیم"۔۔۔حبیب نے دوہرایا۔

"جیم"۔۔۔!! خلیل نے گہری سوچ کے ساتھ حرف کی ادائیگی اپنے ہونٹوں سے کی۔

"کچھ تم لوگوں کی سمجھ میں آیا۔۔۔کہ اس کی ایک حرف میں مولاؑ نے ہم تینوں کے لئے کیا حکمت رکھ دی ہے"۔۔۔؟

"یقیناً اس میں حکمت ہے۔مولاؑ لازماً ہمیں بصیرت عطا کریں گے تاکہ ہم ان کی ہدایت پر عمل کر سکیں۔آئمہ ہدیٰ کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔۔۔" وہب بن عمرو بولا۔۔۔

حبیب نے ٹھیکری لپیٹ کر چومی اور اپنی جیب میں رکھ لی۔۔۔اپنی اپنی سوچ میں گم تینوں آہستہ بیٹھ گئے۔۔۔شاید اس مکاشفے کے انتظار میں جو اس حرف کے رموز ان پر کھولے گا۔اور وہ اپنے امامؑ کی ہدایت پر عمل کر کے راہ نجات تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

کچھ دیر تک تینوں میں سے کسی نے بات نہیں کی۔۔۔پھر حبیب نے سر اٹھایا

اور خوشی کے لہجے میں بولا۔۔۔ ''میرے ہادی نے مجھے ہدایت دے دی ہے۔۔۔''

دونوں نے چونک کر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔۔۔ وہ بیقراری کے لہجے میں بولا۔۔۔ ''مولاؑ کے ارسال کردہ اس ایک حرف نے مجھ پر حکمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔۔۔ مجھے میرے مسئلے کا حل مل گیا ہے اور میرے حق میں یقیناً یہی بہتر ہے کہ یہ میرے حالات سے مطابقت رکھتا ہے''۔۔۔

''وہ کیا''۔۔۔؟ دونوں نے بیک زبان سوال کیا۔

''حرف جیم، مجھے جبل'' کا اشارہ دے رہا ہے۔ شمال کی جانب ایک پہاڑی سلسلے میں میری جائیداد ہے میں وہیں بسیرا کروں گا تاکہ بادشاہ اور اس کے جاسوسوں کی نگاہوں سے دور رہوں۔''

اس مرکزی شہر میں تو اقتدار کی جنگ جاری ہے یا اہلبیتؑ رسول کی مخالفت کا زور ہے۔۔۔ باغیوں کو تو یہ لوگ پھر بھی معاف کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ لیکن محبت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے نزدیک ایسا جرم ہے۔۔۔ کہ اس میں کوئی رعایت نہیں برتی جاتی۔۔۔''

''یہی تو ہمارا فخر ہے۔ یہی ہمارا ذریعہ نجات ہے۔ اس کے لئے تو جان بھی چلی جائے تو پروا نہیں۔۔۔'' خلیل بڑے عزم سے بولا۔۔۔۔

''بے شک تم نے حق کہا۔۔۔ لیکن نفس کی حفاظت جب تک عقیدے کی حفاظت کے ساتھ ممکن ہو۔ لازم ہے۔ سازشوں کے اس شہر سے دور چلا جانا ہی بہتر ہے۔ میں ایک دو روز میں اپنے معاملات سمیٹ کر یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔۔۔ پھر میرے اللہ نے چاہا اور کوئی سازگار زمانہ آیا۔ مولاؑ کی بارگاہ سے بھی ہدایت ملی تو واپس آجائیں گے''۔۔۔ حبیب کہنے لگا۔۔۔

خلیل نے آہ سی بھری۔۔۔ ''گویا قسمت نے اب ہمارے لئے جدائی ہی لکھ

دی ہے۔ یاروں کی یہ محبتیں اب خواب و خیال ہونے والی ہیں۔۔۔ یا قسمت، یا نصیب۔۔۔!! نہ جانے اب ایک دوسرے سے کبھی ملنا ہوگا یا نہیں"۔۔۔

"ہاں دوست۔۔۔!! میری بصیرت مجھ سے کہہ رہی ہے کہ حرف جیم سے مولاؑ نے مجھے جلاوطنی کا راستہ دکھایا ہے۔۔۔ حبیب درست کہہ رہا ہے۔ سازشوں کے اس شہر میں رہ کر وزیروں، امیروں کی نگاہوں سے بچ کر رہنا بہت مشکل ہے۔۔۔ اس شہر بے مہر کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ جہاں ہمارے مولاؑ زندان کی سختیوں میں نہ جانے کس طرح زندہ ہیں۔"

وہب بن عمرو نے اس کی بات تو سنی۔۔۔ لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ وہ یوں سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے کسی گہری سوچ میں ہو۔۔۔ حبیب نے اسے چونکایا۔۔۔

"وہب۔۔۔ یوں لگتا ہے جیسے تم اپنے عرفان کی گہرائیوں میں غوطے لگا رہے ہو اور ابھی تک تمہیں گوہر مقصود نہیں ملا۔۔۔" خلیل نے کہا۔

"تم نے صحیح اندازہ لگایا" وہب نے سر اٹھایا اور گہری سوچ میں سے ابھر کر بولا۔۔۔ "کچھ تذبذب میں ہوں کبھی سوچتا ہوں کہ جو ذہن میں آ رہا ہے۔۔۔ وہی میرے مولاؑ کی میرے لئے ہدایت ہے۔ مگر اس میں مجھے کچھ تامل ہے۔۔۔"

"تامل۔۔۔؟ مگر وہ کیوں"۔۔۔؟ دونوں نے حیرت سے سوال کیا۔

"حرف جیم" نے مجھے ایک عجیب روش کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مجھے وہ بہت دشوار اور نشیب و فراز سے پر معلوم ہوتی ہے پتہ نہیں میں ناچیز اس کو درست طور پر نبھا بھی سکوں گا یا نہیں۔۔۔ پھر سوچتا ہوں کہ اگر مولاؑ نے حرف جیم سے میرے لئے یہ بصیرت طے کر دی ہے۔۔۔ تو پھر اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بھی وہی عطا کریں گے"۔۔۔ وہب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہب۔۔۔! اب اس اسرار کو ہم پر بھی کھول دو۔۔۔ تم نے ہمارے تجسس کو

نقطہ عروج پر پہنچا دیا ہے"۔۔۔خلیل بولا۔

"جیم" نے مجھ پر جنون، کو منکشف کیا ہے۔ میرے ذہن میں پہلا اور آخری یہی خیال ہے۔" وہب اتنا کہ کر سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب تکنے لگا۔

"جنون"۔۔۔!!! ان دونوں نے بیک زبان دوہرایا۔

"ہاں۔۔۔جنون۔۔۔! یہ ایک مشکل بات ہے۔ یہ شاید کوئی بڑی آزمائش ہے۔"

"یقیناً وہب۔! تمہارا درجہ بڑا ہے کہ تمہیں ایک سخت امتحان میں ڈالا گیا ہے۔ تم جیسا دانشمند۔ جس کی عقل و دانش کا معترف تمام بغداد ہے۔۔۔ تمہارے لئے جنون کے راستے پر چلنا اسی صورت میں ممکن ہوگا۔ جب تم اپنی عقل و دانش کی ہر لمحہ آزمائش کرو گے۔"۔۔۔خلیل نے کہا۔

حبیب نے اس کی تائید کی۔۔۔"لیکن وہب تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اگر ہمارے مولاؑ نے تمہیں یہ ہدایت دی ہے تو تمہارا جنون ساری دنیا کے مجنونوں سے علیحدہ ہوگا۔ تمہاری دیوانگی یقیناً فرزانگی سے بہتر ہوگی۔۔۔ تمہیں لوگ دیوانہ کہیں گے۔ مگر آل محمدؐ کا دیوانہ۔۔۔ اہلبیتؑ کا مجنون۔۔۔!!!!"

مجھے یقین ہے کہ تم جیسا دیوانہ ساری کائنات میں کوئی اور نہیں ہوگا۔۔۔ جس کے سامنے بڑے بڑے دانشمند بھی سر جھکائیں گے تم ایسا یگانہ روزگار ساری دنیا میں کوئی اور نہیں ہوگا۔۔۔

"مجھے خود پر تو اتنا بھروسہ نہیں۔ جتنا اپنے امامؑ پر یقین و ایمان ہے۔ انہوں نے جو راستہ دکھایا ہے۔ وہی اس پر چلنے کی توفیق بھی دیں گے"۔۔۔وہب بن عمرو نے سر جھکا کر کہا۔

خلیل اور حبیب ابھی بغداد میں ہی رک گئے تھے۔ ان تینوں نے یہی طے کیا تھا کہ پہلے وہب بن عمرو اپنی نئی روش پر رواں ہو جائے۔ تو وہ دونوں بھی اپنا رخت سفر باندھ لیں گے۔ اس دوران ان کی شہر میں موجودگی ضروری تھی تا کہ اگر وہب کو کوئی مشکل درپیش ہو۔ یا کوئی خطرہ محسوس ہو۔ تو وہ اس کا سدباب کرنے میں اس کا ساتھ دے سکیں۔۔۔

وہب چاہتا تھا کہ مولاؑ کی ہدایت پہ عمل کرنے میں کوئی دیر نہ کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں تاخیر ہارون الرشید کو موقع فراہم کردے کہ وہ اپنا وار کرنے میں کامیاب ہو جائے۔۔۔ اسی لئے اس نے اپنے ضروری معاملات سمیٹے۔ اپنے دونوں دوستوں کو اپنے لائحہ عمل سے آگاہ کیا اور آنے والے دن کو اپنی زندگی کے نئے دور میں داخل ہونے کیلئے چن لیا۔

بغداد کی وہ صبح بھی عام صبحوں کی طرح روشن اور دلکش تھی۔ سورج تھوڑا سا بلند ہوا۔ تو اہل بغداد بھی اپنے اپنے گھروں سے روز مرہ کے معمولات ادا کرنے کیلئے نکل آئے۔۔۔ بازاروں میں خرید وفروخت ہونے لگی۔ سرکار دربار کے لوگ اپنے فرائض انجام دینے لگے۔ علما مدرسوں کی جانب چلے۔۔۔ اور ان کے شاگرد ٹولیوں کی صورت میں بڑے ادب سے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

وہب نے اپنے گھر کی کھڑکی میں سے بغداد کا سارا منظر دیکھا۔۔۔ اور مسکرایا۔۔۔ آج تو اسے بغداد کی اس رواں دواں زندگی میں ایک نئے منظر کی تخلیق کرنی تھی۔۔۔ ایسا منظر جو چشم فلک نے آج تک نہیں تھا۔ جو بغداد اور اہل بغداد کے لئے

ہمیشہ یادگار ہو جانے والا تھا۔۔۔اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔اللہ سے مدد چاہی۔۔۔اپنے مولا سے ہدایت مانگی اور اپنے گھر کا دروازہ دھڑ سے چوپٹ کھول دیا۔ وہ پراگندہ لباس اور بے ترتیب بالوں کے ساتھ گھر سے باہر نکلا۔اس کے ہاتھ میں اس کا عصا تھا۔"یہ ہے میرا گھوڑا"۔۔۔اس نے نعرہ بلند کیا۔۔۔

"کوئی ہے ایسا۔۔۔؟ جس کے پاس اتنا شاندار گھوڑا ہو"۔۔۔اس نے اپنا عصا لہرایا۔۔۔"میں جہاں چاہوں گا۔ یہ مجھے وہاں لے کر جائیگا۔۔۔" وہ اپنے عصا پر گھوڑے کی طرح سوار ہو گیا۔۔۔ہٹو۔۔۔بچو۔۔۔کی صدائیں لگاتا۔۔۔ وہ ہجوم بھرے راستوں پر نکل کھڑا ہوا۔۔۔

"یہ کیا"۔۔۔؟؟؟ وہ جس طرف سے گزرتا۔ لوگ اسے تعجب سے دیکھنے لگتے۔۔۔

بہت سے لوگ اسے جانتے تھے کہ وہ بغداد کے اہل علم اور ثروت مندوں میں سے تھا۔ ہارون الرشید سے بھی اس کی قریبی رشتہ داری تھی۔ وہ ہمیشہ جبہ و دستار میں صاحب حیثیت لوگوں کی طرح رہتا تھا۔ سرکار دربار میں اسے کرسی ملتی تھی۔ اس کی دانشمندی اور بردباری کی وجہ سے لوگ اس سے مشورے لیتے تھے۔

اس کے بارے میں تو کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اچانک عقل و خرد سے بیگانہ ہو جائے گا۔۔۔اس کا شمار معزز لوگوں میں ہوتا تھا۔۔۔لیکن یہ کیا ہوا تھا کہ وہ خود ہی ہر ایک کے لئے تماشہ بن گیا تھا۔۔۔وہ بغداد کی سڑکوں اور گلی کوچوں میں اپنے عصا کے گھوڑے پر سوار دوڑا پھرتا تھا۔۔۔

"وہب۔۔۔وہب۔۔۔ٹھہرو۔۔۔بات سنو۔۔۔"اس کے کچھ جاننے والوں نے اسے ٹھہرانا چاہا۔۔۔مگر اس نے ان سنی کر دی۔۔۔اس کے رشتہ داروں کو خبر ہوئی۔۔۔تو وہ پریشانی کے عالم میں اس کے پیچھے آئے۔۔۔لیکن وہ انہیں جل دے گیا۔۔۔ان کے سمجھانے بجھانے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ نہ ہی وہ کسی طبیب کے پاس

جانے پر رضامند ہوا۔

وہ اگر کسی سے مانوس ہوا۔ یا کسی کی جانب اس نے التفات کیا۔۔۔ تو وہ بغداد کے معصوم بچے تھے۔ وہ اس کے گھوڑے کے ساتھ دوڑ لگاتے، اس سے چہلیں کرتے اور اسے اپنے کھیلوں میں شریک کر لیتے۔۔۔ وہ بھی ان کے ساتھ بچہ بنا ہوا۔ بچگانہ حرکتیں کر کر کے انہیں ہنساتا رہتا۔ وہ اپنے گھر سے نکلا تھا تو پھر واپس نہیں آیا تھا۔۔۔ اس نے ایک خرابے کو آباد کر لیا تھا۔۔۔ جہاں وہ اپنے عصا کے گھوڑے کے ساتھ رہنے لگا تھا۔

لوگ اس کی حالت دیکھ کر عبرت حاصل کرتے۔۔۔ کانوں کو ہاتھ لگاتے۔۔۔ اس کے عزیز رشتہ دار اس کی حالت زار پر افسوس کرتے۔۔۔ لیکن کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ بس صرف قیاس آرائیاں ہی تھیں۔۔۔ جن کی کوئی حد نہیں تھی۔۔۔ جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔۔۔ کوئی کہتا تھا کہ ضرور وہب سے کوئی ایسی حرکت ہو گئی ہے۔۔۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی۔۔۔ جس کی پاداش میں اسے عقل و خرد سے بیگانہ کر دیا گیا ہے۔۔۔ کچھ کا خیال تھا کہ اسے کوئی ذہنی بیماری ہے۔۔۔ اگر وہ کسی اچھے طبیب سے علاج کرائے تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔۔ مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوتا تھا۔

کچھ حاسد ایسے تھے جو ہر بات میں اس کی ٹوہ لیتے تھے کہ وہ کہاں ہے۔۔۔؟ کیا کر رہا ہے۔۔۔؟ جو کر رہا ہے وہ کیوں کر رہا ہے۔۔۔؟ وہ اس کی ہر بات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کا یہی خیال تھا کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔ جیسے ہی وہ کوئی غلطی کرے گا۔ وہ اس کی گرفت کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔

مگر وہب کو اس کی پرواہ کب تھی۔۔۔ اس کو جو ہدایت اس کے وجدان سے عطا ہوئی تھی وہ اس پر عمل کر گزرا تھا اور بہت خوش تھا۔ جو اندیشے جو وسوسے اس روش کو اختیار کرنے سے پہلے اس کے ذہن میں تھے وہ سب کافور ہو گئے تھے وہ اس نئی زندگی میں یوں رچ بس گیا تھا کہ اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ہمیشہ سے ہی اسی طرح رہتا

آیا تھا۔

دن بھر تو اس کے ساتھی بچے کہیں نہ کہیں اس کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ البتہ رات کو وہ اپنے ٹھکانے پر تنہا ہوتا تھا۔۔۔ وہب کے دونوں ساتھی غائبانہ طور پر اس کی نگرانی کرتے رہتے تھے کہ کہیں اس کو کوئی مشکل تو درپیش نہیں ہے۔ یا اسے کسی مدد کی ضرورت تو نہیں۔۔۔ جب انہوں نے اپنے طور پر اطمینان کر لیا کہ وہ اپنی اس نئی روش پر کامیابی سے چل کر بغداد کے شب و روز میں رچ بس گیا ہے۔۔۔ تو انہوں نے شب کی تاریکی میں وہب سے ملاقات کی ٹھانی۔۔۔

رات بھیگ گئی۔۔۔ تو وہ بھیس بدل کر مختلف راستوں سے اس خرابے میں پہنچے۔ جہاں آل محمد ﷺ کے اس دانشمند دیوانے نے ڈیرا جما رکھا تھا۔۔۔ بے در اور شکستہ دیواروں والے اس گھر کی ٹوٹی ہوئی چھت کے نیچے وہب اپنے بازو کے تکیے پر بڑی چین کی نیند سو رہا تھا۔ اس نے اپنی گدڑی نیچے بچھا رکھی تھی۔ کونے میں اس کا عصا دھرا تھا۔۔۔ اور پانی پینے کا کوزہ۔۔۔

انہوں نے وہب کو پکارا۔۔۔ تو وہ آنکھیں ملتا اٹھ بیٹھا۔۔۔ انہیں دیکھ کر اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔ اس نے کونے میں رکھا ہوا چھوٹا سا چراغ روشن کر لیا۔ جس کی مدہم سنہری لو نے مٹی کے خیالے رنگ میں سنہری پن کی آمیزش کر دی۔۔۔

"مرحبا برادر۔۔۔! مرحبا۔۔۔! اہلاً وسہلاً۔۔۔ اس نے سلام کا جواب دینے کے بعد خوشی سے ان کا استقبال کیا۔۔۔

"کیسی گزر رہی ہے وہب"۔۔۔؟ خلیل نے پوچھا۔

"بہت مزے میں ہوں۔۔۔ بڑی موج میں ہوں۔۔۔ نہ کوئی فکر۔۔۔ نہ تردد۔۔۔! لمبی تان کے سوتا ہوں اور ڈٹ کر جیتا ہوں۔۔۔ ایک دیوانے کو شہنشاہوں سے کیا غرض۔۔۔"؟

"لیکن بادشاہوں کو تو غرض ہو گی کہ یہ دیوانہ کوئی معمولی دیوانہ نہیں ہے۔۔۔

یہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ ہے--- یہ اہلبیتؑ کا مجنون ہے"--- حبیب مسکرا کر بولا---

وہب بھی مسکرایا---"یقیناً یہ خبر ہارون تک بھی پہنچی ہو گی کہ اس کا برادر مادری دیوانہ ہو گیا ہے---اور اس کا جاسوسی کا تمام نظام حرکت میں آ گیا ہو گا---لیکن مجھے اس کی کوئی فکر نہیں اس راہ کی طرف میرے امامؑ نے میری رہنمائی کی ہے۔ اب وہی میرے محافظ ہیں اور انہوں نے ہی اللہ کے حکم سے مجھے اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بھی عطا کر رکھی ہے"---

"بے شک---! تم نے حق کہا وہب---ہمیں تمہارے ایمان و یقین پر رشک آتا ہے۔ تم ہمارے لئے بھی دعا کرو---کہ ہم حفاظت سے اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں---ہم تمہاری وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ اب تمہاری طرف سے اطمینان ہو گیا ہے---تو انشاء اللہ ہم بھی شہر بغداد کو الوداع کہیں گے"---خلیل نے قدرے اداسی کے لہجے میں کہا۔

"ہمیں یہ دوستی بہت یاد آئے گی وہب---ہمارے دل بغداد میں ہی اٹکے رہیں گے کہ ہمارے سوا ایک تنگ و تاریک قید خانے میں قید و بند کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں---" حبیب کو گریہ گلوگیر ہو رہا تھا---

وہب نے افسردگی سے جواب دیا۔"نہ جانے اب ملاقات ہو یا نہ ہو---؟ لیکن اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے---ہم اچھے وقت کا انتظار کریں گے"---

"انشاء اللہ"---ان دونوں نے بیک زبان کہا اور بھیگی پلکوں اور بوجھل دلوں کے ساتھ رخصت ہو گئے۔

ooooo

ہر صبح وہب بن عمرو کے لئے نئی صبح تھی۔ ہر دن اس کی زندگی میں ایک نیا دن تھا۔ اب اس کا وقت اس کا اپنا وقت نہیں تھا۔۔۔ یہ دوسروں کے لئے وقف تھا۔۔۔ اس کی دیوانگی اس کے اپنے لئے تو ایک پردہ تھی۔ لیکن اب وہ دوسروں کے لئے ایک عجیب حکایت جنوں بن چکی تھی۔ وہ ایک ایسا نرالا دیوانہ تھا جس کی دیوانی باتوں میں عقل وخرد کے ایسے اسرار پوشیدہ تھے جو بہت سے معموں کو حل کر دیتے تھے۔ اس کا جنوں کتنے ہی حاجت مندوں کی ڈھال تھا۔۔۔ اس کا پاگل پن فنی میں بہت سوں کو سیدھا راستہ دکھا دیتا تھا۔۔۔ وزیر، امیر، حکومت کے عہدہ دار۔۔۔ اس سے راستہ کاٹ کر گزرتے تھے کہ اس کے تنقیدی جملوں کے آئینوں میں انہیں اپنی اصل صورت نظر آتی تھی۔

وہب نے جس خرابے میں اپنا ٹھکانہ بنایا تھا وہ اس کا مستقل گھر بن گیا تھا۔۔۔ جو ایک ٹوٹا پھوٹا ویران مکان تھا۔ یہاں نہ کوئی رہتا تھا۔ نہ کسی کو اس کی ملکیت کا دعویٰ تھا۔۔۔ اس لئے وہب سے بھی کسی نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔

ایک صبح اس کے ٹوٹے ہوئے دروازے سے ایک شخص اندر داخل ہوا۔۔۔ اس نے سلام کیا اور بہت گرمجوشی سے بولا۔۔۔ "واہ۔۔۔ واہ۔۔۔! بہت خوب۔۔۔ جناب قاضی وہب بن عمرو۔۔۔ زہے نصیب کہ آپ جیسی معروف شخصیت نے میرے مکان کو رونق بخشی ہے۔ میں اس پر جتنا فخر کروں کم ہے کہ آپ میرے کرائے دار ہیں"۔۔۔

"بے شک۔۔۔ بے شک"!! وہب نے اس سے ہاتھ ملایا۔۔۔ "مجھے بھی آپ جیسے عظیم انسان سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔۔۔ جس کا اتنا شاندار محل ہے۔۔۔"

''سبحان اللہ۔۔۔'' آپ تو بڑے قدردان ہیں۔۔۔ بس مجھے ایسے ہی کرائے دار کی ضرورت تھی۔ آپ اس ماہ کا کرایہ ادا کریں اور اطمینان سے یہاں رہیں''۔۔۔ وہ بولا۔۔۔

وہب نے شکستہ دیواروں، ٹوٹے ہوئے دروازے اور جلتی ہوئی چھت کو دیکھا۔۔۔ ''جناب نے اپنے اس عالیشان محل کی حالت ملاحظہ فرمائی ہے۔۔۔؟ ہلکی سی ہوا بھی چلے تو اس کی چھت اور دیواروں سے عجیب عجیب آوازیں آنے لگتی ہیں''۔۔۔

''میں جانتا ہوں۔۔۔ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔۔۔ لیکن یہ تو سب کو معلوم ہے کہ دنیا کی ہر شے عبادت خداوندی میں مشغول رہتی ہے۔۔۔ یہ مکان بھی اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔۔۔ آپ اس سے نہ گھبرائیں''۔۔۔

وہب نے اپنا عصا اٹھایا۔ گدڑی کاندھے پر ڈالی۔۔۔ اور اس شخص سے بولا۔۔۔ ''جناب عالی۔۔۔! آپ یہ بھی تو جانتے ہوں گے کہ اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت میں سجدہ بھی کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ کے مکان کی چھت سجدے میں چلی جائے۔ میں یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔۔۔'' اتنا کہہ کر وہ اس کھنڈر سے باہر نکل آیا۔

وہب بن عمرو کی یہ شگفتگی عوام کو اس کی طرف متوجہ رکھتی تھی۔ وہ ایک بے ضرر دیوانہ تھا۔ جس کی پہلو دار باتیں بے معنی نہیں ہوتی تھیں۔ ان میں حکمت کے کئی اسرار پوشیدہ ہوتے تھے۔ جو غور و فکر کرنے والوں پر آشکار ہوتے تو وہ عش عش کر اٹھتے۔

وہ مظلوموں کی حمایت کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا۔۔۔ کسی کو مدد کی ضرورت ہوتی تو دریغ نہ کرتا۔ کوئی وزیر، امیر، یا حکومت کا کارندہ حدود سے تجاوز کرتا۔۔۔ تو وہب اپنے شگفتہ لفظوں سے اسے ایسا آئینہ دکھاتا۔۔۔ کہ وہ اپنا منہ چھپاتا پھرتا۔۔۔ اسی عوامی مقبولیت نے اسے بغداد کا ایک پسندیدہ کردار بنا دیا۔۔۔ جس سے سب محبت کرتے تھے۔ جس کے سب والہ و شیدا تھے اور اسے محبت سے ''بہلول'' کہتے تھے۔

* بہلول: کا مطلب ہنس مکھ۔ حاضر جواب، بذلہ سنج، بھلا اور نیکیوں کا مجموعہ

ہے۔۔۔ دیوانے وہب پر یہ نام اتنا سجا کہ بہت جلد سب ہی اس کا اصل نام بھول کر اسے بہلول، کے نام سے پکارنے لگے۔۔۔ وہ تھا بھی اسم با مسمیٰ۔۔۔

بغداد جیسے پر ہجوم اور معروف شہر میں اس کا دم غنیمت تھا۔ جہاں چوراہوں پر لوگ بحثیں کرتے۔ معمولی اختلاف پر دست و گریبان ہو جاتے۔۔۔ کہیں حکومت کے کارندوں کے ظلم و ستم سے ان کی زندگی تلخ کامیوں کا شکار رہتی۔۔۔ وہاں بہلول جس طرف سے گزر جاتا انہیں خوشی، شگفتگی اور شادمانی کی سوغات دے جاتا۔۔۔ وہ چٹکیوں میں ان کے مسائل بھی حل کر دیتا اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ بھی لے آتا۔۔۔

کچھ روز سے بغداد کی مسجدوں میں جوتوں کی چوری کی وارداتیں بہت عام ہو گئی تھیں، بہلول اپنے شب و روز جیسے بھی گزارتا تھا۔ وہ نماز کے وقت مسجد میں ضرور پہنچ جاتا تھا۔۔۔ اسے بھی معلوم تھا کہ جوتوں کی طرف سے غفلت برتنے کا مطلب جوتوں سے محرومی ہے وہ ادھر ادھر چکر لگاتا رہا کہ جوتوں کی حفاظت کا کچھ انتظام ہو جائے۔۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا اور نماز کے لئے صفیں درست ہونے لگیں۔۔۔ بہلول کو یہ بھی اندازہ رہا تھا کہ ایک شخص اس کی تاک میں ہے کہ جیسے ہی وہ جوتے اتار کر نماز میں شامل ہو اس کے جوتے اڑا لے جائے۔۔۔ لہٰذا بہلول نے بھی اپنے جوتے نہیں اتارے۔ دوڑ کر صف میں شامل ہو گیا۔۔۔ وہ شخص اس کے پیچھے لپکا اور جھنجھلا کر بولا۔۔۔

پاگل۔۔۔! یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔! جوتوں سمیت نماز نہیں ہوتی"۔۔۔

"نماز نہیں ہوتی تو نہ ہو۔۔۔ مگر جوتے تو ہوتے ہیں" بہلول نے جواب دے کر ارد گرد کھڑے نمازیوں کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا۔۔۔

جمعے کو بہلول نے اپنے جوتے چوروں سے بچانے کے لئے ایک اور ایجاد کیا۔ اس نے اپنے جوتے ایک کپڑے میں باندھ کر اپنی عبا میں چھپا لئے۔۔ شخص اس کے قریب آیا اور بولا۔۔۔ "معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے۔ جس کو آپ نے اتنی حفاظت سے رکھا ہوا ہے"۔۔۔

بہلول نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔ یہ بہت قیمتی کتاب ہے"۔

اس نے پوچھا۔۔۔"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کونسی کتاب ہے"۔۔۔؟

"جی ہاں۔۔۔! کیوں نہیں۔۔۔یہ فلسفے کی کتاب ہے"۔۔۔بہلول نے بتایا۔

"یہ قیمتی کتاب آپ نے کہاں سے خریدی ہے"۔۔۔؟

"حضور والا۔۔۔ یہ میں نے ایک موچی کے یہاں سے خریدی ہے"۔۔۔

بہلول نے مسکرا کر جواب دیا۔ تو قریب کھڑے لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

بغداد کے مرکزی بازار میں ایک نانبائی نے اپنی دکان سجا رکھی تھی۔ مزے دار پکوان چولہوں پر چڑھے تھے۔ جن کی لذیذ خوشبو بھاپ کے ساتھ اڑ اڑ کر گزرنے والوں کی اشتہا بڑھا رہی تھی۔ کھانے کا وقت تھا۔ بہت سے لوگ وہاں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ کچھ اپنے گھروں کو لے جا رہے تھے۔ نانبائی کے ملازم رکابیوں میں کھانا ڈال کر بڑی مستعدی سے گاہکوں کے سامنے رکھ رہے تھے۔

اس دکان کے سامنے ایک فقیر کھڑا بڑی دیر سے ان کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو سونگھ کر للچا رہا تھا۔۔۔ اس کے منہ میں پانی آ رہا تھا اور پیٹ میں بھوک کے مارے چوہے دوڑ رہے تھے۔ لیکن اس کی جیب میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی۔۔۔ کہ وہ اس لذت اور خوشبو کے دام لگا سکتا۔ اس کی بھوک میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کی تسکین کا سامان کس طرح کرے۔ نانبائی کے گاہک اپنے سامنے سجے کھانوں کو مزے لے لے کر کھا رہے تھے اور فقیر کی آنتیں بھوک سے قل ھو اللہ پڑھ رہی تھیں۔

اس کے فقیری جھولے میں صرف ایک سوکھی روٹی تھی۔ جب اس سے نہ رہا گیا تو اس نے وہ سوکھی روٹی نکالی۔۔۔ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا۔۔۔ آہستہ آہستہ اس دیگ کے قریب پہنچا۔ جس میں سے سب سے زیادہ بھاپ نکل رہی تھی اور گوشت کے سالن کی مزے دار خوشبو اڑ کر گاہکوں کو دعوت طعام دے رہی تھی۔

اس نے روٹی سے ایک نوالہ توڑا اور سوکھے نوالے کو دیگ سے اڑتی بھاپ میں نرم کیا۔ جس میں کھانے کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے وہ نوالہ منہ میں ڈال

لیا۔۔۔ سوکھی روٹی اب چبانے کے قابل ہو گئی تھی۔ اسے کسی نے نہیں ٹوکا۔۔۔ تو اس کا حوصلہ بڑھا۔۔۔ وہ وہیں کھڑا ہو گیا اور اس نے تمام روٹی اسی بھاپ کے ساتھ نرم کر کے کھالی۔۔۔ اس خوشبو کو سونگھ سونگھ کر وہ یہ تصور کرتا رہا کہ یہ کھانا بھی اس کے سوکھے لقموں میں شامل ہے۔

سوکھی روٹی کا عادی اس کا خالی پیٹ بھر گیا۔۔۔ روٹی ختم ہو گئی۔۔۔ تو وہ چل پڑا۔۔۔ لیکن نانبائی نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔۔۔ "کہاں جاتے ہو تم مفت خورے۔۔۔؟ لاؤ میرے پیسے نکالو"۔۔۔

"کون سے پیسے"۔۔۔! فقیر ہک بک رہ گیا۔۔۔

"اچھا۔۔۔! کون سے پیسے۔۔۔! نانبائی نے منہ بگاڑ کر اس کی نقل اتاری۔۔۔ "میرے کھانے کی بھاپ کے ساتھ تم نے روٹی تو بڑے مزے سے کھائی ہے۔۔۔ اور اب پوچھتے ہو کون سے پیسے۔۔۔؟

فقیر پریشان ہو گیا۔۔۔ "تمہارے سب کھانوں سے اڑنے والی بھاپ تو ہوا میں مل رہی ہے۔ یہ تمہارے کسی کام کی نہیں۔۔۔ اگر میں نے اس کے ساتھ اپنی روٹی نرم کر کے کھالی ہے تو تمہارا کیا نقصان کیا ہے۔۔۔ جو میں اس کی قیمت ادا کروں"۔۔۔

"باتیں نہ بنا مسٹنڈے۔۔۔! تو میرا مال دبا نہیں سکتا۔۔۔ میں اسے وصول کرنا جانتا ہوں"۔۔۔ نانبائی نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔۔۔

فقیر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ نانبائی سے اپنی جان کس طرح چھڑائے۔۔۔ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئی تھیں اور تکرار بڑھتی جا رہی تھی کہ اچانک بہلول اس طرف آ نکلا۔ فقیر اسے پہچانتا تھا۔ اس نے دور ہی سے دہائی دے کر بہلول کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اسے کل روداد سنائی۔ بہلول نے تمام معاملہ سن کر سر ہلایا۔۔۔ اور نانبائی سے بولا۔۔۔ "بھائی۔۔۔!!! کیا اس فقیر نے تمہارا کھانا کھایا ہے"۔۔۔؟

"میں جھوٹ کیوں بولوں۔۔۔ اس نے کھانا تو نہیں کھایا لیکن اس کی چالاکی

دیکھو کہ میز ے کھانے کی بھاپ کے ساتھ اپنے سارے خشک ٹکڑے نگل گیا ہے۔ میں نے کوئی زیادتی تو نہیں کی۔۔۔ بس اس بھاپ کی قیمت ہی تو مانگی ہے۔۔۔ لیکن اس کوڑھ مغز کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی"۔۔۔

"بے شک۔۔۔ بے شک! جناب یہ تو آپ کا حق ہے"۔۔۔ بہلول نے پرزور تائید کی۔۔۔ "لیکن یہ بچارا غریب آدمی اس بھاپ کی قیمت کہاں سے ادا کر سکے گا۔ میں ہی کچھ انتظام کرتا ہوں"۔۔۔

بہلول نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔ تو نانبائی خوش ہو گیا کہ اسے مفت کی رقم ملنے والی ہے۔۔۔ بہلول نے مٹھی بھر سکے نکالے اور انہیں کو ایک ایک کر کے زمین پر گرانا شروع کیا۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ کہتا جا رہا تھا۔۔۔ "جناب نانبائی صاحب۔۔۔! یہ ہے آپ کے کھانے کی بھاپ کی پوری قیمت۔۔۔ یہ آپ وصول فرمالیں۔۔۔ اسے جلدی جلدی اپنی تجوری میں بھر لو۔۔۔ سکوں کی یہ آواز۔۔۔"

کھن۔! کھن۔۔۔!! کھن۔۔۔!!! سکے زمین پر گرتے جا رہے تھے۔ فقیر نے انہیں زمین سے اٹھا کر بہلول کے ہاتھ میں دینے لگا۔۔۔ بہلول پھر انہیں کھن۔۔۔ کھن گرانا شروع کر دیتا۔ "نانبائی۔۔۔! دیکھو ہم نے تمہاری بھاپ سے کہیں زیادہ اس کی قیمت ادا کر دی ہے۔۔۔ بس تم جلدی سے دام کھرے کرو۔۔۔ اور کھنکتے سکوں کی یہ آواز اپنی تجوری میں ڈالو۔۔۔" اس کے اس مسخرے پن سے ارد گرد کھڑے لوگ ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے۔

پھر ایک شخص آگے بڑھ کر نانبائی سے مخاطب ہوا۔۔۔ "نانبائی صاحب اگر آپ کی تجوری سکوں کی اس کھن کھن سے بھر گئی ہو۔۔۔ تو میں بھی بہلول سے بات کر لوں"۔۔۔

نانبائی جو پہلے ہی بہلول کے مسخرے پن سے چڑا ہوا تھا۔۔۔ جھنجلاہٹ میں سر کے بال نوچتا ہوا بولا "جاؤ۔۔۔! جاؤ۔۔۔! میری جان چھوڑو۔۔۔! لے جاؤ اس

دیوانے کو اپنے ساتھ۔۔۔خوامخواہ تماشا بنا کر رکھ دیا"۔۔۔

بہلول نے کچھ سکے فقیر کو دے دیئے اور باقی اپنی جیب میں ڈال کر اس شخص کے ساتھ چل پڑا۔۔۔وہ کہہ رہا تھا۔۔۔"نانبائی۔۔۔اگر تو کھانے کی بھاپ اور خوشبو بیچے گا۔ تو تجھے اس کی قیمت سکوں کی آواز کی صورت میں ہی ملے گی"۔۔۔

وہ شخص ہنستا ہوا بولا۔۔۔بہلول۔۔۔! جس طرح تم نے اس غریب کی نانبائی سے جان چھڑائی ہے۔ اسی طرح کچھ اور غریبوں کی بھی مدد کرو۔۔۔اس مردود سرائے کے مالک سے۔۔۔ان کی خلاصی کراؤ۔۔۔وہ انھیں سرائے سے باہر نکلنے نہیں دے رہا"۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟ آخر انہوں نے کیا جرم کر دیا ہے۔ جو سرائے کے مالک نے انھیں قید کر رکھا ہے"۔۔۔بہلول نے پوچھا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ شہر میں یہی ایک سرائے ہے۔ جہاں غریب طبقہ آ کر ٹھہرتا ہے کیونکہ اس کا کرایہ مناسب ہے۔ وہاں شام کا ایک عطر فروش، ایک قصائی اور ایک مقامی روٹی فروخت کرنے والا رات ٹھہرے تھے۔ سرائے کا مالک لوگوں کی چیزیں اور زیورات وغیرہ بھی گروی رکھتا ہے۔۔۔رات اس کا ایک ہار چوری ہو گیا۔۔۔سرائے کے مالک کو ان تینوں پر شک ہے۔ لیکن وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے چوری نہیں کی۔۔۔سرائے کے مالک نے انھیں وہیں بٹھا رکھا ہے اور انھیں جانے نہیں دے رہا۔۔۔جب تک کہ اس کا گمشدہ ہار نہیں مل جاتا"۔۔۔وہ شخص اس کے ساتھ چلتے چلتے اسے تمام ماجرا سناتا جا رہا تھا۔

تب تک وہ سرائے تک پہنچ چکے تھے۔ سرائے کے مالک نے جو بہلول کو دیکھا تو مسکرایا۔۔۔"اچھا تو یہ دیوانہ بہلول اپنے ماضی کی یاد تازہ کرنے کو قاضی بنے گا۔۔۔"

بہلول ہنسا۔۔۔"حضرت مجھے اگر ان غریب لوگوں کا خیال نہ ہوتا۔۔۔تو میں تمہیں بتاتا کہ ماضی کا قاضی کیسے فیصلہ کرتا ہے۔۔۔لیکن اب تم ذرا دیوانے بہلول کا

فیصلہ بھی دیکھو"۔۔۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔!سرائے کے مالک نے مذاق اڑایا۔

"جہاں سے ہار چوری ہوا ہے۔۔۔ وہاں چور کی چھوڑی ہوئی کوئی نشانی ملی ہے"۔۔۔؟ بہلول نے پوچھا

"تمہیں کیسے معلوم کہ مجھے وہاں سے ایک درہم ملا ہے۔۔۔" سرائے کا مالک حیران ہوا۔۔۔

"تم ہی تو بتا رہے ہو عقلمند آدمی۔۔۔ تو اب لاؤ۔۔۔ وہ درہم میں ذرا دیکھوں۔۔۔ درہم کیا کہتا ہے کہ چور کون ہے"۔۔۔ بہلول بولا۔

"کیا درہم بولے گا"۔۔۔؟

"بولے گا کیوں نہیں۔۔۔ ضرور بولے گا۔۔۔ مگر اپنی زبان میں"۔۔۔ بہلول نے درہم لے کر انگلیوں میں گھماتے ہوئے پہلے اس کا جائزہ لیا۔۔۔ پھر اسے سونگھا۔۔۔ اور ایک لمبا سانس لے کر بولا۔۔۔ "بھائی سرائے والے۔۔۔ درہم نے چور کا پتہ بتا دیا"۔۔۔

"کیا واقعی"۔۔۔؟

"تمہارا چور قصاب ہے"۔۔۔ بہلول نے انکشاف کیا۔۔۔

ابھی سرائے کا مالک کچھ بولا بھی نہیں تھا کہ قصاب نے شور مچا دیا۔۔۔ "یہ دیوانہ جھوٹ بولتا ہے۔۔۔ یہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔۔۔ یہ کسی کے ساتھ ملا ہوا ہے"۔۔۔

"تمہارا یہ درہم ہی میرے ساتھ مل کر تمہارے خلاف سازش کر رہا ہے"۔۔۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو"۔۔۔ قصاب چلایا۔۔۔

"بھائی میں نے اس درہم کو سونگھا۔۔۔ تو اس میں عطر کی خوشبو نہیں آئی۔۔۔ عطر فروش کے ہاتھوں اور مختلف چیزوں میں عطر کی ضرور خوشبو رچ بس جاتی ہے۔۔۔

یہاں تک کہ درہم و دینار میں بھی۔۔۔ لہٰذا عطر فروش بے قصور ہے۔۔۔ البتہ اس میں چربی اور گوشت کی بو ضرور آرہی ہے۔ یہ درہم تمہارا ہے۔۔۔ یقیناً تمہاری جیب میں کوئی سوراخ ہے جس میں سے یہ اس وقت گرا ہے جب تم ہار چرانے آئے تھے"۔۔۔ بہلول نے تفصیل سے بتایا۔

سرائے کے مالک نے چھلانگ لگا کر قصاب کو دبوچا۔۔۔ اس کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ تو وہ پھٹی ہوئی تھی۔ قصاب کے خلاف ثبوت تو بہلول نے فراہم کر دیا تھا۔ اب اس کے پاس ہار واپس کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

سرائے کے مالک نے لجاجت سے کہا۔۔۔ "جناب بہلول! مجھے معاف فرمائیے۔ میں نے آپ کو دیوانہ کہا تھا"۔۔۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کہا۔۔۔ بھائی دیوانہ تو میں ہوں"۔۔۔ بہلول اپنی چھڑی کے گھوڑے پر سوار ہوا اور چلتے چلتے بولا۔۔۔ "لیکن اہلبیتؑ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ ہوں"۔۔۔

○○○○○

بہلول اپنے ٹھکانے سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ اس کے معصوم ساتھی ایک جگہ جمگھٹا لگائے کھڑے ہیں۔ بہلول نے اپنے عصا کے گھوڑے کا رخ اسی طرف موڑ دیا۔۔۔ اور دور ہی بولا۔۔۔ "کیوں بچو۔۔۔! یہ تم اکٹھے ہو کر شیطان کے خلاف کیا سازش کر رہے ہو۔۔۔ وہ تو پہلے ہی تم سے پناہ مانگتا ہے"۔۔۔

کچھ بچے مسکرائے۔۔۔ کچھ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ "بہلول۔۔۔ بہلول۔۔۔! یہ ہمارے دو ساتھی بہت پریشان ہیں۔۔۔ تم ان کی کچھ مدد کرو۔۔۔ ورنہ قاضی انہیں کوڑی کوڑی کو محتاج کر دے گا۔۔۔"

بہلول نے دیکھا کہ دو بچے جو صورت شکل سے بھائی معلوم ہوتے تھے آنکھوں میں آنسو لیے غمگین چہرہ بنائے پریشان کھڑے تھے۔۔۔

بہلول اپنے گھوڑے سے اتر آیا۔۔۔ "کیوں بچو کیوں پریشان ہو تم؟۔۔۔! بڑا لڑکا رندھی ہوئی آواز میں بولا

بہلول۔۔۔ ہمارا باپ حج کرنے گیا تھا۔ اس نے ایک ہزار اشرفی قاضی کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ یہ کہہ کر کہ اگر میں سفر حج سے واپس نہ آیا۔ تو تم میرے بچوں کو اس میں سے جو تمہارا دل چاہے۔ وہ دے دینا۔ اور اگر میں واپس آ گیا۔ تو میں اپنی امانت تم سے واپس لے دوں گا"۔۔۔

"مگر افسوس کہ ہم یتیم ہو گئے۔۔۔ ہمارا باپ سفر سے واپس نہیں آیا۔۔۔ اب ہمارا کوئی سہارا نہیں، ہم نے قاضی سے اپنے باپ کی امانت کا سوال کیا۔ تو وہ کہنے لگا۔۔۔ کہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ جو قول کیا تھا اس کے مطابق جو میرا دل چاہے

گا۔ میں تمہیں وہ دوں گا۔ لہٰذا تم نے سو اشرفیاں لینی ہیں۔ تو لو اور چلتے بنو۔۔۔"

بہلول نے بچے کے سر پر ہاتھ رکھا اور تسلی بھرے لہجے میں بولا۔۔۔"

بیٹا۔۔۔ پریشان نہ ہو۔ اپنے آنسو پونچھو اور چلو میرے ساتھ۔۔۔ میں قاضی سے بات کرتا ہوں۔۔۔"

تینوں قاضی کے پاس پہنچے تو وہ ناراضگی سے بولا۔۔۔" او۔۔۔ لڑکو۔۔۔ جب ساری بات طے ہو چکی ہے تو تم بہلول کو حمایتی بنا کر کیوں لائے ہو۔۔۔؟

بہلول نے آگے بڑھ کر کہا۔۔۔" جناب قاضی صاحب! یہ یتیم بچے مجھے اپنے ساتھ نہیں لائے۔ بلکہ میں انہیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں تاکہ آپ کو یہ احساس دلاؤں کہ یتیم کا مال کھانا اپنے پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف ہے۔"

"میں کوئی زیادتی نہیں کر رہا حضرت بہلول۔۔۔! کہ جہنم کی آگ سے اپنا پیٹ بھروں۔۔۔ ہمارے شہر بغداد میں کئی لوگ ایسے ہیں۔ جن کے سامنے یہ قول ہوا تھا۔ ان بچوں کے باپ نے مجھ سے کہا تھا کہ ہزار اشرفی میں سے جو میں چاہوں۔ اس کے بچوں کو دے دوں۔ باقی خود رکھوں۔ اب میں سو اشرفیاں انہیں دیتا ہوں۔۔۔ تو یہ لینے سے انکار کرتے ہیں اور شہر بھر میں اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر مجھے بدنام کر رہے ہیں"۔۔۔

" بے شک! بے شک۔۔۔!!! یہ بچے بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ قول ان کے مرحوم والد نے کیا تھا۔ لیکن آپ اس قول کو سمجھ نہیں سکے۔۔۔ بچوں کے باپ نے اس قول سے اپنے بچوں کا حق محفوظ کر لیا ہے۔" بہلول نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

راہ چلتے کچھ لوگ بھی ان کی یہ گفتگو سننے کیلئے ٹھہر گئے تھے۔ ان میں سے کچھ قاضی کے طرف دار تھے اور کچھ یتیم بچوں کے حمایتی تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"بہلول۔۔۔! تم یہ عجیب بات کہہ رہے ہو۔۔۔ قول سے تو صاف صاف ظاہر ہے کہ قاضی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔"

"لیکن اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کا باپ بہت عقلمند تھا۔۔۔ یقیناً وہ جانتا تھا کہ قاضی صاحب کے دل میں لالچ سے فتور آ سکتا ہے۔۔۔ اسی لئے اس نے یہ قول کیا اور لوگوں کو اس پر گواہ بنایا۔۔۔ تاکہ اس کے معصوم بچوں کو ان کا حق مل سکے"۔۔۔ بہلول بولا۔۔۔

"وہ کیسے"؟ کسی نے استفسار کیا۔

"قول یہ ہوا تھا کہ قاضی صاحب جو چاہیں۔۔۔ وہ بچوں کو ملے گا۔۔۔ اور عالی جناب قاضی صاحب نو سو اشرفیاں چاہتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے لئے رکھ لی ہیں۔ حالانکہ بچوں کے باپ نے کہا تھا کہ جو آپ چاہیں۔۔۔ وہ میرے بچوں کو دیں۔۔۔ لہٰذا قول کے مطابق قبلہ قاضی صاحب جو نو سو اشرفیاں چاہتے ہیں وہ ان یتیم بچوں کو ملیں گی۔۔۔"

"او دیوانے۔۔۔! یہ تو کیا اول فول بک رہا ہے"۔۔۔ قاضی آگ بگولہ ہو گیا۔۔۔"

آپ نے قول ہی ایسا کیا کہ آپ کو سمجھانے کے لئے مجھے یہ اول فول بکنا پڑا"۔۔۔ بہلول مسکرایا۔۔۔ "کیوں بھائیو۔۔۔!!! کیا میں نے کچھ غلط کہا"۔۔۔ اس نے مجمعے کو مخاطب کیا۔۔۔ کچھ لوگ مسکرائے۔۔۔ کچھ عش عش کر اٹھے۔۔۔ بچوں کے طرفداروں کے حوصلے بڑھے اور انہوں نے قاضی پر زور دیا کہ وہ یتیم بچوں کا حق ادا کرے۔۔۔ قاضی کے حمایتی کمزور پڑ گئے اور قاضی کو بچوں کی امانت مجبوراً لوٹانی پڑی۔

"کیوں بچو۔۔۔! اب تو خوش ہو۔۔۔" بہلول نے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ اپنا عصا اٹھایا اور چلنے کو قدم بڑھایا ہی تھا کہ ایک شخص نے اس کا راستہ روک لیا۔۔۔

"بہلول۔۔۔ میں تمہارے اس دانشمندانہ فیصلے سے بہت متاثر ہوا ہوں۔۔۔ تم نے کتنی صفائی سے یتیم بچوں کو ان کا حق دلوایا ہے۔۔۔ میرا ایک عزیز

دوست ایسی ہی ایک مشکل میں گرفتار ہو گیا ہے۔۔۔ ایک شریر یہودی نے اس کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔

"مگر کیوں۔۔۔! کوئی تو وجہ ہو گی"۔۔۔ بہلول نے پوچھا۔

"دراصل میرا دوست ایک دیندار اور شریف تاجر ہے۔۔۔ وہ جائز منافع پر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔ اس لئے کاروباری حلقوں میں ہر دل عزیز ہے۔ اس کا کاروباری حریف ایک مکار یہودی ہے۔ وہ سود کا کاروبار بھی کرتا ہے۔۔۔ کچھ مدت ہوئی میرے دوست کو روپے کی ضرورت پڑی۔۔۔ تو اس نے یہودی نے ایک عجیب شرط پر اسے رقم قرض میں دی۔۔۔"

"وہ عجیب شرط کیا تھی بھلا۔۔۔؟ بہلول نے سوال کیا۔

"اس مکار یہودی نے شرط یہ رکھی کہ اگر میرا دوست وقت مقررہ پر اس کا قرض ادا نہ کر سکا۔ تو وہ اس کے بدلے میں اس کے جسم کے جس حصے سے چاہے گا۔ ایک سیر گوشت کاٹ لے گا۔ میرا دوست بیچارا اس وقت بہت مجبور تھا۔۔۔ اس کی عزت کا سوال تھا۔" اس یہودی کی شرط مان لی اور اسے دستاویز لکھ دی"۔۔۔

"مگر اتفاق ایسا ہوا کہ میرا دوست وقت مقررہ پر قرض ادا نہیں کر سکا۔۔۔ اس ظالم یہودی نے عدالت میں اس پر مقدمہ کر دیا ہے چونکہ یہودی کے پاس میرے دوست کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر ہے۔ اس لئے فیصلہ یہودی کے حق میں ہی ہو گا۔۔۔ قاضی میرے دوست کو مہلت دینا چاہتا ہے کہ وہ رقم کا بندوبست کرے۔۔۔ لیکن یہودی نہیں مانتا اور بار بار فیصلے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ وہ میرے دوست کے جسم سے کوئی ایسا عضو کاٹے۔ جو اس کی موت کا باعث بن جائے۔۔۔ ہم سب بہت پریشان ہیں۔ میرے دوست کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا"؟۔۔۔ وہ شخص افسردگی سے کہنے لگا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ جس دن فیصلہ ہونا ہے۔۔۔ تم مجھے اطلاع کر دینا۔۔۔ اللہ نے چاہا تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کے صدقے مکار یہودی کی چال

ناکام ہوگی"۔۔۔ بہلول نے اسے تسلی دی اور آگے بڑھ گیا۔

چند روز بعد فیصلے کا دن آیا۔۔۔ تو بہلول بھی گدڑی کاندھے پر ڈالے۔ اپنا عصا سنبھالے عدالت میں آن پہنچا اور آتے ہی قاضی سے بولا۔۔۔" جناب قاضی صاحب! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں ایک مظلوم کی وکالت کروں"؟۔۔۔

قاضی بہلول سے واقف تھا۔۔۔ اس نے اجازت دے دی وہ اپنا عصا ٹیکتا سوداگر اور یہودی کے درمیان جا بیٹھا۔ اور سوداگر سے بولا۔۔۔" بھائی سوداگر۔۔۔ کیا تم نے اس کو یہ دستاویز لکھ کر دی ہے کہ اگر تم قرض ادا نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ تمہارے جسم سے ایک سیر گوشت جس جگہ سے چاہے اتار لے"۔۔۔

"ہاں۔۔۔! بے شک میں اس سے انکار نہیں کرتا"۔۔۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر سر جھکایا۔۔۔

"کیوں حضرت۔۔۔ کیا یہی اقرار ہوا تھا کہ تم اس کے جسم سے ایک سیر گوشت جہاں سے چاہو گے کاٹ لو گے۔۔۔"؟ بہلول نے یہودی سے سوال کیا۔

"تم چاہو تو دستاویز دیکھ سکتے ہو"۔۔۔ یہودی ڈٹ کر بولا۔۔۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ ایک دیوانہ بھلا سوداگر کی کیا وکالت کرے گا۔۔۔

نہیں۔۔۔ انہیں۔۔۔!! مجھے تمہاری زبان پر اعتبار ہے۔۔۔ پھر سوداگر بھی تو اقرار کر چکا ہے۔ لہٰذا اس شرط پر ضرور عمل درآمد ہونا چاہئے۔۔۔ اور سب کے سامنے ہونا چاہئے"۔۔۔ بہلول نے اعلان کیا۔۔۔

"بھائیو۔۔۔! ہمارے اس بھائی کو پورا پورا حق ہے کہ سوداگر کے جسم سے ایک سیر گوشت کاٹ لے اور شرط کے مطابق جہاں سے چاہے کاٹے۔۔۔ کوئی ممانعت نہیں۔۔۔ پیارے بھائی اٹھو۔۔۔!! اپنا حق لو۔۔۔"

سوداگر بیچارے کا منہ فق ہو گیا۔ عدالت میں موجود لوگ پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔ یہودی اپنے خنجر کے سنہری قبضے پر ہاتھ رکھ کر آگے

بڑھا۔۔۔

تو بہلول نے اس کی حوصلہ افزائی کی۔۔۔ "آؤ بھائی۔۔۔!!! سوداگر کے جسم سے ایک سیر گوشت جہاں سے تمہارا دل چاہے کاٹ لو۔۔۔ لیکن۔۔۔!!!

اس نے یہودی کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے کہا۔" یہ تو تمہیں معلوم ہے ناں کہ دستاویز میں صرف گوشت لکھا گیا ہے۔۔۔ وہ بھی پورا ایک سیر۔۔۔ نہ کم نہ زیادہ۔۔۔ اور یہ بھی کہیں ذکر نہیں کہ اس میں سے خون بھی نکلے گا۔۔۔ اس لئے جب تم گوشت کاٹو گے تو خیال رکھنا کہ پورا ایک سیر ہو۔۔۔ اس سے کم یا زیادہ نہیں اور سوداگر کا خون بھی ضائع نہ ہو۔۔۔ اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی۔ تو تم پر اقدام قتل کا مقدمہ قائم کیا جائے گا۔۔۔" یہودی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔۔ بہلول نے چاروں طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

"کیوں بھائیو۔۔۔ یہ فیصلہ برحق ہے ناں"۔۔۔

"بے شک۔۔۔!! بے شک۔۔۔!! لوگوں نے واہ تحسین کی صدائیں بلند کیں۔۔۔"

"مرحبا!! مرحبا!!" قاضی نے بھی اس کی تائید کی۔۔۔ "بہلول نے جو فیصلہ کیا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے یہودی اس کی پابندی کرے یا اس کو تسلیم کرے کہ سوداگر کے پاس جب بھی رقم ہوگی۔۔۔ وہ یہودی کو اس کی ادائیگی کرنے کا پابند ہوگا"۔۔۔

سوداگر اور اس کا دوست بہلول کا شکریہ ادا کرنے کو آگے بڑھے۔۔۔ لیکن وہ اپنے عصا کے گھوڑے پر سوار ہچ کرتا۔۔۔ ہجوم سے دور نہ جانے کس طرف چلا جاتا تھا سوداگر نے تاسف سے کہا" افسوس بہلول نے ہمیں شکریہ ادا کرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔۔۔"

"اسے شکریہ کی حاجت نہیں۔ نہ کسی معاوضے کی وہ تو شہر بغداد کے لئے اللہ کی ایک نعمت ہے کہ وہ اپنے من کی سوچ میں جس طرف بھی چلا جاتا ہے اس کا فیض اس کی

مہربانی اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے کہ عامۃ الناس اس سے مستفیض ہوں۔۔۔" کسی واقف حال نے کہا۔۔۔تو ہر دل اس کی تائید کر رہا تھا۔

بہلول اپنی دھن میں مگن چلا جاتا تھا کہ ایک اونٹ والے نے اسے روک لیا۔۔۔بہلول نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔"کیا بات ہے"۔۔۔!

"بہلول۔۔۔! میرے اونٹ کو کھجلی کی بیماری ہو گئی ہے۔ مجھے کسی سیانے نے مشورہ دیا ہے کہ میں اسے ارنڈی کے تیل کی مالش کروں۔۔۔لیکن میں نے آپ کو دیکھا۔۔۔تو مجھے خیال آیا کہ آپ سے دعا کروا لوں۔ اگر آپ میرے اونٹ پر دم کر دیں تو اسے شفا ہو جائے گی۔۔۔"

بہلول بے ساختہ ہنس پڑا۔۔۔"اے اعرابی۔۔۔صرف میری ناچیز دعا میں تو اتنی تاثیر نہیں ہے کہ اتنے بڑے اونٹ کو شفایاب کر دے۔ ہاں اگر تم ارنڈی کا تیل لے آؤ۔ تو میں اس پر دعا دم کر دوں گا۔ تم وہ تیل استعمال کرنا۔ اللہ نے چاہا تو تمہارا کام بن جائے گا۔۔۔"

بات اس شخص کے دل کو لگی۔ وہ اسی وقت بازار سے تیل خرید لایا۔۔۔بہلول نے اس پر دعا دم کر دی۔ کچھ روز کی مالش سے اس کا اونٹ تندرست ہو گیا۔

دیوانہ بہلول بڑی سوچ میں تھا۔ اس کا چھڑی کا گھوڑی ایک طرف آرام کر رہا تھا اور وہ شہر کی ریت ملی گیلی مٹی سے چھوٹے چھوٹے گھروندے بنا رہا تھا۔۔۔ اس کے ننھے شریر دوست اسے گھیرے ہوئے اس سے نت نئے سوالات کر رہے تھے۔ کچھ اس کے قریب بیٹھے مٹی کے کھیل کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

"بہلول۔۔۔! بہلول۔۔۔!! یہ تم کیا کر رہے ہو"۔۔۔! ایک بچے نے پوچھا۔۔۔

"میں یہ گنتی کر رہا ہوں کہ ہمارے شہر میں کتنے لوگ نابینا ہیں"۔۔۔ وہ بڑی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"کیا مطلب"۔۔۔! بچے نے۔

"تم نے دیکھا کہ جب سے میں یہاں بیٹھا ہوں کتنے ہی اچھے بھلے سمجھدار لوگ یہاں سے گزرے ہیں۔۔۔ ان سب نے تمہاری طرح مجھ سے یہی پوچھا ہے۔۔۔ بہلول۔۔۔ بہلول تم کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ گویا انہیں نظر نہیں آتا تب ہی تو یہ پوچھتے ہیں"۔۔۔ بہلول بڑے مزے سے کہنے لگا۔

"تو پھر تم بتا کیوں نہیں دیتے کہ تم کیا کر رہے ہو"۔۔۔ ایک بچہ مٹی کے گھروندے کو اپنے پیر سے ڈھانے لگا۔۔۔

بہلول نے اسے پکڑ لیا۔۔۔ "ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ یہ کیا غضب کرتے ہو۔۔۔ خبردار!! جوان محلوں کے قریب بھی آئے تو۔۔۔ یہ بہت قیمتی ہیں"۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟ یہ کیوں اتنے قیمتی ہیں بہلول۔۔۔ ریت اور مٹی کے گھر"۔۔۔!

بچوں نے حیرت سے پوچھا

"یہ ریت اور مٹی کے گھر نہیں ہیں۔۔۔

یہ جنت کے گھر ہیں جنت کے"۔۔۔ بہلول نے ہانک لگائی۔۔۔۔

"جنت کے گھر۔۔۔؟ بچے یک زبان ہو کر بولے۔۔۔

"ہاں۔۔۔! جنت کے محل"۔۔۔

بچے کچھ کہتے کہتے ٹھٹھک گئے۔۔۔ ہٹو!!۔۔۔ بچو۔۔۔! کی صدا کے ساتھ ہارون الرشید عباسی کی چہیتی ملکہ زبیدہ کی سواری بڑے کروفر سے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ بچے ادھر ادھر ہو گئے کہ شاہی خاندان کی سواری کے راستے میں آنے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا تھا۔ وہ راستے میں آنے والوں کو روندتے ہوئے گزر جاتے تھے۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں تھا۔

بچے تو دور ہٹ گئے۔۔۔ لیکن بہلول نے نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ وہ اپنی مصروفیت میں مگن مٹی کے ڈھیروں سے جنت کے محلات تعمیر کرتا رہا۔۔۔ ملکہ زبیدہ کی نگاہ بہلول پر پڑی۔۔۔ وہ اسے جانتی تھی کہ وہ ہارون الرشید کا قریبی رشتہ دار ہے۔۔۔ اس نے شاہی سواری کو رکنے کا اشارہ کیا اور اپنی کنیز سے پوچھنے لگی۔۔۔ "کیا یہ وہب بن عمرو ہے"۔۔۔؟

"جی ملکہ عالیہ یہ وہب ہی ہے۔۔۔ لیکن جب سے یہ دیوانہ ہوا ہے۔۔ اسے سب بہلول کہتے ہیں۔۔۔ اس کا اصل نام تو جیسے سب نے فراموش کر دیا ہے"۔۔ کنیز نے بتایا۔

"وہ خوش مزاج تو پہلے ہی تھا۔۔۔ مگر اب تو وہ بہت ہی مسخرہ اور ہنس مکھ ہو گیا ہے۔۔۔ اپنی باتوں سے وہ سب کو خوب ہی ہنساتا ہے۔ لیکن غور کریں تو اس کی گفتگو میں ایسی دانش چھپی ہوتی ہے کہ سب عش عش کر اٹھتے ہیں"۔۔۔ ملکہ زبیدہ کی دوسری مقرب کنیز بولی۔۔۔

"کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ایک شریر شخص نے بہلول کا مذاق اڑانے کو اس

سے کہا۔۔۔" اے بہلول۔۔۔ تو نے کبھی شیطان کو دیکھا ہے۔۔۔؟ میرا بہت جی چاہتا ہے کہ شیطان کو دیکھوں"۔۔۔

"تیری یہ آرزو تو بڑی آسانی سے پوری ہو سکتی ہے"۔۔۔ بہلول بولا۔

"وہ کیسے"۔۔۔؟ اس شریر نے پوچھا۔

"تمہارے گھر میں آئینہ تو ہوگا۔۔۔ اگر نہیں ہے تو پھر صاف پانی میں دیکھ لینا۔ تجھے شیطان کی زیارت ہو جائے گی"۔۔۔ بہلول نے بہت سنجیدگی سے مشورہ دیا۔۔۔ اس وقت تو وہ شخص ادھر ادھر ہو گیا۔۔۔ شاید اس وقت کوئی سن رہا تھا۔ جب ہی شہر بھر میں لوگ اسے حضرت شیطان کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ وہ جہاں جاتا ہے۔۔۔ لوگ اس سے یہی پوچھتے۔۔۔" کیوں جناب کیا آپ کو شیطان کی زیارت ہو گئی"؟۔۔۔

ملکہ زبیدہ مسکرائی۔۔۔" بہت خوب"۔۔۔ اور مٹی سے کھیلتے ہوئے بہلول کو دیکھ کر بولی۔۔۔" اس کو یہاں بلاؤ۔۔۔ ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

یہ شاہی حکم سن کر کارندے بہلول کی طرف دوڑے۔۔۔" بہلول!! ملکہ زبیدہ کی بارگاہ میں چلو"۔۔۔

بہلول نے ایک نگاہ غلط انداز ملکہ کی سواری اور اس کی شان و شوکت پر ڈالی۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔" مجھے ان بادشاہوں سے کیا غرض۔۔۔ جو خدا کی نافرمانی پر اتراتے ہیں"۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"بہلول۔۔۔!! تم ملکہ کی نافرمانی کرو گے۔۔۔ تو تمہاری خیر نہیں"۔۔۔ شاہی کارندے نے رعب جمایا۔

بہلول نے کہا" ان کی شاہی میں تو کسی کی خیر نہیں۔۔۔ کیا سارا ملک ہی ملکہ کا نافرمان ہے"۔۔۔؟

"وہ تم سے بات کرنا چاہتی ہیں چلو ان کے پاس"۔ کارندے نے رعب

جمایا۔

تو یہاں آ جائیں۔۔۔ میں نے تو ان سے بات نہیں کرنی۔۔۔ جو میں وہاں جاؤں"۔۔۔اس نے بے نیازی سے جواب دیا۔

ملکہ زبیدہ نے جو شاہی کارندے کے ساتھ بہلول کی تکرار سن رہی تھی۔ سواری کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ قریب پہنچ کر وہ نیچے اتری۔۔۔ کنیزوں نے اس کے ریشمی لباس کے لٹکتے ہوئے پلو سنبھال رکھے تھے۔ وہ بڑے وقار سے قدم اٹھاتی بہلول کی سمت آئی۔۔۔ "وہب۔۔۔ تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے"۔۔۔اس نے ہمدردی سے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"اللہ کا شکر ہے۔۔۔ وہ جس حال میں بھی رکھے"۔۔۔بہلول نے جواب دیا۔

"تمہارے اہل خانہ تمہارے بارے میں فکر مند ہیں۔۔۔تم ان کی بات کیوں نہیں مانتے۔ ان کے ساتھ گھر کیوں نہیں چلے جاتے"۔۔۔

ہم جیسے لوگ جہاں بھی ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔۔۔ وہی ہمارا گھر بن جاتا ہے"۔۔۔بہلول نے بے نیازی سے کہا۔

تم اچھے بھلے سمجھدار ہو۔۔۔ یہ کیا بچوں کی طرح مٹی سے کھیل رہے ہو"۔۔۔ ملکہ زبیدہ بولی۔۔

بہلول نے سر اٹھایا اور بڑی بردباری سے بولا "میں جنت کے محل بنا رہا ہوں۔"

"جنت کے محل"۔۔۔؟ ملکہ زبیدہ نے مصنوعی حیرت سے دوہرایا۔ پھر بولی۔ "اگر جنت کے یہ محل کوئی تم سے لینا چاہے تو تم دو گے۔۔۔؟

"ہاں۔۔۔دام ادا کرے اور کھرا سودا لے جائے۔۔۔وہ کہنے لگا۔

ملکہ زبیدہ نے مٹی کے ایک گھروندے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ "یہ محل کتنے میں دو گے"۔۔۔؟

"صرف سو دینار میں"۔۔۔بہلول نے بتایا۔

ملکہ زبیدہ نے سوچا کہ اس طرح مذاق میں بہلول کی مدد بھی ہو جائے گی۔ اس نے کنیزوں کو حکم دیا کہ بہلول کو جنت کے محل کی قیمت ادا کر دی جائے۔ بہلول نے سو دینار وصول کرنے سے پہلے بڑی سنجیدگی سے کہا۔۔۔"تم نے محل کی قیمت ادا کر دی ہے۔ میں اس کا قبالہ تمہارے نام لکھ دیتا ہوں۔۔۔"

ملکہ زبیدہ ہنسی۔۔۔"اچھا بہلول میں چلتی ہوں۔۔۔تم یہ قبالہ میرے کارندوں کے حوالے کر دینا"۔۔۔

بہلول نے رقم لے لی اور مٹی کی ڈھیریوں کو ایک بار پھر ریت میں بدل کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی جھولی میں سو دینار تھے۔ اور اسے ان کو اس کے اصل حق داروں تک پہنچانا تھا۔ غریب اور نادار اسی امید میں رہتے تھے کہ کب بہلول کے سخی ہاتھ میں کچھ مال دنیا آتا ہے اور ان کی قسمت جاگتی ہے۔

⚙⚙⚙⚙⚙

تمام سکے ضرورت مندوں میں بانٹنے کے بعد بہلول کے پاس ایک ہی سونے کا سکہ بچا۔ وہ اسے کسی بازی گر کی طرح ہاتھوں میں اچھالتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک نوسرباز کی نگاہ میں آ گیا۔ نوسرباز نے سونے کے سکے کو تاڑ لیا اور بہلول کو دیوانہ سمجھ کر اس نے ایک چال چلی کہ کسی طرح سونے کا سکہ اس سے ہتھیا لے۔ وہ اس کے قریب آیا اور بہت میٹھے لہجے میں بولا "میرے بھائی ذرا رکنا"۔۔۔

بہلول رک گیا اس نے سونے کا سکہ مٹھی میں دبا لیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ "ہاں کہو۔۔۔"؟

"تم یہ سکہ اتنی مہارت سے اچھال رہے ہو کہ میں حیران رہ گیا۔ میں نے سوچا کہ تمہیں ٹھہرا کر اس کی داد دوں۔۔۔" وہ بڑی گرمجوشی سے کہنے لگا۔

"تمہاری مہربانی۔۔۔!! تم نے اس دیوانے پر اتنا کرم کیا"۔۔۔ بہلول نے جواب دیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تمہارے پاس دس سکے ہوں۔۔۔ تو تم اس سے زیادہ اچھے انداز میں یہ کھیل کھیل سکتے ہو"۔۔۔ وہ بولا۔۔۔

"مجھ فقیر کے پاس دس سکے کہاں ہو سکتے ہیں"۔۔۔ بہلول نے کہا۔۔۔

"یہ تو کوئی بات ہی نہیں۔۔۔ دس سکے تو تمہیں میں بھی دے سکتا ہوں۔۔۔ تم مجھے یہ سکہ دے دو۔۔۔ میں تمہیں اس کے بدلے میں دس سکے دے دوں گا"۔۔۔ اس نے جیب سے دس سکے نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لئے۔۔۔

"ارے واہ۔۔۔! یہ تو واقعی دس سکے ہیں"۔۔۔ بہلول نے خوش ہو کر کہا۔۔۔

"میں تمہیں اپنا سکہ ان دس سکوں کے بدلے میں ضرور دے دوں گا۔ مگر ایک شرط ہو گی"۔۔۔

"شرط۔۔۔؟ مگر وہ کیا۔۔۔؟ نوسرباز نے استفسار کیا۔۔۔

"تم مجھے ذرا گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کر کے دکھاؤ"۔۔۔

"اچھا۔۔۔ عجیب شرط ہے تمہاری"۔۔۔ نوسرباز نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کہ کہیں قریب میں دیکھ تو نہیں رہا۔۔۔

"اس شرط کو پوری کیے بغیر تم یہ سکہ حاصل نہیں کر سکتے"۔۔۔ بہلول نے سکہ اسے دکھایا۔

نوسرباز یہ اطمینان کر چکا تھا کہ ارد گرد کوئی نہیں۔۔۔ اس لئے ایک دیوانے کے سامنے گدھے کی طرح رینگنے میں کوئی حرج نہیں۔ کچھ دیر ڈھینچوں ڈھینچوں کر کے اگر سونے کا سکہ مل سکتا تھا تو یہ سودا برا نہیں تھا۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔۔ گدھے کی آوازیں نکالنے لگا۔۔۔ بہلول یہ ڈھینچوں ڈھینچوں سن کر ہنس پڑا۔۔۔ "واہ۔۔۔! واہ۔۔۔!! گدھے میاں۔: تم نے میرے سونے کے سکے کو اتنی جلدی پہچان لیا۔ اور میں گدھا بھی نہیں تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تانبے کے سکے نہیں پہچانتا"۔۔۔

نوسرباز اتنا شرمندہ ہوا کہ نو دو گیارہ ہو گیا۔۔۔ بہلول نے سر جھٹک کر کہا۔۔۔ "بھلے آدمی اگر تم نے یہ دھوکا بازی نہ کی ہوتی سکہ مانگ لیتے تو میں تمہیں یہ سکہ یونہی دے دیتا"۔۔۔

○○○○○

ہارون الرشید عباسی محل میں آیا۔ تو ملکہ زبیدہ نے باتوں باتوں میں بہلول کا قصہ چھیڑ دیا۔۔۔ ہارون الرشید نے تعجب سے کہا۔۔۔ ''کون بہلول'' ۔۔۔؟

''وہی۔۔۔ وہب بن عمرو۔۔۔ جو دیوانہ ہو گیا ہے'' ملکہ زبیدہ نے بتایا۔

''اچھا۔۔۔ تو اب اس نے اپنا نام بھی تبدیل کر لیا ہے۔۔۔ یہ اس دیوانے کو کیا سوجھی۔۔۔؟

''یہ نام تو اس کو عوام نے دے دیا ہے۔۔۔ اب ہر کوئی اسے بہلول کے نام سے ہی پکارتا ہے۔ اس کا اصل نام تو جیسے فراموش ہو گیا ہے'' ۔۔۔ ملکہ زبیدہ بولی۔

''بہلول کا مطلب تو ہنس مکھ، خوبصورت اور نیکیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ عموماً حاضر جواب، چٹکلے باز اور سچے لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ وہب میں ایسی کیا بات ہے کہ لوگ اسے بہلول کہنے لگے ہیں'' ۔۔۔ ہارون نے استفسار کیا۔

''ایک کنیز بتا رہی تھی کہ وہب جب سے دیوانہ ہوا ہے۔ بہت شوخ، بذلہ سنج اور شگفتہ مزاج ہو گیا ہے۔ دانشمند تو وہ پہلے بھی تھا۔۔۔ لیکن اس کی یہ دانشمندی کچھ اور ہی رنگ اختیار کر گئی ہے۔ اس کی دیوانگی اور پاگل پن میں اس کی آمیزش عوام کو بہت محظوظ کرتی ہے۔ سنا ہے وہ لوگوں کی مدد کرتا ہے۔۔۔ انہیں مشورے دیتا ہے۔ اور اپنی مزاحیہ حرکتوں سے انہیں خوب ہنساتا ہے۔ اسی لئے لوگ اسے بہلول کہنے لگے ہیں'' ۔۔۔

''اس کا مطلب ہے لوگ اسے پسند کرتے ہیں'' ۔۔۔ بادشاہ نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

''ہاں سنا ہے کہ وہ بغداد کا ایک پسندیدہ کردار بن چکا ہے۔ اہل بغداد اس کے

گرویدہ ہیں"۔۔۔ ملکہ نے بتایا۔

"حیرت ہے کہ ہمارے مشیروں نے ہمیں اس کے بارے میں کیوں آگاہ نہیں کیا"۔۔۔ ہارون نے ناگواری سے کہا

"شاید انہوں نے خیال کیا ہو کہ ایک دیوانے کی عالی جاہ کی نگاہ میں کیا اہمیت"۔۔۔؟ زبیدہ بولی

"لیکن وہ ہمارا رشتہ دار ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی اطلاع تھی کہ وہ رافضیوں کے امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے ربط وضبط رکھتا ہے۔۔۔ وہ کچھ ہی روز میں اتنا ہر دلعزیز ہوگیا ہے۔۔۔ آخر اس کی کوئی وجہ تو ہوگی"۔۔۔ ہارون الرشید نے پر خیال لہجے میں کہا۔۔۔

"مجھے کنیزوں نے اس کے بارے میں کچھ واقعات تو سنائے ہیں۔ لیکن وہ بہت ہی بے ضرر ہیں۔ ان سے یہ ظاہر تو نہیں ہوتا کہ وہ کوئی سازش کر رہا ہے"۔۔۔

تمہیں امور سلطنت کی کیا خبر"۔۔۔ ہارون نے نخوت سے ٹوکا۔۔۔ "تم ان واقعات کے بارے میں بتاؤ جو کنیزوں سے تمہیں پتہ چلے ہیں"۔۔۔

"ایک واقعہ تو حال ہی کا ہے پچھلے دنوں امیر کوفہ اسحاق بن محمد صباح کے یہاں لڑکی کی ولادت ہوئی۔۔۔ تو وہ بچارا خانہ نشین ہو کر رہ گیا۔ نہ کسی سے ملتا۔ نہ بات کرتا۔ نہ مبارکباد وصول کرتا۔۔۔ بہلول کو کسی نے بتایا۔۔۔ تو وہ اپنی چھڑی کے گھوڑے پر سوار، شانے پہ گدڑی ڈالے اس کے یہاں جا پہنچا۔۔۔ اور اس سے کہنے لگا۔۔۔

"اے اسحاق۔۔۔!!! میں نے سنا ہے کہ تو لڑکی کی پیدائش پر بہت رنجیدہ ہے۔ گھر میں بیٹھا سوگ منا رہا ہے۔۔۔ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے۔۔۔ نہ کسی سے ملتا ہے"۔۔۔

"کیا کروں۔۔۔؟ دل ہی نہیں چاہتا"۔۔۔ وہ آہ بھر کر بولا۔۔۔ "مجھے بیٹے کی بڑی آرزو تھی مگر افسوس کہ اللہ نے مجھے لڑکی دے دی"۔۔۔

"کمال ہے"۔۔۔ بہلول بے ساختہ بولا۔۔۔ "تو اللہ کی رضا میں راضی نہیں کہ اس نے تجھے صحیح و سالم بیٹی دی ہے اگر وہ تجھے مجھ ایسا پاگل بیٹا دے دیتا تو پھر"۔۔۔؟ تو کیا کر لیتا؟

اسحاق کو اس کی بے ساختگی نے ہنسا دیا۔۔۔ لیکن اس کی بات کے اندر جو حکمت چھپی ہوئی تھی۔ یقیناً وہ اس سے آگاہ ہوا۔۔۔ پتہ چلا ہے کہ اس نے اپنا سوگ ختم کر دیا۔۔۔ اللہ کا شکر بجا لایا اور لوگوں کو اجازت دی کہ اسے مبارکباد دینے کے لئے آئیں۔"

ملکہ زبیدہ نے یہ اندازہ کر کے کہ ہارون کچھ اور بھی سننا چاہتا ہے۔ ایک نیا قصہ شروع کیا۔۔۔ "بہلول کے علاقے میں نیا کوتوال آیا تھا جس نے بھتہ خوری اور رشوت ستانی سے عوام کی زندگیاں اجیرن کر رکھی تھیں۔۔۔ لوگ بہلول سے جا جا کر شکایتیں کرتے تھے کہ اس کا کوئی بندوبست ہونا چاہئے۔۔۔ اب ذرا بہلول کا مسخرہ پن دیکھئے۔۔۔ اس نے اپنی جیب میں کھجور کی گٹھلیاں بھر لیں۔ کوتوال جہاں جہاں بھی جاتا اور لوگوں کے سامنے اپنے مطالبات رکھتا۔۔۔ بہلول دور سے کھجور کی گٹھلی اسے تاک کر مارتا۔ اس نے آگ بگولہ ہو کر کہا۔۔۔ "او۔۔۔ پاگل۔۔۔!! تم یہ کیا کر رہے ہو"۔۔۔؟

"میں شیطان کو کنکریاں مار رہا ہوں"۔۔۔ وہ بڑی سنجیدگی سے جواب دیتا۔۔۔ تو اردگرد کھڑے ہوئے خاص و عام خوب مزہ لیتے۔۔۔ مذاق اڑاتے۔۔۔ لیکن کوتوال صاحب بہلول کو کچھ کہہ نہیں سکتے تھے کہ وہ خود ہی تو اسے پاگل کہہ چکے تھے اور پاگلوں کا مواخذہ نہیں کیا جاتا یہ ہر ایک جانتا ہے"۔۔۔

"ہوں"۔۔۔ !ہارون الرشید نے ایک معنی خیز ہنکارا ابھرا۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ پھر اس نے سر اٹھا کر ملکہ زبیدہ کی طرف دیکھا۔۔۔

"کیا تمہارے علم میں کوئی اور واقعہ بھی ہے"۔۔۔؟

"جی عالی جاہ۔۔۔ !تمام رات کنیزیں اس کے بارے میں ہی بتاتی رہیں۔ وہ

دن بھر اپنے ننھے ساتھیوں کے ساتھ اپنی چھڑی کے گھوڑے پر سوار بھاگا پھرتا ہے۔ جہاں کوئی غیر معمولی بات دیکھتا ہے تو رک جاتا ہے اور اپنی بذلہ سنجی اور شوخی سے نہ صرف لوگوں کی تفریح کا سامان کر دیتا ہے۔۔۔ بلکہ ان کے مسائل بھی حل کر دیتا ہے۔"

"تم اصل واقعے کی طرف آؤ۔۔۔ تم نے تمہید کچھ زیادہ ہی لمبی کر دی ہے"۔۔۔ ہارون الرشید بیزاری سے بولا

"جو حکم جہاں پناہ۔۔۔" ملکہ زبیدہ نے فوراً ہی بیان کرنا شروع کیا۔۔۔ "شہر کا داروغہ بہت ڈینگ باز اور شیخی خورا ہے۔ ایک روز اس نے بازار میں مجمع لگا رکھا تھا اور یہ اعلان کر رہا تھا۔ "اے لوگو۔۔۔! میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں اتنا ہوشیار اور دانشمند آدمی ہوں کہ مجھے کوئی دھوکا نہیں دے سکتا"۔۔۔

"ظاہر ہے وہاں اسے مرحبا مرحبا کہنے والوں اور اس کی تائید کرنے والوں کی کیا کمی تھی۔ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بول کر اس کی تائید کر رہے تھے کہ بہلول بھی مجمعے میں گھس آیا۔ کچھ دیر ان کی یہ ہرزہ سرائی سنتا رہا۔ [redacted] اس نے اپنی چھڑی زور زور سے زمین پر مارنی شروع کر دی۔ لوگوں نے اس گستاخی پر اسے ڈانٹا۔ تو وہ بولا۔۔۔ "تم جیسے لوگوں کا علاج میری یہ چھڑی ہے۔ تم خاموش ہی نہیں ہو رہے کہ کسی دوسرے کو بھی بات کرنے کا موقع دو"۔۔۔

"اچھا۔ تو تم بھی بات کرو گے۔۔۔ دیوانے۔۔۔" داروغہ نے نخوت سے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔! کیوں نہیں۔۔۔ جس طرح آپ دعویٰ کر رہے کہ آپ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ اسی طرح میرا بھی دعویٰ ہے کہ یہ دیوانہ آپ کے اس دعوے کو چٹکیوں میں باطل کر سکتا ہے"۔۔۔ بہلول نے چٹکی بجائی۔۔۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مفید کام نہیں۔ جس پر وقت ضائع کیا جائے"۔۔۔

"لو۔۔۔ اس دیوانے کی بڑ سنو۔۔۔ یہ داروغہ صاحب جیسے دانشمند کو دھوکا دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔" کوئی خوشامدی بولا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم جیسا پاگل تو مجھے ضرور ہی دھوکا دے سکتا ہے۔ کیا کہنے"۔۔۔ داروغہ نے مونچھوں کو تاؤ دے کر مذاق اڑایا۔

"میں پاگل ہوں یا دیوانہ۔۔۔ تمہیں اس سے کیا لینا دینا۔۔۔ لیکن مجھے اس وقت ایک ضروری کام نہ یاد آجاتا تو حضرت داروغہ صاحب کو ایسا جھانسا دیتا کہ وہ اور ان کے خوشامدی بس دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے"۔۔۔

"مجھے کوئی جلدی نہیں ہے میاں دیوانے۔۔۔! تم اپنا کام کر کے جلدی سے واپس آؤ اور اپنے اس دعوے کو ذرا ثابت کر کے دکھاؤ"۔۔۔ داروغے نے بڑے غرور سے کہا۔

"تو پھر داروغہ صاحب اپنے وعدے پر قائم رہے گا۔۔۔ یہیں میرا انتظار فرمایئے۔۔۔ بس چند لمحوں کی بات ہے۔۔۔ میں ابھی گیا اور ابھی آیا"۔۔۔ بہلول نے تاکید کی اور بڑی عجلت کے ساتھ یوں ہجوم میں سے نکل گیا جیسے بہت جلدی میں ہو۔۔۔۔

داروغہ پھر بڑے بول بولنے لگا اور اس کے خوشامدی بڑھ بڑھ کر اس کا ساتھ دینے لگے۔ کافی وقت گزر گیا تو داروغہ بے چین ہوا "بہت دیر ہو گئی ہے اور وہ دیوانہ پلٹ کر نہیں آیا"۔۔۔

وہاں جمع لوگوں کو بھی احساس ہوا کہ بہت دیر ہو گئی ہے اور بہلول کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔ مگر کچھ لوگ داروغے کی خفت مٹانے کو اسے تسلی دینے لگے۔۔۔ "داروغہ صاحب۔۔۔ وہ دیوانہ آتا ہی ہو گا۔۔۔ ہو سکتا ہے راستے میں کسی سے الجھ گیا ہو یا بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا ہو"۔۔۔

"وقت اور گزرا۔۔۔ ہجوم میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔۔۔ انہیں بہلول کی ستم ظریفی کا اندازہ ہوا تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔ پاگل بہلول۔۔۔ سب کو پاگل بنا کر چلا گیا تھا۔ داروغہ بیچارا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔۔۔ اسے اعتراف کرنا

ہی پڑا۔۔۔ "یہ پہلی بار کسی نے مجھے دھوکا دیا ہے"۔۔۔

"اور وہ بھی ایک دیوانے نے" ۔۔۔ کسی شریر نے مجمعے میں سے کہا۔۔۔ تو لوگ ہنستے قہقہے لگانے لگے۔

ملکہ زبیدہ بھی بات ختم کر کے ہنسنے لگی۔ لیکن اسے فوراً ہی اپنی ہنسی ضبط کر لینی پڑی۔ کیونکہ ہارون الرشید کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تک نہیں تھی وہ کچھ بیزار سا معلوم ہوتا تھا اس نے ناگواری سے کہا۔۔۔ "تم نے یہ قصہ خوانخواہ ہی اتنا طویل کر دیا"۔۔۔

"میں تو اس خیال سے اس کی جزئیات بیان کر رہی تھی کہ آپ رموز مملکت میں الجھے ہوئے تھک جاتے ہیں۔ شاید ہلکی پھلکی گفتگو آپ کو شگفتہ کر دے"۔۔۔ ملکہ زبیدہ نے عذر پیش کیا۔

"نہیں۔۔۔ ان باتوں نے مجھے شگفتہ نہیں فکر مند کر دیا ہے کہ بہلول سرکاری عہدہ داروں کا مذاق ہی نہیں اڑاتا۔۔۔ انہیں بے عزت بھی کرنے لگا ہے"۔۔۔

"آپ فکر مند نہ ہوں۔۔۔ اس کی باتیں اور اس کی حرکتیں لوگوں کے لئے تفریح کا باعث ہیں اور کچھ نہیں۔۔۔ وہ بچارا تو دیوانہ ہے۔ آج ہی اس نے مجھے مٹی کی ڈھیری دے کر کہا کہ یہ جنت کا محل ہے" ملکہ زبیدہ نے آج کا واقعہ سنایا۔۔۔

"اور تم اتنی احمق ہو کہ تم نے اس دیوانے کے کہنے پر سو دینار میں جنت خرید لی"۔۔۔ ہارون نے ملامت کی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں نے تو اس کی مدد کرنے کے خیال سے اسے سو دینار دے دیئے۔۔۔ ورنہ یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ زمین پر بیٹھ کر کوئی جنت کے گھروں کی تجارت کیسے کر سکتا ہے"۔۔۔ ملکہ زبیدہ نے جواب دیا۔

"آئندہ کسی بھی بات میں اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔ ہارون الرشید نے خشمگیں لہجے میں کہا۔

"کنیز کو سرتابی کی مجال نہیں"۔۔۔ ملکہ زبیدہ نے ہارون کا مزاج بحال کرنے

کو نرمی سے جواب دیا۔

بات آئی گئی ہوگئی۔۔۔ملکہ زبیدہ بھی سب کچھ بھول کر اپنے معمولات میں مصروف ہوگئی۔۔۔

رات ملکہ زبیدہ اپنے سنہری زرنگار چھپر کھٹ پر محو خواب ہوئی۔۔۔تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز و شاداب پھولوں سے لدے اور خوشبوؤں سے بھرے باغ میں ہے۔ایسا باغ جو ایک وسیع ملک کی ملکہ ہونے کے باوجود اس کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔۔۔وہ جیسے جیسے اس کے حسن اور دلکشی کو دیکھتی تھی۔۔۔حیرت میں ڈوبتی چلی جاتی تھی۔

اس نے محتاط سے قدم بڑھائے یہ سوچتے ہوئے کہ نہ جانے یہ کس کی قلمرو ہے۔جس کے نظارے کسی اور ہی دنیا کی خبر دے رہے ہیں چاروں طرف عظیم الیشان محلات تھے جن کے درو دیوار ہیرے جواہرات اور قیمتی موتیوں سے ترشے ہوئے تھے۔ جن میں بہتی ہوئی نہروں کا شفاف پانی جیسے پگھلی ہوئی چاندی اور کٹے ہوئے موتیوں ایسا تابناک تھا۔گلستاں کی بہار قابل دید تھی۔ پھول کھل رہے تھے۔ فضائیں مہک رہی تھیں۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ ہواؤں میں ایسی تازگی اور خوشگواری تھی کہ ہر سانس جیسے ایک نئی زندگی اور ناقابل بیان سرور بخش رہا تھا۔

ملکہ زبیدہ کے لئے قدم قدم پر حیرت کی ایک نئی دنیا تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ یہ نئی دنیا، یہ انوکھا جہان کہاں سے آیا ہے اور کس کی ملکیت ہے۔؟ کہ چند کنیزیں صف باندھے قریب آ گئیں۔ جنہوں نے اسے ایک شاہی مسند پر بٹھا دیا۔۔۔ ملکہ زبیدہ سانس روکے۔۔۔اس حیرت انگیز دنیا کو یوں استعجاب سے تک رہی تھی کہ کہیں وہ اچانک اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائے۔۔۔

ایک کنیز آگے بڑھی اور اس نے چاندی کی منقش طشتری اس کی طرف

بڑھائی۔ جس میں کوئی دستاویز رکھی تھی۔ "زبیدہ خاتون۔۔۔ یہ آپ کے لئے ہے"۔۔تو گویا وہ کنیزیں اس کو جانتی تھیں اور اسے اس کے اس نام سے پکار رہی تھیں۔ جو ہارون کی ملکہ بننے سے پہلے اس کا نام تھا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے دستاویز اٹھائی اور متذبذب ہاتھوں سے اسے کھولا۔۔۔ اس میں سونے کے حرفوں سے لکھا تھا۔۔۔ "یہ قبالہ ہے اس بہشت کا جو بہلول نے زبیدہ کے ہاتھ فروخت کی ہے"۔۔۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زبیدہ کی آنکھ کھل گئی۔۔۔ اس کا دل خوشی سے سرشار تھا اور اس کی آنکھوں میں جنت کے وہ دلکش مناظر بسے ہوئے تھے جو شاید کسی انسانی آنکھ نے آج تک نہیں دیکھے تھے۔ اس کا دل اس یقین سے بھرا ہوا تھا کہ یہ خواب یقیناً ایک بشارت تھی۔ بہلول نے سچ کہا تھا۔ اس نے قبالہ لکھ کر دینے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا۔ یہ یقیناً وہی بہشت تھی جو اس کے نام ہو چکی تھی۔ جو اس نے سو دینار کے عوض بہلول سے مٹی کی ایک ڈھیری کی صورت میں خریدی تھی۔ یہ ناقابل یقین خوشی اتنی بڑی تھی کہ زبیدہ سے سنبھالے نہیں سنبھلتی تھی۔ نہ جانے اس کی کونسی نیکی کام آئی تھی کہ اس کی بہلول سے ملاقات ہو گئی تھی اور اس نے مذاق ہی مذاق میں اس سے جنت کا سودا کر لیا تھا۔۔۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ آل محمد ﷺ کے غلام جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ زمین پر بیٹھنے والے گدڑی پوش آسمانوں پر ملنے والے عجائبات کا سودا بھی کر سکتے ہیں۔

یہ مسرت و شادمانی اس کے اندر سما نہیں رہی تھی۔ وہ بے خودی کے عالم میں ہارون کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کا شانہ ہلا کر بولی۔۔۔ "ظل الٰہی۔۔۔ ظل الٰہی۔۔۔ آج میں نے سو دینار میں جو جنت بہلول سے خریدی تھی وہ ابھی ابھی مجھے خواب میں دکھلا دی گئی ہے۔۔۔ اس کا قبالہ میرے نام ہے میں نے ابھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔۔!"

"میری نیند کیوں خراب کر رہی ہو۔ بیوقوف عورت۔۔۔ بہلول کے ساتھ کیا تم

بھی پاگل ہوگئی ہو"۔۔۔ ہارون الرشید نے خفگی سے اسے ڈانٹا۔۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں عالی جاہ۔۔۔ امیری بات پر یقین کیجئے۔۔۔ میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا ہے وہ کسی انسانی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔۔۔ میں نے بہلول سے جو جنت خریدی تھی وہ میرے نام ہے۔۔۔ خدا کی قسم۔۔۔ ! میں نے اپنی آنکھوں سے اس کی دستاویز اپنے نام دیکھی ہے"۔۔۔ وہ جوش سے بولتی جارہی تھی۔

"مجھے تم عورتوں کے جھوٹے سچے خوابوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔۔۔ اب خاموش ہو جاؤ اور مجھے سونے دو"۔۔۔ ہارون نے غصے سے کہا اور کروٹ بدل کر پھر سو گیا۔

لیکن ملکہ زبیدہ کی آنکھوں سے نیند غائب تھی۔ جنت کی ایک جھلک نے اسے بیقرار کر دیا تھا۔۔۔ وہ بار بار اس کا تصور کرتی اور خود کو یقین دلاتی تھی کہ اس نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا وہ ایک حقیقت تھی۔ وہ جنت اس کی تھی اور اسی کے نام تھی۔ اس نے وہ تمام رات اسی تصور میں گزار دی۔ صبح ہارون الرشید بیدار ہوا۔ تو وہ اس کے گرد ہوگئی۔

اس نے قسمیں کھا کھا کر اسے یقین دلایا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے۔ سچ کہہ رہی ہے۔۔۔ اس نے بہلول سے جنت کے نام سے جو مٹی کی ڈھیری خریدی تھی۔۔۔ وہ حقیقی جنت تھی۔۔۔ اس کی باتیں سن سن کر ہارون کا اشتیاق بھی بڑھا۔۔۔ اس نے سوچا کہ اگر اس کی ملکہ سو دینار میں جنت خرید سکتی ہے تو وہ بہلول کو اس سے کہیں زیادہ رقم دے کر کوئی شاندار سی جنت خریدے گا۔

اس نے ملکہ زبیدہ سے مشورہ کیا۔۔۔ تو ملکہ نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی۔۔۔ لیکن ہارون کو ایک اندیشہ تھا کہ کہیں بہلول کی یہ کرامت عوام میں مشہور نہ ہو جائے۔۔۔ لوگ پہلے ہی اس کے گردیدہ تھے۔ تو یہ بات اسے اور بھی مقبول بنا دے گی۔۔۔ اس لئے اس نے بہلول کو خفیہ طور پر محل میں بلوایا اور ڈپٹ کر بولا۔۔۔ سنا ہے تو نے جنت بیچنے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے"۔

"اور تو نے یہ نہیں سنا کہ ہمارے مولا و آقا جنت کے مالک ہیں۔۔۔ اتنا اختیار تو انہوں نے اپنے ان ادنیٰ غلاموں کو بھی دے رکھا ہے کہ وہ جنت جسے چاہیں فروخت کر دیں۔۔۔ بہلول نے بڑی شان سے جواب دیا۔

"تم نے ہماری ملکہ کے ہاتھ بھی تو جنت فروخت کی ہے"۔۔۔

"ہاں۔۔۔ اس نے سو دینار میں خریدی تھی"۔۔۔

"مجھ سے ہزار دینار لو اور ایک معقول سی جنت کا پروانہ میرے نام بھی لکھ دو"۔۔۔ ہارون نے تحکم آمیز لہجے میں کہا۔

بہلول بے ساختہ ہنس پڑا۔۔۔ "معقول سی جنت اور صرف ہزار دینار۔۔۔! ہارون تیری ملکہ نے بغیر دیکھے یہ سودا کیا تھا۔۔۔ اور تو زبیدہ خاتون سے سب کچھ سن چکا ہے۔۔۔ اب جنت کی قیمت ادا کرنا تیرے بس میں نہیں ہے"۔۔۔

بہلول تو اتنا کہہ کر رخصت ہو گیا۔۔۔ لیکن ہارون الرشید کے دل میں اس کی طرف سے گانٹھ سی پڑ گئی۔۔۔ ملکہ زبیدہ سے اس کے بارے میں سن کر وہ پہلے ہی فکر مند تھا۔۔۔ کہ ایک گدڑی پوش دیوانہ عوام کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔۔۔ یہ بات وہ ابھی نہیں بھولا تھا کہ بغداد کے خوشحال دانشمند وہب بن عمرو کی خفیہ نگرانی والوں نے بتایا تھا کہ وہ رافضیوں کے ساتویں امام موسیٰ ابن جعفرؑ سے عقیدت رکھتا ہے۔

ہارون اسے اس جرم سودت کی سزا دینا چاہتا تھا جو اجر رسالت ہے۔ مگر اس کے بارسوخ خاندان کی وجہ سے اس پر کھلے عام ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس کے لئے اس کا زرخیز دماغ مختلف حیلے بہانے تلاش کر ہی رہا تھا کہ اچانک وہب بن عمرو کے دیوانہ ہو جانے کی شہرت سارے شہر میں ہو گئی۔۔۔ وہ اس کی طرف سے غافل تو نہیں تھا لیکن ہوا کا رخ دیکھ رہا تھا کہ اس کی دیوانگی آخر کیا رنگ لاتی ہے۔۔۔

لیکن وہب بن عمرو کی نرالی دیوانگی جس نے اسے بہلول بنا کر شہر بغداد کے ایک دلچسپ اور ہر دلعزیز کردار میں ڈھال دیا تھا۔ اس کے لئے باعث تشویش تھی وہ ایک معزز قاضی کے طور پر اتنا مقبول نہیں تھا جتنا دیوانہ ہو جانے کے بعد ہو گیا تھا۔ یہی بات اسے متفکر کر رہی تھی۔ وہ اس کا کوئی سدباب کرنا چاہتا تھا۔

اگلے ہی روز اس نے اپنے وزیروں مشیروں کو بلایا اور ان کے ساتھ بڑی سختی سے بات کی۔ ”ہمیں پتہ چلا ہے کہ قاضی وہب بن عمرو دیوانہ ہو جانے کے بعد عوام میں روز بروز مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ تم لوگوں نے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ اس کی مقبولیت کی وجہ کیا ہے“۔۔۔؟

''ظلِ الٰہی۔۔۔! جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں''۔۔۔ بادشاہ کے مزاج کی برہمی کو محسوس کر کے ایک مشیر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

ہارون نے سر کی جنبش سے اسے بات کرنے کا اذن دیا۔۔۔ تو وہ محتاط سے لہجے میں بولا۔۔۔ ''عالی جاہ۔۔۔! وہ ہے تو دیوانہ۔۔۔ لیکن عوام کے لئے تفریح کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اس کی حرکتیں بے ضرر اور مزاحیہ ہوتی ہیں جس سے لوگ محظوظ ہوتے اور لطف اٹھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے اسے کسی اور سرگرمی میں ملوث نہیں پایا''۔۔۔

''ہوں''۔۔۔ ہارون نے سر ہلایا۔۔۔ اسے کسی طبیب کو بھی دکھایا ہے''۔۔۔؟

''جہاں پناہ۔۔۔ اس کے گھر والوں نے اپنی سی ہر کوشش کر کے دیکھ لی۔ لیکن وہ رضامند نہیں ہوا۔ آخر وہ بھی تھک ہار کر بیٹھ گئے ہیں''۔۔۔ وزیر نے بتایا۔

''یہ دن بھر کرتا کیا ہے۔۔۔؟ اس کے کھانے پینے کا بندوبست کون کرتا ہے''۔۔۔؟ ہارون نے سوال کیا

''شروع شروع میں اس کے عزیزوں نے اسے کھانا پہنچایا۔ لیکن اس نے قبول نہیں کیا۔۔۔ وہ روکھی سوکھی پر گزارہ کرتا ہے۔ جو اس کی محنت مزدوری کی کمائی ہوتی ہے۔ اس نے ایک ویران کھنڈر میں ڈیرہ جما رکھا ہے۔۔۔ وہ اپنے عصا کا گھوڑا بنائے سارے شہر میں تخ تخ کرتا پھرتا ہے۔۔۔ بچے بھی اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ کھیلتا اور خوب مسخرہ پن کرتا ہے۔۔۔ جس سے دیکھنے والوں کو پاگل معلوم ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی ایسی گہری بات کہہ جاتا ہے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے ہیں''۔۔۔ وزیر نے وضاحت سے بتایا۔

''مثلاً''۔۔۔ ہارون نے گہری سنجیدگی سے کہا۔۔۔

ایک مشیر جان کی امان لیکر بیان کرنے لگا۔ ''کچھ روز گزرے یہ ناچیز ایک کشتی کے ذریعے بصرہ ایک کام سے گیا۔۔۔ اس کشتی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ بہلول بھی آ بیٹھا۔ کشتی جب گہرے پانی میں پہنچی تو اچانک ایک غلام نے واویلا مچا دیا۔۔۔ وہ چلا چلا

کر کہتا جا رہا تھا۔۔۔

"مجھے پانی سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ خدا کے لئے کشتی کو واپس لے چلو۔۔۔ تاکہ میں ساحل پر اتر جاؤں۔۔۔ اگر کشتی الٹ گئی تو ہم سب ڈوب جائیں گے۔۔۔ کوئی ہمیں بچانے والا نہیں ہوگا۔۔۔ پانی کی موت بڑی دردناک ہوتی ہے میں مرنا نہیں چاہتا۔۔۔ تمہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ کشتی کو واپس لے چلو"۔۔۔

خوف سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے تھے اس کے شور و فغاں نے مسافروں کو بے حد پریشان کر دیا تھا۔ اسے سمجھانے کی کوشش بھی کی جاتی رہی۔۔۔ مگر اسے ایک پل کو بھی چین نہیں آ رہا تھا۔۔۔ بہلول نے غلام کے مالک سے کہا۔۔۔

"کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے غلام کا خوف دور کر کے اسے پرسکون کر دوں۔۔۔ اس کی چیخ و پکار سے تو سمندر کی مچھلیاں بھی پریشان ہو گئی ہوں گی"

"ہاں۔۔۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔۔۔ تم اس احمق کی چیخ و پکار بند کر کے ہم سب پر احسان کرو گے"۔۔۔ اس کا مالک جو اس شور و غل سے بیزار بیٹھا تھا۔ جلدی سے بولا۔۔۔

"بس مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔۔۔ اس بیچارے غلام کے خوف کا علاج تو پلک جھپکنے میں ہو جائے گا"۔۔۔ بہلول نے مسکرا کر کہا اور غلام کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے بولا۔۔۔ "بھائیو۔۔۔! مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اکیلا اس نیک کام کو انجام دے سکوں۔ ہاں تم لوگ اس غلام کو اٹھاؤ۔۔۔ اور اسے پانی میں دو چار ڈبکیاں لگوا دو"۔۔۔ لوگوں نے حیران ہو کر بہلول کی طرف دیکھا۔۔۔ غلام نے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔۔۔ بہلول نے مسافروں کی حوصلہ افزائی کی۔۔۔

"اگر تم باقی سفر سکون کے ساتھ طے کرنا چاہتے ہو تو میری ہدایت پر عمل کرو۔۔۔ اس کے مالک نے اجازت دی ہے۔۔۔ اٹھو۔۔۔ بسم اللہ کرو۔۔۔ پکڑو اس غلام کو اور پانی میں دو چار غوطے اسے دلوا دو"۔۔۔

غلام کے مالک نے بھی تائید کی۔۔۔تو کچھ لوگوں نے غلام کو قابو کر لیا۔۔۔وہ بہت ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔۔۔چیخ و پکار سے اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔۔۔مگر کسی نے اس کی ایک نہیں چلنے دی۔۔۔وہ بچاؤ۔۔۔!بچاؤ کا شور مچاتا سمندر میں غوطے کھانے لگا۔۔۔

چند لمحوں بعد بہلول نے انہیں روک دیا۔۔۔"بس کرو۔۔۔بس کرو۔۔۔اس کے علاج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔۔۔اسے نکال کر اس کی جگہ پر بٹھا دو۔۔۔

مسافروں نے اسے واپس کھینچ لیا۔۔۔وہ لرزتا، کانپتا اپنے ناک اور منہ سے پانی نکالنے لگا۔۔۔بالوں میں سے ٹپکتے پانی اور بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ وہ اپنی جگہ پر دبک کر بیٹھ گیا۔۔۔اب وہ بالکل خاموش تھا۔۔۔کشتی میں سوار دوسرے لوگوں نے اس کی خاموشی کو دلچسپی سے دیکھا۔۔۔غلام کا مالک پوچھنے لگا۔۔۔

حضرت۔۔۔!یہ علاج آپ نے کیسے دریافت کیا"۔۔۔؟

بہلول ہنس کر بولا۔۔۔"اس بیچارے کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ کشتی میں کتنا محفوظ ہے۔ مگر پانی میں غوطے کھانے کے بعد یہ معاملہ اس کی سمجھ میں خوب اچھی طرح سے آ گیا ہے"۔

ہارون مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا اور بولا۔۔۔"اس مسخرے وہب کا بھی کوئی ایسا ہی علاج کرنا پڑے۔ جو بہلول کی صورت میں دیوانہ بن کر دوسروں کو دیوانہ بناتا پھرتا ہے"۔۔۔

"جہاں پناہ۔۔۔! آپ درست فرماتے ہیں۔ وہ دیوانہ تو ایسا دیوانہ ہے کہ پاگل اور صاحب عقل میں تمیز کرنا بھی جانتا ہے" ایک درباری نے کہا

"وہ کیسے"۔۔۔؟

"کچھ عرصہ پہلے اس نے ایسا مسخرہ پن کیا کہ دیر تک اس کا چرچا شہر میں ہوتا رہا۔۔۔کہ وہ اس کا پاگل پن تھا یا دانشمندی کا کوئی سبق آموز پہلو۔۔۔اگر اجازت

ہو۔۔۔تو بیان کروں کہ اس نے دولت و حیثیت پر مغرور ایک شخص کو کیسا سبق سکھایا"۔۔۔

ہارون نے سر کی پر غرور جنبش سے اجازت دی۔۔۔تو درباری واقعہ سنانے لگا۔۔۔"ہوا یوں کہ بغداد کے ایک تاجر نے بہلول سے پوچھا۔۔۔

"حضرت شیخ بہلول قبلہ۔۔۔"ازراہ کرم مجھے مشورہ دیجئے کہ میں آج کل کے موسم اور حالات کے لحاظ سے کون سا مال خریدوں کہ مجھے فائدہ اس کی فروخت سے حاصل ہو"۔۔۔

جس طرح لوگ مجذوب لوگوں کے اقوال سے فال لیتے ہیں شاید وہ بھی فال لینا چاہتا تھا۔ بہلول نے بڑی بردباری سے اسے تاکید کی۔۔۔"بھائی۔۔۔! تم اللہ کا نام لے کر اپنے سرمائے سے لوہا اور روئی خرید لو۔۔۔انشاء اللہ تمہیں کاروبار میں منافع ہی منافع ہوگا"۔۔۔

اس نے بہلول کی ہدایت پر عمل کیا اور بہلول کی پیش گوئی کے مطابق اسے کاروبار میں خوب منافع ہوا۔۔۔اور اس کا شمار شہر کے متمول لوگوں میں ہونے لگا۔ جس نے اسے مغرور بنا دیا۔ کاروبار کا زمانہ آیا تو وہ پھر بہلول کے پاس جا پہنچا اور دور ہی سے پکارا۔۔۔"او پاگل بہلول۔۔۔! دیوانے میری بات سن۔۔۔ذرا یہ تو بتا کہ اس بار میں تجارت میں کون سا مال خریدوں"۔۔۔!

بہلول نے فوراً جواب دیا۔۔۔"جا بھائی پیاز اور تربوز خرید لے۔۔۔اس میں دیر نہ کرنا"۔۔۔

اپنے پہلے تجربے کی وجہ سے اس شخص نے فوراً پیاز اور تربوز خرید کر اپنے گودام بھر لئے۔۔۔کچھ دن ذخیرہ کئے۔۔۔تو وہ گل سڑ گئے۔ جس سے اسے خسارہ اٹھانا پڑا وہ غصے میں آگ بگولہ ہو کر بہلول کے پاس پہنچا۔۔۔"او بہلول۔۔۔! تو نے مجھے یہ کیسا مشورہ دیا تھا میں تو لٹ گیا۔ تیرے کہنے پر میں نے پیاز اور تربوز خریدے تھے جو گل سڑ

کر ضائع ہو گئے۔ حالانکہ پچھلی بار تو نے جو مشورہ دیا تھا۔۔۔اس سے مجھے بہت منافع ہوا تھا۔۔۔تو نے میرا بیڑہ ہی غرق کر دیا ہے۔۔۔"

ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ بہلول اس کو کیا جواب دیتا ہے۔۔۔" بھلے آدمی۔۔۔ پچھلی بار جب تم نے مجھ سے مشورہ مانگا تھا۔ تو فرمایا تھا۔۔۔"جناب شیخ بہلول صاحب مجھے مشورہ دیجئے"۔۔۔گویا تم نے مجھے ایک سمجھدار شخص سمجھتے ہوئے۔ مجھے عزت و احترام سے مخاطب کیا۔ میں نے بھی تجھے دانشمندی سے مشورہ دیا۔ لیکن دوسری بار آپ نے جس اخلاق کا مظاہرہ فرمایا تھا۔۔۔یاد تو ہوگا آپ کو"۔۔۔؟

"کیا مطلب"۔۔۔؟ تاجر الجھ کر بولا۔۔۔

"مطلب یہ۔۔۔کہ تم نے دور ہی سے پکار کر کہا تھا۔ او پاگل بہلول۔۔۔ دیوانے میری بات سن۔۔۔تم نے پاگل سمجھ کر مشورہ مانگا تھا۔۔۔تو میں نے بھی ویسا ہی مشورہ دیا۔ جیسا کہ کوئی پاگل دے سکتا ہے"۔۔۔

"ہوں"۔۔۔!ہارون نے گہری سوچ سے ابھر کر کہا۔۔۔"تو گویا موصوف ہیں تو دیوانے۔۔۔لیکن دیوانگی اور ہوش مندی میں تمیز کر سکتے ہیں"۔۔۔پھر اس نے قہرمانی نگاہ سے درباریوں کی طرف دیکھا۔

"آخر تم لوگ یہ سب کچھ خاموش تماشائی بن کر کیوں دیکھتے رہے۔۔۔تم نے اس کے بارے میں تحقیق کیوں نہیں کی۔۔۔؟ اس کی ان غیر معمولی سرگرمیوں کے بارے میں تمہارے پاس معلومات کیوں نہیں ہیں۔۔۔سراغ رسانی والے نمک حرام کہاں سوئے ہوئے ہیں۔۔۔کیا مر گئے ہیں"۔۔۔؟

بادشاہ کے قہر و جبروت نے درباری عہدے داروں کے چہرے فق کر دیئے۔۔۔وہ سر جھکائے مجرم سے بن کر بیٹھے رہے۔۔۔آخر ایک وزیر نے ہمت کر کے اپنے خشک حلق کو منہ کے لعاب سے تر کیا اور بولا۔۔۔"حضور۔۔۔جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں"۔۔۔

ہارون نے ایک نگاہ قہر آلود نگاہ کے ساتھ اسے اذن گویائی عطا کیا۔۔۔تو وہ ڈرتے ڈرتے بولا۔۔۔"جہاں پناہ۔۔۔!وہب بن عمرو جب سے دیوانہ ہوا ہے۔اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔۔۔وہ تمام واقعات تحریر میں لائے جاتے ہیں۔جو نمایاں اور تعجب انگیز ہوتے ہیں۔۔۔تاکہ ان کی تحقیق کی جا سکے"۔۔۔

"مثلاً"۔۔۔ہارون خشمگیں لہجے میں بولا۔۔۔

"عالی جاہ۔۔۔!وہ دیوانہ نہیں فرزانہ ہے۔اس کی دیوانگی تو اچھے اچھوں کے ہوش بھلا دیتی ہے۔گزشتہ دنوں تو اس نے حد ہی کر دی۔حضرت ابوحنیفہ کو اس نے چکرا کر رکھ دیا۔۔۔بہلول عموماً مسجد کا چکر لگاتا رہتا ہے۔وہ کچھ دنوں سے اس مسجد میں جا رہا تھا۔جہاں ابوحنیفہ درس دیتے ہیں وہ خاموشی سے ایک طرف کھڑا ان کی گفتگو سنتا رہتا تھا۔نہ اس نے کبھی کوئی بات کی۔۔۔نہ سوال پوچھا۔۔۔لیکن ایک دن اسے نہ جانے کیا سوجھی کہ اس نے حضرت ابوحنیفہ کو مٹی کا ڈھیلا کھینچ مارا۔۔۔اور جوتیاں بغل میں دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔۔۔"

"مسجد میں تو ایک افراتفری مچ گئی۔۔۔ابوحنیفہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور ان کے شاگرد بہلول کے پیچھے دوڑے کہ ذرا اسے مزہ تو چکھائیں۔۔۔بہلول نے بہت کوشش کی کہ ان کے ہاتھ نہ آئے لیکن نوجوان لڑکوں کی پھرتی کے سامنے اس کی کیا پیش چلتی۔۔۔تھوڑی ہی دور انہوں نے بہلول کو جا لیا اور لگے اس کی مرمت کرنے۔۔۔بہلول نے بھی خوب واویلا مچایا۔جس سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور اس ہنگامے کی وجہ پوچھنے لگے۔شاگردوں نے بتایا۔۔۔"اس پاگل نے ہمارے استاد محترم کو مٹی کا ڈھیلا مارا ہے"۔۔۔لوگوں نے بہلول سے پوچھا اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔۔۔؟تو وہ دہائی دینے لگا۔۔۔"ارے لوگو!کوئی ان بیوقوف لڑکوں کو سمجھاؤ۔۔۔کہ اگر میں نے ان کے استاد کو ڈھیلا مارا بھی ہے۔۔۔تو انہیں لگا ہی کب ہے اور اگر بفرض محال لگا بھی ہے تو انہیں تکلیف کہاں ہوئی ہے۔۔۔یہ خوامخواہ مجھ غریب پر ظلم کر رہے ہیں۔اتنے سارے

سٹنڈے مل کر مجھ اکیلے کو مار رہے ہیں"۔۔۔

لڑکے بے قابو ہو کر اس پر جھپٹے۔۔۔"یہ کیا بکواس کر رہا ہے۔۔۔ اگر یہ پاگل ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جو اس کے جی میں آئے کرتا پھرے۔۔۔ آج ہم اس کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ ساری دیوانگی بھول جائے گا"۔۔۔

لوگ پھر درمیان میں آ گئے۔۔۔ کسی نے مشورہ دیا کہ معاملہ قاضی کے پاس لے جایا جائے تاکہ صحیح فیصلہ ہو سکے۔۔۔ حضرت صاحب کے شاگردوں کو قانون ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے۔۔۔ پھر بہلول اکیلا اور عمر رسیدہ تھا۔۔۔ اسے کوئی نقصان بھی پہنچ سکتا تھا۔۔۔ بات لڑکوں کی سمجھ میں آ گئی۔۔۔ وہ کشاں کشاں اسے قاضی کے پاس لے چلے۔۔۔ تو بہلول نے پھر مجمعے کا رخ کیا۔۔۔ اور بولا" ارے بھائیو۔۔۔! اگر تم نے اتنا کرم کیا ہے کہ ان لڑکوں کو تھوڑی سی عقل سکھا دی ہے۔۔۔ تو اب یہ بھی احسان کرو۔۔۔ کہ کسی کو بھیج کر ان کے استاد محترم کو بھی بلوا لو۔۔۔ آخر مدعی کے بغیر دعویٰ کس طرح سے پیش کیا جا سکتا ہے"۔۔۔

"لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ بات تو دیوانے نے سچ کی کہی ہے۔ شاگردوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے استاد محترم کو بھی بلا کر لے آئیں۔۔۔ لڑکے بھاگ کر گئے اور حضرت صاحب کو لے آئے اور دونوں کو قاضی کے روبرو پیش کیا گیا۔ تو بہلول پھر بول پڑا۔۔۔

"جناب قاضی صاحب کیا میں قبلہ استاد محترم سے بات کر سکتا ہوں"۔۔۔

قاضی نے اجازت دی تو بہلول حضرت ابو حنیفہ کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

"قبلہ۔۔۔! آخر میں نے آپ پر کونسا ظلم کر دیا ہے جو آپ کے جانثار شاگرد میری جان کو آ گئے ہیں"۔۔۔؟ کچھ تو فرمایئے حضرت"۔۔۔؟

"چھوڑو یہ مسخرہ پن دیوانے۔۔۔ ابھی تم نے مسجد میں میرے سب شاگردوں کے سامنے میری پیشانی پر مٹی کا ڈھیلا نہیں مارا"۔۔۔ ابو حنیفہ نے ناگواری سے کہا۔

"تو کیا ہو گیا۔۔۔ اگر میں نے مٹی کا ڈھیلا تیری پیشانی پر مار بھی دیا ہے تو تجھے

کون سی چوٹ آ گئی ہے؟۔۔۔ تمہارے شاگردوں کے ساتھ میں بھی تمہارا درس سن رہا تھا۔ تم خود ہی تو بیان کر رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان کہ شیطان کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا غلط ہے۔۔۔ شیطان تو خود بھی آگ سے بنا ہے بھلا آگ اس کو کیا عذاب دے سکتی ہے۔۔۔ تم خاکی مخلوق ہو۔۔۔ مٹی کا ڈھیلا بھلا تمہیں کیا تکلیف پہنچا سکتا ہے"۔۔۔؟

"تم اس قسم کی باتیں کر کے سزا سے نہیں بچ سکتے۔۔۔ تم نے تو وہ مٹی کا ڈھیلا مجھے اتنی زور سے مارا ہے کہ اب تک میری پیشانی اور سر میں درد ہو رہا ہے"۔۔۔ حضرت صاحب ڈپٹ کر بولے۔

"جناب! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ آپ کی پیشانی اور سر میں درد ہے۔۔۔ اگر درد ہے تو ہمیں دکھائیں تو سہی۔۔۔ ورنہ یہ غلط بیانی نہ کریں"۔۔۔ بہلول نے بے ساختہ کہا۔

"تم خواہ مخواہ پاگل بننے کی کوشش نہ کرو۔۔۔ کہ تمہارا مواخذہ نہ کیا جا سکے۔۔۔ یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ درد نظر آنے والی چیز نہیں ہے۔۔۔ بھلا درد بھی کبھی کسی کو نظر آیا ہے"۔۔۔؟

"بے شک۔۔۔! بے شک!! آپ اس وقت تو بالکل درست فرما رہے ہیں۔۔۔ مگر اپنے اس وعظ میں آپ اپنے شاگردوں کو یہ سمجھا رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کو دیکھنا ممکن نہیں تو یہ بات بھی غلط ہے۔ جو چیز موجود ہوگی۔۔۔ وہ نظر تو آئے گی۔۔۔ اس لئے اللہ کو بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ موجود ہے تو اگر آپ کے سر مبارک میں درد ہے تو اسے بھی نظر آنا چاہئے۔۔۔ ہم اس درد کو دیکھنا چاہتے ہیں اعلیٰ حضرت"۔۔۔ بہلول شگفتگی سے بولا۔۔۔

ابو حنیفہ جھلا گئے۔۔۔ انہوں نے غصے میں بہلول سے کہا۔۔۔ "میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا"۔۔۔ پھر قاضی سے بولے۔۔۔ "جناب قاضی صاحب۔۔۔ دیکھا آپ

نے یہ دیوانہ یونہی ادھر ادھر کی ہانک رہا ہے۔۔۔اس نے سب کے سامنے مجھے ڈھیلا مارا ہے آپ گواہیاں لیں اور جلد از جلد اسے قرار واقعی سزا دیں"۔۔۔

"یا حضرت۔۔۔ان لائق شاگردوں کے استاد محترم۔۔۔!آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ مجھ سے بات کریں۔ لیکن میں آپ سے بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔۔۔میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھ دیوانے نے آپ کو مٹی کا ڈھیلا مار بھی دیا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں۔۔۔ابھی ابھی آپ اپنے درس میں فرما رہے تھے کہ آپ کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول سے بھی اختلاف ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ اچھا یا برا کام کرنے والا اس کام کا ذمہ دار اور اس کے لئے جواب دہ ہے کیونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ بندے کا ہر فعل اللہ کی طرف سے ہے وہ خود اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔۔۔تو آپ کے اس قول کے مطابق میں نے جو ڈھیلا آپ کو مارا تھا۔۔۔دراصل وہ کام تو مجھ سے اللہ نے کروایا ہے۔ تو پھر مجھے اس کام کے لئے سزا کس طرح مل سکتی ہے۔ جو میں نے خود نہیں کیا"۔۔۔!

ابو حنیفہ سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔۔۔قاضی جو خاموشی سے بہلول کے دلچسپ اور حیران کن دلائل کو دلچسپی سے سن رہا تھا۔۔۔اس نے فیصلہ دے دیا۔۔۔کہ بہلول یہ مقدمہ جیت گیا ہے"۔۔۔

"اچھا۔۔۔تو یہ رافضی ابھی تک ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کو نہیں بھولا۔۔۔ جنہیں اس دنیا سے رخصت ہوئے ایک عرصہ بیت گیا ہے۔ غضب خدا کا ان لوگوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب کا کوئی اکرام ہی نہیں۔۔۔ بھلا یہ جانتے نہیں کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی قرابت داری تھی۔۔۔ ہارون نے ناگواری سے کہا۔۔۔

"بے شک جہاں پناہ یہ لوگ اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گن گاتے نہیں تھکتے۔۔۔ بہلول بھی قاضی کا فیصلہ سن کر بڑے فخر سے کہتا جا رہا تھا۔۔۔"بے شک اہلبیت کو

جھٹلانے والے کبھی نہیں جیت سکتے۔۔۔علوم آل محمد ﷺ کی تکذیب کرنے والے منہ کی کھاتے ہیں"۔۔۔

"تو گویا اس نے اس دیوانگی کا ڈھونگ رچانے کے بعد بھی اپنی روش تبدیل نہیں کی۔۔۔وہ ابھی تک جعفر صادق علیہ السلام کو نہیں بھولا۔۔۔تو موسیٰ ابن جعفر سے بھی اس کا ربط وضبط ضرور ہوگا۔۔۔تم اسے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دو۔۔۔اگر تعمیل کرے تو مناسب۔۔۔ورنہ اسے زبردستی حاضر کرو"۔۔۔

اگلے دن ہارون کا کارندہ بہلول کی تلاش میں نکلا کہ اسے فرمان شاہی سنائے۔۔۔لیکن بہلول اسے اپنے اس کھنڈر میں نہیں ملا جہاں وہ ان دنوں رہائش پذیر تھا۔اسے کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک نوجوان کے ساتھ نانبائی کی دکان کی طرف گیا ہے کارندہ بھی اسی طرف چل پڑا۔۔۔تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے بہلول نظر آ گیا جو اس وقت اپنی لاٹھی کے گھوڑے پر سوار ہونے کے بجائے اسے ٹیک کر چل رہا تھا۔ایک نوجوان اس کو اپنی بپتا سنا رہا تھا ہارون کا کارندہ بھی اس کی بات کان دھر کے سننے لگا۔

وہ نوجوان بہلول سے کہہ رہا تھا۔۔۔"یا شیخ! میں اس شہر میں نووارد ہوں۔ جب سے میں آیا ہوں ایک شخص نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے وہ اچانک آ کر مجھ سے لپٹ گیا اور مجھے کہنے لگا۔۔۔کہ میں اس کے مرحوم دوست کا بیٹا ہوں۔۔۔حالانکہ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ وہ میرے باپ کے بارے میں جو کچھ بتاتا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے مگر جب بھی میں کھانا کھانے یہاں آتا ہوں۔ تو وہ کہیں نہ کہیں سے ٹپک پڑتا ہے مجھے باتوں میں لگا کر وہ نہ صرف خود کھانا کھا لیتا ہے بلکہ گھر کے لئے بھی لے جاتا ہے اور مجھے اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔۔۔میں نے سنا ہے کہ آپ ایسے مسائل کو چٹکیوں میں حل کر دیتے ہیں۔۔۔خدا کے لئے اس شخص سے میری جان چھڑائیے"۔۔۔

"بیٹا۔۔۔تم فکر نہ کرو۔۔۔آج کا کھایا ہوا کھانا اسے ہضم نہیں ہو سکے گا۔۔۔ وہاں میں تمہارے ساتھ بیٹھوں گا۔۔۔پھر جو میں کہوں تم میری ہاں میں ہاں ملانا"۔۔۔

بہلول نے نوجوان سے کہا۔

ہارون کا کارندہ کچھ دور کھڑا اس تمام معاملے کو دیکھتا رہا۔۔۔وہ نوجوان جب کھانے کے لئے بیٹھا تو ایک شخص نہ جانے کہاں سے آنمودار ہوا۔۔۔وہ اس نوجوان کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا اس کے ساتھ ساتھ وہ کھانا بھی کھاتا جا رہا تھا۔ جو اس نوجوان نے بھاری ابھی منگوایا تھا۔۔۔

کھانا کھا کر اس شخص نے پلیٹ میں رکھے ہوئے کھانے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔"میرے پیارے بیٹے! کیا میں یہ کھانا اپنے ساتھ لے جاؤں۔۔۔کسی غریب کے کام آجائے گا"۔۔۔

"مگر بھائی ہماری ایک بات سن لو۔۔۔پھر بے شک چلے جانا"۔۔۔بہلول نے جو قریب ہی بیٹھا تھا اُسے مخاطب کیا۔

"کیا"۔۔۔؟ وہ چونک کر اس کی طرف تکنے لگا۔۔۔

"مجھے پتہ چلا تھا کہ تم اس اجنبی نوجوان کو چکنی چپڑی باتوں میں الجھا کر ہر روز اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہی نہیں اپنے ساتھ بھی لے جاتے ہو۔۔۔میں نے اس نوجوان کو تم جیسے دھوکا باز سے بچانے کے لئے ایک ترکیب سوچی تھی جس پر میں نے عمل کیا ہے۔ امید ہے اس بچارے نوجوان کو تم جیسے مفت خورے سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی"۔۔۔

"کیا مطلب"۔۔۔؟ وہ شخص چونک کر بولا۔۔۔

"بس میں نے اس کھانے پر چوہوں کو مارنے والا زہر چھڑک دیا تھا۔ جس کو تم نے ابھی ابھی کھایا ہے"۔۔۔بہلول بڑے مزے سے بولا۔۔۔

"ہیں"۔۔۔!!! وہ شخص بھونچکا سا رہ گیا۔۔۔جو کھانا وہ اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے گر گیا"۔۔۔"یہ تم نے کیا کیا دیوانے"۔۔۔؟؟۔ اس نے پیٹ پکڑ لیا۔۔۔خوف کے مارے اس کی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"بھلے آدمی۔۔۔!!! تمہارا آخری وقت ہے۔۔۔ اب تو سچ بولو۔۔۔ کہ تم اس نوجوان کو دھوکا دے رہے تھے۔ تم اس کے باپ کے دوست نہیں ہو"۔۔۔ بہلول نے زور دے کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔" وہ گلے میں پھنسی ہوئی آواز کے ساتھ بولا۔۔۔ "اللہ مجھے معاف کرے۔ میں نے سب جھوٹ کہا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ فریب میری جان لے لے گا"۔۔۔

بہلول ہنس پڑا۔۔۔ اب تم نے سچ بولا ہے۔۔۔ تو ہم بھی سچ بول دیتے ہیں۔ کھانے میں کوئی زہر نہیں تھا"۔۔۔

"کیا واقعی"۔۔۔ وہ بے یقینی سے بولا۔۔۔ اس کی جیسے جان میں جان آئی۔۔۔ وہ اٹھ کر بھاگنے لگا تو بہلول نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا۔۔۔ "میاں کہاں بھاگے چلے جاتے ہو۔۔۔ جیب میں جو کچھ ہے نکالو۔۔۔ اپنی جان کی کچھ تو قیمت دے کر جاؤ"۔۔۔

اس شخص کو مجبوراً اپنی جیب خالی کرنی پڑی۔۔۔

انواع و اقسام کے کھانوں کو دیکھ کر ہارون کے کارندے کی بھوک بھی چمک اٹھی تھی وہ بھی کھانا منگوا کر کھانے لگا تھا۔۔۔ اور دلچسپی سے اس تمام واقعے کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ بہلول کو سب لوگوں کے درمیان بادشاہ کا پیغام نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ اس لئے خاموش رہا۔۔۔

بہلول اپنے پیرے جھاڑ کر اٹھا گدڑی کندھے پر ڈالی اور دکان سے باہر نکل آیا۔ ہارون کے کارندے نے دیکھا تھا۔۔۔ کہ بہلول نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ حالانکہ وہ نوجوان اسے کھانا کھلانے پر اصرار کرتا رہا تھا۔۔۔ کارندے نے کچھ عمدہ کھانا خریدا۔ اسے ایک خوبصورت خوان میں رکھا اور بہلول کے ٹھکانے پر آپہنچا۔۔۔

بہلول دیوار سے ٹیک لگائے۔۔۔ آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔۔ چہرے پہ

غور وفکر کے تاثرات تھے کارندے نے محتاط سے لہجے میں اسے پکارا۔۔۔ "جناب شیخ بہلول"۔۔۔!

بہلول نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔ اس کی نگاہیں سوالیہ تھیں۔۔۔ اس شخص نے آگے بڑھ کر کھانے کا خوان اس کے قریب رکھ دیا اور بولا۔۔۔ "خلیفہ ہارون نے تمہارے لئے کھانا بھیجا ہے"۔۔۔

"اچھا"۔۔۔! بہلول نے تعجب سے کہا۔۔۔ "کیا کوئی انقلاب آ گیا ہے کہ بادشاہ ہم جیسے درویشوں کا بھی خیال رکھنے لگے ہیں۔"

"انہیں اپنی رعیت کی بھلائی کا خیال ہمیشہ رہتا ہے"۔۔۔ کارندے نے جواب دیا۔۔۔

"اچھا۔۔۔؟! انہیں یہ مرض کب سے لاحق ہوا"۔۔۔؟؟؟ بہلول نے تجاہل عارفانہ سے سوال کیا۔

"یہ دیکھو بہلول خلیفہ ہارون نے تمہارے لئے کھانا بھیجا ہے"۔۔۔ اس نے کھانے کا خوان آگے بڑھایا۔

بہلول نے اس خوشنما خوان کو دیکھا۔۔۔ جس میں کھانا خوبصورت قابوں میں رکھا ہوا تھا۔۔۔ اور اس طرف دیکھا۔ جہاں ایک کتا زبان لٹکائے بیٹھا تھا۔۔۔ اس نے کتے کو چمکارا۔۔۔ تو وہ دم ہلاتا پاس آ گیا۔۔۔ بہلول نے خوان پوش ہٹا کر کھانا کتے کے سامنے رکھ دیا۔۔۔ کتا مختلف کھانوں کو سونگھنے اور ان پر منہ مارنے لگا۔۔۔

"بہلول۔۔۔ !!! یہ کیا کر رہے ہو"۔۔۔ ملازم نے ناگواری سے کہا۔۔۔ خلیفہ کا کھانا تم کتے کو کھلا رہے۔۔۔ کچھ تو خیال کرو"۔۔۔

"چپ رہو۔۔۔ خاموش۔۔۔! کہیں کتا نہ سن لے کہ یہ خلیفہ ہارون کا کھانا ہے پھر وہ بھی نہیں کھائے گا"۔۔۔ بہلول نے بے ساختہ کہا۔۔۔

ہارون کا ملازم اپنی ہنسی نہیں روک سکا۔۔۔ "بہلول۔۔۔! تم جیسا مسخرہ بھی

شاید ہی اس دنیا میں کوئی ہو۔۔۔ بہر حال تم نے کھانا تو قبول نہیں کیا۔۔۔ لیکن اتنا سن لو کل خلیفہ ہارون نے تمہیں دربار میں طلب کیا ہے۔۔۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ حاضر دربار ہو جانا"۔۔۔ ملازم چند لمحے اس کے جواب کے انتظار میں کھڑا رہا۔۔۔ جب بہلول نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ ایک مرتبہ پھر تاکید کر کے چلا گیا۔

اگلے روز بہلول اپنے فقر کی شان سے ہارون کے محل کی جانب آنکلا اس کے ہاتھ میں عصا تھا لباس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور گدڑی شانے پر ڈالے ہوئے تھا درباری یہاں وہاں اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف تھے انہیں معلوم تھا کہ بہلول کو بادشاہ نے طلب کیا ہے۔ اس لئے اسے روکا نہیں گیا۔ مختلف دالان اور روشیں طے کرتے ہوئے بہلول کا سامنا ہارون کے ایک درباری سے ہو گیا۔۔۔

وہ شاہی خلعت پہنے دربار میں حاضر ہونے کا جا رہا تھا۔۔۔ اس نے بہلول کی ہیئت کذائی دیکھی تو مسکرا کر طنزیہ لہجے میں بولا۔۔۔ "اچھا۔۔۔ تو آپ بھی دربار میں حاضری دینے جا رہے ہیں۔"

"مجھے راج دربار سے کیا غرض۔۔۔؟ مجھے تو ہارون نے بلایا ہے۔ اس لئے آنا پڑا"۔۔۔ بہلول نے جواب دیا۔

درباری کو شرارت سوجھی۔۔۔ "بہلول تمہیں معلوم ہے کہ خلیفہ نے تجھے کیوں بلایا ہے"۔۔۔؟

"مجھے ایسے لوگوں کی کیا خبر۔۔۔ جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں"۔۔۔ بہلول نے بیزاری سے جواب دیا۔

لیکن تمہیں پتہ بھی ہے کہ خلیفہ نے تمہیں کتوں مرغوں اور سوروں کا حاکم بنا دیا ہے۔ اسی لئے اس نے تمہیں دربار میں بلایا ہے کہ اس کا اعلان کر دے"۔۔۔ وہ شوخی سے بولا۔

"اچھا۔۔۔!!! اگر یہ بات ہے تو خبردار!!! ہمارے حکم کی سرتابی کی تو سخت سزا

ملے گی۔۔۔خلیفہ کے اس حکم سے تو بھی میری رعایا میں شامل ہو گیا ہے۔'' بہلول نے ڈپٹ کر بے ساختہ کہا تو درباری کو وہاں سے کان لپیٹ کر کھسکتے ہی بن پڑی۔

بہلول آگے بڑھ گیا اور بہت سے مدارج سے گزرتا دربار میں حاضر کر دیا گیا۔ ہارون اپنے مرصع تخت پر شاہانہ لباس پہنے بڑی تمکنت سے بیٹھا تھا۔ رعب شاہی سے دربار میں سناٹا چھایا ہوا تھا وزیر امیر اپنی اپنی جگہوں پر حسب مراتب بڑے ادب سے بیٹھے تھے کہ کہیں کوئی حرکت جہاں پناہ کو گراں نہ گزرے۔

اس شاندار دربار میں بہلول کو بوسیدہ لباس اور پیوندلگی گدڑی کے ساتھ ہارون کے روبرو پیش کیا گیا۔۔۔ہارون نے ایک نگاہ غلط انداز اس پر ڈالی۔۔۔

''کیوں وہب بن عمرو۔۔۔تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے''۔۔۔؟؟؟۔

بہلول مسکرایا۔۔۔''تم تو جانتے ہو ہارون کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت عقل ہے۔ خواجہ عبداللہ انصاری اپنی مناجات میں کچھ اس طرح فرماتے ہیں

''اے اللہ! جس کو تو نے عقل دی اسے کیا کچھ نہیں دیا

اور جسے عقل نہیں دی، اسے کیا دیا۔۔۔؟

تم نے وہ حدیث بھی تو سنی ہوگی۔۔۔جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ

بندے سے اپنی نعمتیں واپس لے لے تو

سب سے پہلے جو چیز واپس لیتا ہے وہ عقل ہے۔

عقل کو بھی رزق میں شمار کیا گیا ہے۔ افسوس کہ خدا نے مجھ سے عقل جیسی نعمت واپس لے لی ہے''۔۔۔

ہارون اس کی حکمت بھری گفتگو سے بالکل متاثر نہیں ہوا اور اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈال کر بولا۔۔۔''وہب۔۔۔! اگر تیرا خیال ہے کہ تو اپنی لچھے دار گفتگو سے ہمیں فریب دے سکتا ہے۔ تو یہ تیری بھول ہے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ تو حکومت کے باغی موسیٰ علیہ السلام ابن جعفر کے حمایتوں میں سے ہے۔۔۔ہمیں یہ بھی پتہ چلا

ہے کہ تو اچھا بھلا ہے۔۔۔ لیکن دیوانہ بن کر سب کو دھوکا دے رہا ہے۔۔۔ اس کا حکم موسیٰ ابن جعفرؑ نے ہی تجھے دیا ہے۔۔۔ تاکہ تو حکومت کے خلاف سازش کر کے اس کا تختہ الٹ دے۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ دیوانہ ہونے کی وجہ سے تیری طرف سے ہم غافل ہو جائیں گے تو یہ تیری بھول ہے۔ تیری تمام سرگرمیوں کی خبر ہمیں برابر ملتی رہتی ہے"۔۔۔

بہلول نے مضحکہ خیز صورت بنائی۔۔۔ "جناب بادشاہ سلامت۔۔۔!!! میں جانتا ہوں کہ یہ خبریں تمہیں تمہارے بے ضمیر کارندوں نے دی ہیں۔۔۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخت و تاج کی کبھی ہوس نہیں رہی۔۔۔ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسیٰ علیہ السلام ابن جعفر علیہ السلام۔۔۔ تو تیرے مظلوم قیدی ہیں۔ جن تو نے اتنے تنگ زندان میں رکھا ہے کہ جہاں کھڑے ہونا محال ہے وہ تیرے عقوبت خانے میں حالت رکوع میں رہنے پر مجبور ہیں۔۔۔ تجھے اب بھی ان کا خوف ہے۔۔۔ تو ان کے لئے کوئی اور نیا ستم ایجاد کر لے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔! تو ہمارے مخبروں کی اطلاع درست تھی۔ تو موسیٰ علیہ السلام ابن جعفر علیہ السلام کا حمایتی ہے۔ یاد رکھ۔۔۔ ہم تمہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ آئندہ کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ حکومت کے باغیوں کے ساتھ ربط و ضبط رکھے"۔۔۔ ہارون نے آگ بگولہ ہو کر اپنے غلام کو پکارا۔۔۔ "مسرور۔۔۔ حکومت کے باغی کے اس حمایتی کو لے جاؤ۔۔۔ اسے بے لباس کر کے اس پر گدھے کا پالان ڈالو۔۔۔ منہ میں لگام دو۔۔۔ اور اسے محل سرا۔۔۔ حرم اور اردگرد کے تمام علاقے میں پھیراؤ۔۔۔ پھر ہمارے حضور حاضر کر کے اس کی گردن اڑا دو"۔۔۔

دربار میں سناٹا چھا گیا۔۔۔ رعب شاہی سے وہاں موجود سب چھوٹے بڑے کانپ گئے۔ لیکن بہلول یوں شان بے نیازی سے کھڑا رہا۔۔۔ جیسے اسے کسی کی کوئی پروا نہ ہو۔۔۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ وہ حقارت سے اس تمام ماحول کو دیکھ رہا تھا۔

مسرور حکم کا بندہ آگے بڑھا۔۔۔ اس نے بہلول کی گُدڑی گھسیٹ کر زمین پر ڈال دی۔ اس کا بوسیدہ لباس نوچ کر اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا۔۔۔ اس پر گدھے کا پالان ڈالا۔۔۔ لگام اس کے منہ میں دی اور اسے جانوروں کی طرح ہانکتا ہوا محل اور حرم سرا کی طرف لے گیا۔۔۔

شاہی درباروں اور محل سراؤں میں انسانیت کی تذلیل اور بلا قصور ظلم و زیادتی کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔ بادشاہوں کے بدلتے تیوروں کے شکار آئے دن سب کی آنکھوں کے سامنے عبرت کی تصویر بنتے تھے لیکن کسی میں یہ ہمت نہیں تھی کہ اس کے خلاف آواز اٹھا سکتا۔ اس لئے بہلول کے اس طرح تختۂ ظلم و ستم بننے پر کسی کو نہ تعجب ہوا۔۔۔ نہ افسوس۔ کسی نے اس کو پہچانا۔۔۔ کسی نے نہیں۔۔۔

انسانیت کے درجے سے گرے ہوئے لوگ انسانیت کی اس توہین کو تماشے کی طرح دیکھتے رہے۔۔۔ سزا کے خوف سے بند زبانیں اتنا بھی نہیں کہہ سکیں کہ بہلول تو دیوانہ ہے۔۔۔ اس پر تو کوئی تعزیر لاگو نہیں ہو سکتی۔۔۔

سارے محل اور حرم سرا میں گدھے کی طرح ہانکتا مسرور بہلول کو گھماتا رہا۔۔۔ پھر وہ اس کی لگام کھینچتا اسے دربار میں واپس لے آیا۔۔۔ اور ہارون کے سامنے دست بستہ جھک کر بولا۔۔۔

"جہاں پناہ۔۔۔! فرمان شاہی کی تعمیل ہو چکی۔۔۔ اب کیا حکم ہے۔۔۔؟ کیا اس کی گردن مار دی جائے"۔۔۔؟

ہارون نے ابھی جواباً کچھ نہیں کہا تھا کہ اچانک اس کا وزیر جعفر برمکی اجازت لے کر دربار میں حاضر ہوا۔۔۔ اس نے بہلول کو اس حالت میں دیکھا تو حیران ہو کر اس سے مخاطب ہوا۔۔۔ "بہلول۔۔۔! یہ تم کس حالت میں نظر آ رہے ہو۔۔۔؟ کونسا جرم کیا ہے تم نے"۔۔۔؟

بہلول ہنس کر اس سارے نظام جبر کا تمسخر اڑاتے ہوئے بولا۔۔۔ "حضور

والا۔۔۔! میری جو حالت آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔۔۔ یہاں کے دستور کے مطابق یہ تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ ابھی تو میری گردن بھی ماری جائے گی"۔۔۔

"اچھا۔۔۔! مگر کس جرم میں"۔۔۔؟ جعفر برمکی کو بہلول کے اطمینان پر تعجب

ہوا۔۔۔

"بس۔۔۔! میں نے تھوڑا سا سچ بول دیا تھا۔ جس کا صلہ خلیفہ نے مجھے اس خلعت فاخرہ کی صورت میں عطا کیا ہے۔۔۔ اور شربت فنا کا جام میرا انتظار کر رہا ہے"۔۔۔ بہلول نے یہ بات اتنے مضحکہ خیز لہجے میں کہی کہ ہارون کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔۔۔ خلیفہ کو ہنسی آ گئی تھی۔۔۔ تو اس کے خوشامدیوں کا اس کا ساتھ دینا ضروری تھا۔ جعفر برمکی کی دبی دبی مسکراہٹ بھی ہنسی میں بدل گئی۔ دربار کا ماحول خوشگوار ہو گیا۔۔۔

ہارون نے غرور سے سر اٹھایا۔۔۔ "کیوں بہلول۔۔۔! تم نے دیکھا کہ ہماری سلطنت اور جاہ و جلال کے سامنے تمہاری حیثیت کیا ہے"۔۔۔؟

بہلول مسکرایا۔۔۔ "ہارون۔۔۔! میری ایک بات کا جواب تو دے"۔۔۔

ہارون نے بغیر کچھ کہے رعب شاہی سے سر کو اثبات میں جنبش دی۔۔۔

بہلول نے ایک عجیب بات کہی۔۔۔ "ہارون۔۔۔ اگر تو کسی جنگل میں راستہ بھول جائے۔ بے یار و مددگار ہو۔۔۔ پیاس سے تیرا دم نکل رہا ہو۔۔۔ لیکن تجھے پانی کہیں نہ ملے۔۔۔ تو تو ایک گھونٹ پانی کے بدلے میں کیا کچھ دینے پر تیار ہو جائے گا"۔۔۔؟

"یہ پھر تم نے دیوانی باتیں شروع کیں۔۔۔ سزا کو بھول گئے ہو کیا"۔۔۔؟ ہارون نے ناگواری سے جواب دیا۔۔۔

"لیکن اس بات کا جواب دینے میں کیا حرج ہے۔۔۔ یہ کوئی اتنا مشکل تو نہیں"۔۔۔ بہلول نے اصرار کیا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔۔ اس وقت میرے پاس جو بھی قیمتی چیز

ہو گی۔۔۔میں وہ دینے پر تیار ہو جاؤں گا"۔۔۔ہارون نے جواب دیا۔

"اگر پانی کا مالک اس قیمت پر راضی نہ ہو تو"۔۔۔؟

"تو میں اسے اپنی آدھی سلطنت دے دوں گا"۔۔۔ہارون بے نیازی سے بولا۔۔۔

"بہت خوب"۔۔۔! بہلول نے داد دی اور بولا۔۔۔"اب فرض کرو کہ یہ ایک گھونٹ پانی پی کر تمہاری جاں بچ جاتی ہے۔۔۔لیکن کچھ ہی دیر بعد تمہیں پیشاب رک جانے کی بیماری اچانک ہو جاتی ہے جس میں کسی طرح افاقہ نہیں ہوتا۔۔۔تمہاری جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ تو تمہیں کسی ایسے حاذق طبیب کا پتہ چلتا ہے۔۔۔جو اس بیماری کا علاج کر سکتا ہے۔۔۔تو تم اس کو کیا دو گے"۔۔۔؟

"اس شخص کو میں اپنی آدھی سلطنت بخش دوں گا۔۔۔زندگی ہی نہ رہی تو سلطنت بیکار ہے"۔۔۔ہارون نے جواب دیا۔

"تو ہارون۔۔۔! تم اس سلطنت پر غرور کرتے ہو جس کی قیمت پانی کے صرف دو گھونٹ ہیں"۔۔۔؟ بہلول نے عبرت انگیز لہجے میں کہا۔۔۔

تو دربار میں سناٹا چھا گیا۔۔۔کچھ عبرت سے، کچھ خوف سے کہ اب نہ جانے دیوانے بہلول کا کیا حشر ہو گا۔۔۔؟ پہلے تو وہ خوش قسمتی سے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گیا تھا۔۔۔مگر اب اس کا عتاب شاہی سے بچنا محال تھا۔۔۔لیکن اہل دربار نے حیرت سے دیکھا کہ ہارون کچھ شپٹا سا گیا۔۔۔اس کا چہرہ کچھ متغیر سا ہو گیا۔۔۔اس نے شاید اس کیفیت کو جھٹکنے کے لئے حکم شاہی جاری کیا۔۔۔"بہلول کو خلعت فاخرہ سے نوازا جائے۔۔۔جیسا کہ یہ ابھی کہہ رہا تھا"۔۔۔

"خلیفہ کی اس عنایت بے پایاں کا شکریہ۔۔۔لیکن میرے لئے میرا بوسیدہ لباس اور پیوند لگی گدڑی ہی کافی ہے۔۔۔ہم فقیروں کو خلعت شاہی سے کیا غرض"۔۔۔① بہلول نے اپنی گدڑی شانے پر ڈالی اور چلنے کی تیاری کرنے لگا۔

"تو پھر کچھ درہم و دینار ہی قبول کر لو"۔۔۔ہارون شاید اپنے گذشتہ سلوک کی

تلافی کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ میں اہل جہنم کی پیشانیوں اور پشتوں کو داغنے والی مہروں سے پناہ مانگتا ہوں"۔۔۔بہلول نے چلنے کو قدم بڑھائے۔

ہارون نے اسے پکار کر روک لیا۔۔۔"بہلول۔۔۔تم یہ درہم و دینار قبول تو کرو۔۔۔بے شک تم اسے اپنے استعمال میں نہ لانا۔۔۔ضرورت مندوں میں تقسیم کر دینا ان کا بھلا ہو جائے گا"۔۔۔

بہلول رک گیا۔۔۔غلام آگے بڑھا اور اس نے رقم کی تھیلیاں بہلول کو تھما دیں۔۔۔بہلول وہ تھیلیاں لے کر چل پڑا۔۔۔لیکن ابھی چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ رک گیا۔۔۔پھر چند لمحے بعد آگے بڑھا اور پھر ٹھہر گیا۔۔۔یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ متذبذب ہے۔۔۔کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا۔۔۔کہ چلا جائے یا ٹھہر جائے۔۔۔

پھر جیسے اس نے طے کر لیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔۔۔وہ پلٹ کر ہارون کے قریب آیا اور اس نے درہم و دینار کی وہ تھیلیاں ہارون کے سامنے ڈھیر کر دیں اور کہنے لگا۔۔۔

"ہارون۔۔۔! تم نے کہا تھا ناں کہ میں یہ اشرفیاں اپنے لئے نہیں ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کے لئے رکھ لوں۔۔۔تو میں نے بہت سوچا ہے کہ سب سے زیادہ ضرورت مند کون ہے جسے میں یہ اشرفیاں دوں۔ مگر مجھے تم سے زیادہ نادار اور ضرورت مند کوئی اور نظر نہیں آیا۔۔۔ کیونکہ میں روز دیکھتا ہوں کہ تیرے کارندے غریب عوام کو کوڑے مار مار کر ان سے بھتہ وصول کرتے ہیں تا کہ تیرے خزانے بھرے رہیں۔۔۔اس لئے تو ہی اس رقم کا سب سے زیادہ مستحق ہے"۔۔۔

خلیفہ دم بخود رہ گیا۔۔۔درباریوں کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔ یہ بہلول نے بھرے دربار میں کیا کہہ دیا تھا۔۔۔اسے ان لفظوں کی قیمت اپنے خون سے چکانی پڑے گی۔۔۔مگر بہلول کوئی فکر ہی نہیں تھی۔۔۔وہ کمال اطمینان سے چلنے کو تیار

تھا۔

"روکو۔۔۔روکو۔۔۔!اس پاگل کو روکو"۔۔۔اچانک خلیفہ ہارون نے جیسے ہوش میں آ کر کہا۔

اہل دربار لرز گئے کہ اب تو بہلول کی خیر نہیں۔۔۔چند غلام لپکے اور بہلول کو گھسیٹ کر ہارون کے سامنے لا کھڑا کیا۔۔۔مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہارون کی نہ تو تیوری چڑھی ہوئی تھی۔۔۔نہ چہرے پر غصے کے آثار تھے۔۔۔اس کی آنکھیں نم تھیں اور ماتھے پر پسینہ۔۔۔وہ بولا تو اس کی آواز میں خجالت و پشیمانی تھی۔

"بہلول۔۔۔قسم بہ خدا۔۔۔!تیری دیوانگی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے تو نے بلا خوف جو بات میرے منہ پر کہہ دی ہے اس نے میرے دل کو گداختہ کر دیا ہے۔۔۔میرے دل کو کچھ وعظ و نصیحت سے ایک ایسی چوٹ اور لگا کہ یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے"۔۔۔

جن غلاموں نے بہلول کو جکڑ رکھا تھا۔ اسے فوراً ہی چھوڑ دیا۔۔۔اور حیرت سے ہارون کی بدلی ہوئی حالت کو تکنے لگے۔۔۔بہلول چند قدم قریب آیا اور واضح لفظوں میں بولا۔۔۔

"کاش۔۔۔!ان نصیحتوں کا شہنشاہوں پر کچھ اثر بھی ہو جاتا۔۔۔وہ پچھلے خلیفوں کی قبروں سے کچھ عبرت حاصل کر لیتے۔۔۔وہ لوگ جو ایک طویل مدت تک شاندار محلوں میں عیش و نشاط سے رہتے رہے۔ قبروں میں پڑے افسوس کرتے اور پچھتاتے ہیں کہ کاش۔۔۔◊◊◊ انہوں نے اپنی آخرت کے لئے کچھ نیک اعمال اپنے ہمراہ لے لئے ہوتے۔۔۔مگر اب یہ پچھتاوہ ان کے لئے لاحاصل ہے۔۔۔ہم سب کا انجام بھی بہت جلد ایسا ہی ہونے والا ہے۔۔۔جب نہ شاہی کام آئے گی۔۔۔نہ اس کی شان و شوکت"۔۔۔

ہارون پر ان لفظوں کی سچائی نے لرزہ طاری کر دیا وہ تاسف سے بولا۔۔۔

''بہلول اس کا کوئی حل بھی تو بتا کہ اس انجام سے بچا جا سکے''۔۔۔

''اللہ کی مخلوق کو خوش رکھ۔۔۔ وہ غفور و رحیم تجھ سے راضی ہو جائے گا''۔۔۔

''مگر سب کو خوش رکھنا کیسے ممکن ہے بہلول۔۔۔ ذرا بتاؤ تو سہی''۔۔۔ ہارون بولا۔۔۔

''عدل و انصاف میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرو۔۔۔ جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کو بھی اس کا مستحق نہ سمجھو۔۔۔ مظلوم کی فریاد پر کان دھرو۔۔۔ اور انصاف سے فیصلے کرو''۔۔۔ بہلول کا لہجہ موثر تھا۔

''تم نے جو کہا حق کہا بہلول۔۔۔ بیشک۔۔۔ تم نے حق کہا'' ہارون کو اعتراف کرنا پڑا۔ بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملانے والے بھی تحسین و آفرین کہنے لگے۔۔۔

بہلول نے سر جھکایا۔۔۔ ''اس میں بہلول کا کوئی کمال نہیں ہے۔۔۔ یہ تو علوم محمد ﷺ و آل محمد ﷺ ہیں۔۔۔ جو اللہ کی مہربانی سے میری زبان پر جاری ہو گئے ہیں''۔۔۔

''بہلول۔۔۔ کیا تمہارا قرض ادا کر دیا جائے''۔۔۔؟ ہارون نے اس پر احسان کرنے کی غرض سے کہا۔۔

''نہیں ہارون قرض سے کبھی قرض ادا نہیں ہوا کرتے۔'' بہلول سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ ''شاہی خزانے میں جو کچھ ہے وہ سب عوام کا ہے۔۔۔ اور خلیفہ پر قرض کی طرح واجب ہے کہ اسے عوام کو لوٹا دے۔۔۔ میں قرض نہیں لیتا کہ اگلی سانس کا بھی بھروسہ نہیں۔۔۔ تو یہ قرض کون چکائے گا''۔۔۔

''پھر بھی بہلول اپنی کوئی خواہش، کوئی آرزو بتاؤ۔۔۔ میں اسے پوری کروں گا''۔۔۔

''تو پھر میری خواہش یہی ہے کہ تم میری نصیحت پر عمل کرو۔۔۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ احساس کے ان چند لمحوں بعد اقتدار کا نشہ اور طلب دنیا ان نصیحتوں کو اس طرح

فراموش کرا دے گی۔ جیسے تم نے انہیں سنا ہی نہیں"۔۔۔ بہلول تو یہ کہہ کر دربار سے نکل گیا۔۔۔ لیکن اس کے لفظوں کی سچائی ہارون اور اہل دربار کو دیر تک آئینہ دکھاتی رہی۔۔۔

بہلول دربار سے نکلا تو افسردہ تھا ہارون جیسے بے رحم ظالم کو تخت پر دیکھ کر اسے زندان بغداد میں کئی سال سے اسیر وہ مظلوم قیدی یاد آ رہا تھا جو اس تخت کا حقیقی وارث تھا۔ جسے اللہ نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔۔۔ لیکن دنیا کے طلب گاروں نے ہدایت کے اس چراغ کو پس زندان دھکیل کر اپنی تباہی اپنے ہی ہاتھوں بلائی تھی۔

"پاگل۔۔۔! پاگل"۔۔۔! کے شور نے بہلول کو چونکا دیا۔۔۔ اس نے اپنی پیوند لگی گدڑی سے اپنی نم آلود آنکھیں صاف کیں۔۔۔ اور شور مچاتے ہوئے شریر لڑکوں کی طرف دیکھا۔۔۔ جو ایک پریشان حال شخص کے پیچھے لگے ہوئے تھے وہ بیچارا ان لڑکوں کو منع کر رہا تھا لیکن وہ کسی طرح مانتے ہی نہیں تھے۔ کوئی اس کے کپڑے کھینچ رہا تھا۔۔۔ کوئی اسے پتھر مارتا تھا۔۔۔ کوئی دھکے دیتا تھا۔۔۔

تنگ آ کر اس نے ان شریر لڑکوں کے سامنے ہاتھ جوڑے اور پریشانی سے بولا۔۔۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔ خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو"۔۔۔

بچے ہنسے۔۔۔ "کبھی پاگل بھی مانتے ہیں کہ وہ پاگل ہیں"۔۔۔

ایک شریر بچے نے ہانک لگائی۔۔۔ "تمہاری تو شکل پر ہی لکھا ہوا ہے کہ تم پاگل ہو"۔۔۔ باقی بچے ہنسے اور تالیاں بجا بجا کر اسے چھیڑنے لگے۔۔۔

بہلول جو رک کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنا عصا اٹھایا اور بچوں کو ملامت کرتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔۔۔ "او شیطان کے چیلو۔۔۔! کیوں ایک شریف آدمی کو تنگ کر رہے ہو۔۔۔ بھاگ جاؤ اپنے گھروں کو ورنہ میرا گھوڑا تمہیں ایسی لات مارے گا کہ ہائے ہائے کرتے رہ جاؤ گے"۔۔۔ بہلول کی ناراضگی دیکھ کر بچے آہستہ

آہستہ غائب ہو گئے۔۔۔تو اس شخص کے اوسان بحال ہوئے۔اس نے اپنا لباس درست کیا اور بولا۔۔۔"جناب! آپ کا بہت شکریہ۔۔۔اگر آپ ان شریر بچوں سے میری جان نہ چھڑاتے تو یہ مجھے سچ مچ پاگل کر کے ہی دم لیتے"۔۔۔بات کرتے کرتے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

بہلول نے ہمدردی سے کہا۔۔۔"تم مجھے اس شہر میں نو وارد معلوم ہوتے ہو۔۔۔یہاں تم پر کیا گزری ہے جو تم اس قدر پریشان ہو"۔۔۔

اس شخص نے سرد آہ بھر کر کہا۔۔۔"ان لوگوں نے تو مجھے پاگل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔میں چند روز پہلے ہی یہاں آیا ہوں۔میری کل پونجی کچھ جواہرات اور سونے کے سکے تھے میں نے اس خیال سے کہ کہیں کوئی ان پر ہاتھ نہ صاف کرے۔۔۔وہ جواہرات ایک عطار کے پاس رکھوا دیئے۔لیکن آج میں نے اس عطار سے اپنی امانت واپس مانگی۔۔۔تو وہ بالکل ہی مکر گیا۔۔۔اس نے مجھے برا بھلا کہا میں نے اصرار کیا کہ وہ میری امانت واپس کرے تو اس نے ان شریر بچوں کو میرے۔پیچھے لگا دیا۔۔۔یہ کہہ کر کہ میں پاگل ہوں"۔۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے ساتھ ناانصافی ہوئی۔۔۔لیکن تم فکر نہ کرو۔۔۔اس عطار کو تمہاری امانت واپس کرنی پڑے گی"۔۔۔بہلول نے یقین دلایا۔۔۔

"اللہ آپ کا بھلا کرے۔۔۔!!! آپ نے میری مایوسی کو امید میں بدل دیا ہے اگر آپ مجھے میری جمع پونجی دلوا دیں تو میں عمر بھر آپ کو دعائیں دونگا۔۔۔اس احسان کو کبھی نہیں بھولوں گا۔" اجنبی کو ذرا حوصلہ ہوا۔۔۔

"تم مجھے اس عطار کا پتہ بتا دو۔۔۔اور تم کل اسی وقت آنا اور عطار سے اپنی امانت واپس کرنے کا تقاضا کرنا"۔۔۔بہلول نے تاکید کی۔۔۔

"نہیں جناب۔۔۔! میں یہ نہیں کر سکتا۔۔۔پہلے ہی اس چالاک عطار نے مجھے پاگل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔اگر میں نے پھر اس سے اپنی امانت

واپس مانگی تو نہ جانے وہ میرا کیا حشر کرے گا"۔۔۔

"نہیں بھائی۔۔۔ حوصلہ کرو۔۔۔ وہ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں اس کی دکان پر اس وقت موجود ہونگا"۔۔۔ بہلول نے اسے یقین دلایا۔۔۔

اگلے روز بہلول عطار کی دکان پر پہنچا۔۔۔ اس نے ایک تھیلی بغل میں دبا رکھی تھی وہ اسے سلام کر کے بولا۔۔۔ "میں چند روز کیلئے خراسان جا رہا ہوں۔۔۔ سفر بہت لمبا ہے۔ راہزنوں کا بھی خطرہ ہے۔۔۔ میرے پاس کچھ جواہرات اور اشرفیاں ہیں۔ آپ انہیں بطور امانت اپنے پاس رکھ لیں۔۔۔ اگر اللہ کی مہربانی سے میں لوٹ آیا تو اپنی امانت لے لوں گا اور اگر میں واپس نہ آسکا تو آپ اس رقم کو کسی نیک کام میں لگا دیں تاکہ مجھے ایصال ثواب ہوتا رہے"۔۔۔ بہلول نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور بغل سے تھیلی نکال کر عطار کے حوالے کر دی۔۔۔

تھیلی کو وزنی محسوس کر کے عطار دل ہی دل میں بہت مسرور ہوا۔۔۔ اور بڑی عاجزی سے کہنے لگا۔۔۔ "آپ ایسی باتیں منہ سے نہ نکالیں۔۔۔ اللہ آپ کو سفر سے بخیریت واپس لائے۔۔۔ اور آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی یہ امانت اسی طرح واپس لے جائیں گے جس طرح آپ نے اسے میرے پاس رکھا ہے"۔۔۔

"انشاء اللہ۔۔۔ انشاء اللہ۔۔۔! مجھے آپ سے یہی توقع ہے"۔۔۔ بہلول نے گرمجوشی سے کہا۔

عین اسی وقت وہ اجنبی بھی عطار کی دکان پر پہنچ گیا۔۔۔ اور ڈرتے ڈرتے بولا۔۔۔ "جناب میں اپنی امانت لینے آیا ہوں۔۔۔ مہربانی فرما کر اسے میرے حوالے کر دیں"۔۔۔

عطار مشکل میں پڑ گیا۔۔۔ اگر وہ امانت دینے سے انکار کرتا تھا۔۔۔ تو بہلول بھی بدظن ہو کر اپنی تھیلی واپس لے جا سکتا تھا۔ تو ہاتھ آئی دولت سے محروم ہونا پڑے گا۔۔۔ بہلول کی تھیلی وزنی تھی وہ حال ہی میں خلیفہ سے مل کر آیا تھا۔ یقیناً اس میں زیادہ

قیمتی جواہرات ہوں گے۔۔۔ یہ سوچ کر اس نے اجنبی کو تھیلی واپس کر دی۔۔۔ تاکہ بہلول کا اعتماد پختہ ہو جائے۔۔۔ اس شخص نے خدا کا شکر ادا کیا اور دل ہی دل میں بہلول کو دعائیں دیتا۔۔۔ اپنی امانت واپس لے کر چلا گیا۔۔۔

بہلول بھی رخصت ہوا۔۔۔ تو عطار نے عجلت میں بہلول کی تھیلی کھولی۔۔۔ تاکہ ہیرے جواہرات کی مالیت کا اندازہ لگا سکے۔۔۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی کہ تھیلی میں لوہے اور کانچ کے ٹکڑے بھرے ہوئے تھے۔

بہلول جمعہ کے دن حمام کرنے جاتا تھا وہ کسی مخصوص حمام کا انتخاب نہیں کرتا تھا عموماً اس کے من کی سوچ اسے جس طرف لے جاتی وہ اسی طرف چل پڑتا۔۔۔ایک بار وہ ایک ایسے حمام میں جا پہنچا جہاں عموماً متمول لوگ حمام کے لئے آتے تھے۔حمامیوں نے جو بہلول کا بوسیدہ لباس، پھٹی ہوئی گدڑی اور پیوند لگی پاپوش کو دیکھا۔۔۔تو سب نے ناک بھوں چڑھائی۔۔۔بہلول بہت دیر تک انتظار کرتا رہا۔۔۔پھر کہیں جا کر اس کی باری آئی۔

حمام والوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔۔۔کسی نے بھی نہانے کا کیسہ اس کے جسم پر نہیں رگڑا۔۔۔بہلول کو سب کچھ خود ہی کرنا پڑا۔۔۔وہ نہا دھو کر باہر آیا۔تو اس نے دس دینار اپنی جیب سے نکالے اور حمام کے مالک کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔۔۔یہ عام حمام کرنے کی اجرت سے بہت زیادہ تھی۔حمام کا مالک دل ہی دل میں نادم ہوا کہ اس نے خواہ مخواہ ہی بہلول کو مفلس سمجھ کر اس پر توجہ نہیں دی۔بہلول نے بغیر کوئی شکایت کئے اپنی راہ لی۔۔۔

اگلے جمعہ کو وہ پھر اسی حمام میں آیا۔۔۔اسے دیکھتے ہی حمامی دوڑے ہوئے آئے اسے بڑی عزت کے ساتھ اندر لے گئے۔۔۔اس کی باری بھی جلد آ گئی اور حمامیوں نے حمام کرنے میں اس کی بہت اچھے انداز میں مدد کی۔

بہلول فارغ ہوا تو اس نے ایک دینار مالک کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔وہ غصے سے سیخ پا ہو کر بولا۔"تم ہوش میں تو ہو یا شیخ۔۔۔! حمام کرنے کی کیا یہ اجرت ہوتی ہے"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔ "بھائی تمہیں یاد نہیں کہ میں اس مرتبہ حمام کرنے کی اجرت تو تمہیں پہلے ہی ادا کر چکا ہوں۔۔۔ دس دینار وصول کرتے ہوئے تو تم نے مجھے یاد نہیں دلایا تھا کہ یہ اجرت حمام کرنے کی اجرت سے کہیں زیادہ ہے۔۔۔ امید ہے یہ اجرت لے کر تمہیں سبق ملے گا کہ تمام گاہکوں کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ کرنا چاہئے"۔۔۔

وہ اتنا کہہ کر باہر نکل آیا۔۔۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ اسے دور سے ہارون کی سواری نظر آئی جو شاہی حمام کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے وزیر امیر اس کے ہمراہ تھے، نقیب ہٹو۔۔۔! بچو۔۔۔! کی صدائیں لگاتے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔۔۔ بہلول اس پر ایک نگاہ غلط انداز ڈال کر اپنی راہ چل پڑا۔۔۔ لیکن سواری پر ہونے کی وجہ سے ہارون نے بہلول کو دیکھ لیا۔ اس نے ایک شاہی ملازم کو دوڑایا کہ وہ بہلول کو بلا کر لے آئے۔۔۔

بہلول بادل نخواستہ وہاں پہنچا تو وہ شاہی حمام پر اتر چکا تھا۔۔۔ بہلول کو دیکھ کر وہ بولا "بہلول۔۔۔ بہت دن ہوئے تم سے ملاقات نہیں ہوئی"۔۔۔

"فقیروں اور بادشاہوں میں کیا مناسبت"۔۔۔ بہلول نے بے اعتنائی سے جواب دیا۔

ہارون خوشگوار کیفیت میں تھا۔ اس نے یونہی ازراہ تفنن بہلول سے پوچھا۔۔۔ "بہلول تم مجھے ہمیشہ ہی بادشاہی کا طعنہ دیتے ہو۔۔۔ کیونکہ اللہ نے تمہیں اس سے محروم رکھا ہے۔۔۔ چلو تم فرض کرو کہ اگر میں غلام ہوتا۔ تو میری کیا قیمت لگتی"۔۔۔

بہلول نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور بہت مزے سے بولا۔۔۔

"صرف پچاس دینار"۔۔۔

خلیفہ کو ناگوار گزرا۔۔۔ وہ بگڑ کر بولا۔۔۔ "بہلول دیوانے۔۔۔ تم انسان کی قدر و قیمت نہیں جانتے۔ یہ تہبند جو میں اس وقت پہنے ہوئے ہوں۔۔۔ صرف اس کی قیمت ہی پچاس دینار ہے۔۔۔

"میں نے بھی تو صرف تمہاری قیمت ہی لگائی ہے۔۔۔ ورنہ خلیفہ تو بے قیمت ہے"۔۔۔ بہلول نے ہنس کر جواب دیا۔

تو ہارون ٹھٹک گیا۔۔۔ "تمہاری باتوں میں بہت گہرائی ہے۔۔۔ کسی روز محل میں آؤ۔۔۔ اور اپنی ان حکمت بھری باتوں سے ہماری علمی پیاس بجھاؤ"۔۔۔

بہلول نے کوئی جواب نہیں دیا اور چل پڑا۔۔۔ لیکن چند قدم چل کر ایک درباری کے پاس رک گیا۔ اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ "کیوں جناب۔۔۔ آج آپ نے ناشتے میں کیا کھایا تھا"۔۔۔؟

اس درباری نے ناشتے میں پنیر کھایا تھا۔ لیکن دوسروں کی موجودگی کی وجہ سے اس نے بڑا بول بولا۔۔۔ "میں نے ناشتے میں کبوتر کھایا تھا"۔۔۔

"جب ہی اس کی بیٹ آپ کی داڑھی میں اٹکی ہوئی ہے"۔۔۔ بہلول تو اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ لیکن ارد گرد کھڑے درباریوں نے جب اس کی طرف دیکھا تو انہیں اپنی ہنسی ضبط کرنی محال ہو گئی۔۔۔ اس شخص کی داڑھی میں پنیر کا ایک ریزہ اٹکا ہوا تھا۔

بہلول اپنے خرابے میں واپس آیا۔۔۔ جہاں اس کی رہائش تھی یہ بے در و دیوار کا گھر ہر طرف سے کھلا تھا۔۔۔ کسی کو بھی یہاں آنے میں کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ بہلول نے دیکھا کہ وہاں قدموں کے نشان ہیں اس کی بے سروسامانی میں جو دو ایک چیزیں اس کے پاس تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ بھی کسی نے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔۔۔ بہلول کے ذہن میں فوراً ایک بات آئی۔۔۔ وہ کھنڈر کے ایک کونے میں گیا۔۔۔ اس نے تازہ مٹی کھدی ہوئی دیکھی جس کو ہموار کر دیا گیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے عصا سے مٹی کو کریدا تو معلوم ہوا کہ وہ چند سکے غائب تھے۔ جو اس نے کسی ہنگامی ضرورت کے لئے چھپا کر رکھے ہوئے تھے۔ بہلول نے چند لمحے سوچا اپنی گدڑی کندھے پر ڈالی اور اپنا عصا ٹیکتا۔ اس موچی کی دکان پر پہنچا جو قریب ہی تھی۔ اس نے موچی کو بڑی خوش اخلاقی سے سلام کیا۔۔۔ اس کا حال چال پوچھا۔۔۔

"سناؤ بہلول کیسے آنا ہوا"۔۔۔؟ موچی نے پوچھا۔

"مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے اس لئے ملنے آ گیا ہوں"۔۔۔

"کیسا کام"۔۔۔؟

"میں تمہارے اخلاق سے بہت متاثر ہوں۔۔۔ تم مجھ جیسے دیوانے سے بھی اچھا سلوک کرتے ہو۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم مجھے اچھا مشورہ دے سکتے ہو"۔۔۔ بہلول نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ میں کوشش کرونگا کہ اپنی عقل کے مطابق تمہیں بہترین مشورہ دوں۔

بہلول اس کے نزدیک ہوا اور راز داری سے بولا۔۔۔" بھائی تم جانتے ہو کہ میں ویرانوں اور خرابوں میں ہی رہتا ہوں۔ تا کہ نہ مالک مکان کی چخ چخ ہو۔۔۔ نہ ہمسائے کی کوئی پریشانی۔۔۔ میں جہاں جہاں بھی رہا ہوں۔ میں نے تھوڑی سی رقم وہاں زمین میں گاڑ کر رکھی تھی تا کہ برے وقت میں کام آئے۔۔۔ تم ذرا حساب لگا کر بتاؤ کہ یہ رقم کل کتنی ہوتی ہے"۔۔۔

" تم بولو۔۔۔ میں حساب کر دیتا ہوں"۔۔۔ موچی نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

" خدا تمہارا بھلا کرے۔ شہر کے شرقی گوشے میں جو ویران مکان ہے۔۔۔ وہاں میں نے پچاس سکے دبائے تھے۔۔۔ ایک کھنڈر میں پورے سو سکے ہیں اور قبرستان میں شاید پانچ سو ہوں گے پھر نہر کے کنارے بھی کچھ جمع پونجی ہے۔۔۔ لیکن مجھے ان کی تعداد یاد نہیں۔۔۔ اب بتاؤ کہ یہ ملا کر کل کتنے ہوں گے"۔۔۔؟

" اگر یہ سکے سونے کے ہیں تو ان کی مالیت ڈیڑھ دو ہزار تو ضرور ہو گی"۔۔۔ بہلول کچھ دیر سوچتا رہا۔۔۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔۔۔" تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔ میں یہ تمام سکے وہاں سے نکال کر ایک ہی جگہ پر نہ رکھ لوں۔۔۔ مجھے یہ ویرانہ بہت محفوظ لگتا ہے۔۔۔ یہاں لوگوں کی زیادہ آمدورفت بھی نہیں ہے"۔۔۔

" یہ تم نے بہت اچھا سوچا ہے۔۔۔ پہلی فرصت میں یہ کام کر لو۔۔۔ ساری رقم ایک جگہ ہو گی تو تمہیں آسانی ہو جائے گی۔۔۔ جب چاہو گے۔۔۔ اس سے فائدہ اٹھا لو گے"۔۔۔

" بس میں یہی چاہتا تھا کہ کسی عقلمند سے مشورہ کر لوں"۔۔۔ بہلول اپنی چھڑی لے کر اٹھا۔۔۔" میں آج ہی یہ کام کرتا ہوں۔۔۔ تم نے مجھے بہت اچھا مشورہ دیا ہے"۔۔۔

بہلول کے جانے کے بعد موچی نے سوچا کہ اس نے بہلول کے جو سکے چرائے

ہی انہیں وہیں رکھ آئے تا کہ بہلول جب اپنی ساری رقم لے کر آئے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کی رقم یہاں محفوظ نہیں ہے اور وہ اپنی رقم وہیں دفن کرنے کا خیال چھوڑ نہ دے یہ بات ذہن میں آتے ہی سوچی جلدی سے گیا اور چرائی ہوئی رقم پھر وہیں دفن کر آیا۔

بہلول اسی انتظار میں تھا۔۔۔رات ہوئی تو اس نے وہ رقم وہاں سے نکالی اور وہ جگہ چھوڑ کر کسی اور ویرانے کو جا بسایا۔۔۔سوچی بیچارا اس انتظار میں ہی رہا کہ بہلول کب اپنی جمع پونجی وہاں دفن کرنے کے لیے لے کر آتا ہے۔۔۔

خلیفہ نے کئی بار پیغام بھیجا تھا کہ بہلول دربار میں حاضری دے بہلول شہنشاہی کے اس مسموم ماحول میں جانا تو نہیں چاہتا تھا۔ جہاں حقداروں کو حق سے محروم کیا جاتا تھا جہاں انسانیت کی تذلیل ہوتی تھی اور ظلم کے ترکش سے ہر روز کوئی نیا تیر چلتا تھا۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہارون ایک کینہ پرور اور ظالم انسان ہے۔ اگر وہ اس کے دربار نہ پہنچا تو نہ جانے وہ جوش انتقام میں اس سے کیا سلوک روا رکھے۔

اسی لئے ایک روز اپنے فقر کے لباس میں۔ پیوند لگی گودڑی دوش پر ڈالے اپنے عصا کے گھوڑے پر سوار وہ ہارون کے محل میں جا پہنچا۔۔۔ دربان اسے پہچانتے تھے کہ وہ ہارون کا رشتہ دار ہے۔ ہارون نے اسے طلب کیا ہے۔۔۔ اس لئے انہوں نے ضروری جانچ پڑتال کے بعد اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔

وہ اپنا عصا ٹیکتا آگے بڑھتا رہا۔۔۔ محل کے کئی حصے، کئی راہداریاں اور کتنی ہی غلام گردشیں تھیں۔ بہلول جب قاضی وہب بن عمرو تھا۔۔۔ تو اسے بھی دربار میں کرسی ملتی تھی۔ وہ محل کے راستوں سے واقف تھا۔۔۔ دربار کس جانب تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا۔۔۔ وہ اپنی بوسیدہ جوتیاں گھسیٹتا۔۔۔ دیوان خاص تک جا پہنچا۔۔۔

وہ بہت جلدی آ گیا تھا۔۔۔ راج دربار والے ابھی آئے نہیں تھے اس نے زریں دروازے میں سے جھانک کر دیکھا تو وہاں خاموشی کا ڈیرہ تھا وزیروں امیروں کی کرسیاں خالی پڑی تھیں۔ دربار ابھی سجا نہیں تھا۔ اتفاق سے پہرے دار بھی موجود نہیں تھے۔ بہلول نے آؤ دیکھا۔۔۔ نہ تاؤ۔۔۔ قیمتی دبیز قالین کو روندتا وہ بادشاہ کی مسند تک جا پہنچا۔۔۔ اس کے زینوں پر قدم رکھتا وہ عین اس جگہ جا بیٹھا۔۔۔ جہاں خلیفہ ہارون

فروکش ہوتا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں کسی نگران نے اندر جھانکا تو دیکھا۔۔۔ بادشاہ کی نشست پر بہلول بڑی بے تکلفی سے بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ اس کے قدموں تلے سے تو زمین نکل گئی۔۔۔ اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ اگر ہارون آ گیا۔۔۔ تو اس گستاخی کو کبھی برداشت نہیں کرے گا۔۔۔ اس کے ذمہ داروں کو سخت سزائیں دے گا۔۔۔ نگران نے دوڑ کر دوسرے پہرے داروں کو آواز دی۔۔۔ اور خود آگے بڑھ کر بہلول کا بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر تخت سے نیچے اتار دیا۔۔۔ دوسرے نے اسے لات مار کر زمین پر گرا دیا۔۔۔ ایک تیسرا کوڑے سے اس کی مرمت کرنے لگا۔۔۔

"مجھے بچاؤ۔۔۔ مجھے بچاؤ۔۔۔ خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔۔۔ ہائے۔۔۔ ہائے یہ لوگ تو مجھے جان سے مارے ڈالتے ہیں"۔۔۔ بہلول دھائی دینے لگا۔

"بکواس بند کرو دیوانے۔۔۔ تم اسی قابل ہو۔۔۔ تم نے بادشاہ کی مسند پر بیٹھنے کی جرات کیسے کی؟؟؟۔۔۔ میں تو تمہاری چمڑی ادھیڑ دونگا"۔۔۔ دربان بہلول پر کوڑے برساتے ہوئے غرایا۔۔۔

بہلول سر پیٹ پیٹ کر چلانے لگا۔۔۔ "اوہ خدایا۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ کسی کو بھیج جو مجھے ان ظالموں سے چھڑائے۔۔۔ خدایا۔۔۔ میری مدد کر"۔۔۔

اسی وقت نقیبوں نے پکار کر بادشاہ سلامت کے آنے کی اطلاع دی۔۔۔ پہرے داروں کی جان پر بن گئی۔۔۔ وہ بہلول کو خاموش کروانے کے لئے جتنا تشدد کرتے تھے بہلول اتنا ہی زیادہ شور مچاتا تھا۔۔۔ ان کی کوششوں کے باوجود وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

اس دوران ہی ہارون اندر آ گیا۔۔۔ اس نے بہلول کو فرش پر پڑے روتے اور چلاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ تو نگرانوں پر ایک قہر آلود نگاہ ڈال کر بولا۔۔۔ "یہ سب کیا ہنگامہ ہے۔۔۔ بہلول کو اٹھا کر کھڑا کرو"۔۔۔

دو نگرانوں نے بہلول کو دونوں بازوؤں سے تھام کر اس کے پیروں پر کھڑا کر دیا لیکن بہلول کی گریہ وزاری ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔ وہ مسلسل ہائے افسوس۔۔۔ ہائے افسوس !!! پکارتا جا رہا تھا۔۔۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ ہارون نے رعب شاہی سے کہا۔۔۔

"جہاں پناہ۔۔۔!! یہ پاگل تخت شاہی پہ جا بیٹھا تھا اور اترنے کا نام نہیں لیتا تھا۔۔۔ ہم اسے سبق سکھا رہے تھے تا کہ آئندہ اپنی حد میں رہے"۔۔۔ پہرے دار نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔۔۔

"یہاں کون ہے جو اپنی حد میں ہے۔۔۔ کیا بادشاہ، کیا وزیر۔۔۔ ذرا انہیں بھی تو سبق سکھاؤ۔۔۔ میری پشت تو تم نے ادھیڑ کر رکھ دی ہے"۔۔۔ وہ پھر درد و کرب سے کراہنے لگا۔

ہارون نے تشویش سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "بہلول کیا تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے"۔۔۔؟

"ہاں۔۔۔ تکلیف تو ہے۔۔۔ بہت تکلیف ہے۔۔۔ لیکن میں اپنے لئے نہیں رو رہا۔۔۔ میں تو تمہاری خاطر رو رہا ہوں ہارون"۔۔۔ بہلول نے متاسف انداز میں کہا

"کیوں۔۔۔؟ میرے حال پر کیوں"۔۔۔؟ ہارون نے استفسار کیا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ تمہارے حال پر۔۔۔ ہائے ہارون۔۔۔ تجھ پر کیا گزرے گی۔۔۔ جب تو روز حشر اللہ کے حضور پیش ہو گا۔۔۔ میں تو صرف چند لمحے تیری مسند پر بیٹھا ہوں تو تیرے دربانوں نے مار مار کر مجھے آدھموا کر دیا ہے۔۔۔ تو نہ جانے کب سے اس نشست پر براجمان ہے۔۔۔ تیرا انجام کیا ہو گا تجھے اس کی کوئی فکر ہی نہیں"۔۔۔؟

ہارون پریشان تو ہوا لیکن اس کی بات کو نظر انداز کر کے بولا "بہلول تم نے خود کو دیوانہ مشہور کر رکھا ہے۔ مگر تم اب بھی وہی کچھ کرتے ہو جو تم اس وقت کرتے تھے۔ جب تم صحیح الدماغ تھے۔۔۔ تم آج بھی بنو ہاشم کا دم بھرتے ہو اور اپنے خاندان کی

عظمت اور وقار کا تمہیں ذرا پاس نہیں۔۔۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ ابن عباس کا مرتبہ کتنا بڑا ہے اور تم ان پر علی ابن ابی طالبؑ کو ترجیح دیتے ہو"۔۔۔

"جنہیں اللہ نے عظمت و بزرگی عطا کی ہے۔ تمہارے اور میرے کہنے سے اس میں کیا کمی ہو سکتی ہے" بہلول نے جرات سے جواب دیا۔

"تمہیں اپنی بات دلیل سے ثابت کرنا ہو گی۔۔۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے"۔۔۔ ہارون قہر آلود لہجے میں بولا۔۔۔

بہلول نے اپنے عصا پر ٹیک لگائی اور سیدھا ہو بیٹھا۔ اس نے بات کی تو اس کے لہجے میں سچائی کی خوشبو اور ناز تھا۔۔۔ "پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی مرتضیٰ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں وہ سچے مومن تھے اور اطاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انہوں نے ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی۔۔۔ وہ تمام خدائی احکامات پر حرف بہ حرف اس طرح عمل کرتے تھے کہ اس کے مقابلے میں اپنی اور اپنی اولاد کی جان کو بھی ہیچ سمجھتے تھے۔ ان کی شجاعت اور دلیری ضرب المثل ہے۔ وہ ہر جنگ میں سب سے آگے رہتے تھے۔ انہوں نے دشمن کو کبھی پشت نہیں دکھائی"۔۔۔

"جب ان سے سوال کیا گیا کہ وہ جنگ میں اپنی جان کی پروا کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا کہ میری جنگ اللہ کے دین کی خاطر ہے۔۔۔ نہ کہ کسی ذاتی فائدہ کی غرض سے۔۔۔ میری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر میں جنگ میں کام آ جاؤں تو شہادت سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہے"۔۔۔

"جب علی علیہ السلام مسلمانوں کے خلیفہ تھے تو اپنا تمام وقت عوام کی بھلائی اور اللہ کی عبادت میں صرف کرتے تھے۔ وہ بیت المال سے ایک دینار بھی کسی غیر مستحق کو نہیں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے بھائی عقیل جو عیالدار تھے اور اپنا وظیفہ بڑھانا چاہتے تھے۔ امیر المومنینؑ نے ان کو بھی انکار کر دیا۔ وہ اپنے حکام کو بھی اس کی تاکید

کرتے تھے کہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں۔ اگر کسی حاکم کی ذرا سی بھی شکایت سنتے کہ وہ ظلم و ستم کرتا ہے تو بڑی سختی سے اس کا محاسبہ کرتے اور اسے فوراً منصب سے ہٹا دیتے۔ خواہ وہ ان کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔۔۔"

"یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ عبداللہ ابن عباس جب بصرہ کے حاکم تھے تو انہوں نے بیت المال کی رقم سے کچھ ذاتی اخراجات کر لئے تھے۔ علیؑ نے اس رقم کی واپسی کا بڑی سختی سے مطالبہ کیا اور ایک تاریخ مقرر کر دی کہ اس سے پہلے پہلے ابن عباس بیت المال کی رقم لوٹا دیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو علیؑ نے انہیں کوفہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔۔۔ ابن عباس جانتے تھے کہ امیر المومنینؑ کسی رعایت سے کام نہیں لیں گے۔ اس لئے وہ بھاگ کر کے چلے گئے اور خدا کے گھر میں جا بیٹھے تاکہ علیؑ کے محاسبے سے بچ جائیں"۔۔۔

ہارون سے کوئی جواب نہیں بن پڑا تو اس نے ایک الٹا اعتراض کیا۔۔۔ "تم علیؑ کی تعریف میں جو رطب اللسان ہو تو اگر وہ اتنے ہی عظیم اور عوام کے خیر خواہ تھے تو پھر قتل کیوں کر دیئے گئے تھے۔"

"حق کی راہ پر چلنے والوں کو بے ضمیر اور بدبخت لوگ برداشت نہیں کیا کرتے۔۔۔ ہزاروں پیغمبروں اور اللہ کے نیک بندوں کو اسی طرح قتل کیا گیا کہ وہ اچھائی کی طرف بلاتے اور برے کاموں سے روکتے تھے۔۔۔" بہلول نے بے ساختہ جواب دیا۔

ہارون اپنی ندامت کو مٹانے اور اہل دربار کی توجہ ہٹانے کو بولا۔۔۔ "اچھا بہلول۔۔۔ اگر علیؑ کی بات چھیڑی ہے تو ان کی شہادت کا احوال سناؤ"۔۔۔

بہلول نے افسردگی سے سر جھکا لیا۔۔۔ پھر غمگین لہجے میں بولا۔۔۔ ہمارے چوتھے امام علی زین العابدینؑ روایت کرتے ہیں کہ جس رات عبدالرحمن ابن ملجم ملعون علیؑ کو قتل کرنے کے ارادے سے مسجد میں آیا تو اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔۔۔

دونوں کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر گن مسجد میں ہی سو گئے"۔۔۔

"علیؑ مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے ان غافل سوتے ہوؤں کو جگایا۔۔۔ کہ نماز کا وقت ہو چلا تھا۔ یہ دونوں ملعون اٹھ گئے۔ علیؑ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے جب انہوں نے سر سجدے میں رکھا تو ابن ملجم نے تاک کر تلوار ان کے سر پر ماری۔ یہ ضرب اسی جگہ پڑی جہاں غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کے وار سے ایک زخم لگا تھا"۔۔۔

"ابن ملجم ملعون نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی تھی۔ جس کے اثر سے علیؑ نے اس حملے کے تیسرے دن شہادت پائی۔۔۔ آخری وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"خدا کے چاہنے والوں کے لئے اس جہان فانی سے زیادہ انبیاء اور اولیا کی صحبت بہتر ہے۔ اگر یہ زخم میری جان لے لے تو میرے قاتل کو بھی ایک ہی ضرب لگانا کیونکہ اس نے مجھ پر ایک ہی وار کیا ہے۔۔۔ اور ہاں اس کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا"۔۔۔

یہ فرما کر علیؑ زہر آلود زخم کی شدت سے بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو اپنی وصیت کو جاری رکھا۔۔۔ فرمانے لگے۔ میں نے اس وقت رسول خدا ﷺ کو دیکھا ہے۔ وہ مجھ سے فرما رہے تھے کہ کل تم ہمارے پاس ہو گے"۔۔۔

"آسمان کا رنگ بدلا۔۔۔ زمین میں زلزلہ آیا۔۔۔ مومنین کی آہ و بکا سے فضائیں گونجنے لگیں۔ عوام گھروں سے نکل آئے۔ ان کے نالہ و شیون سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

"اس موقع پر ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آج کی رات مشرکوں نے ظلم و ستم کا جھنڈا اونچا اٹھایا ہے
علیؑ کو شہید کر کے دین کے ارکان پر کاری ضرب لگائی گئی ہے

یہ وار جو مومنوں کے باپ کو مارا گیا ہے
اس نے ایمان کا سارا گھر اجاڑ دیا ہے
آسمان والوں نے اس غم میں اپنے تاج سعادت اتار پھینکے
اب دنیا والوں کو میٹھا پانی کڑوا لگے گا
آب حیات میں زہر گھول دیا گیا
ظالموں نے رسول اللہؐ کے وصی کو شہید کر کے
ان کے دل میں غم کے تیر پیوست کر دیئے ہیں
انہوں نے علی مرتضیٰ کا سر ہی شگافتہ نہیں کیا
انہوں نے ید اللہ کو قطع کر دیا ہے
ہائے افسوس جب سے علیؑ کی پیشانی پر تلوار لگی ہے
چاند اور سورج کی پیشانیاں بھی داغ دار ہو گئی ہیں
شق القمر کا معجزہ جیسے دوبارہ آشکار ہو گیا ہے
علیؑ کی روشن پیشانی چاند کی طرح دو ٹکڑے ہو گئی ہے
زینبؑ و ام کلثومؑ کے نالہ وفریاد کی آوازیں بلند ہیں"
حسنؑ و حسینؑ نے غم کی شدت میں اپنے عمامے زمین پر اتار پھینکے ہیں

بہلول کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار سا بندھ گیا تھا اس کے لفظوں کی تاثیر نے جیسے وہ تمام منظر سب کی آنکھوں کے سامنے زندہ کر دیا تھا۔ ہر ایک دردو غم میں ڈوب گیا تھا۔ کچھ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ جن میں ہارون بھی شامل تھا۔ اس کے ہونٹوں سے ایک حرف بھی نہیں نکلا۔۔۔ اس کا سر آپ سے آپ جھک گیا۔

بہلول نے اپنی گودڑی سنبھالی۔۔۔ اپنے آنسو پونچھے اور ایک دردناک آہ بھر کر بولا۔۔۔ "ہارون۔۔۔ مجھے جانے کی اجازت دے"۔۔۔

ہارون چونکا۔۔۔ "کچھ دیر رکو۔۔۔ ہمارے یہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں

جاتا"۔۔۔ پھر اس نے ملازموں کو حکم دیا۔۔۔ کہ بہلول کو اشرفیاں اور زر و مال دیا جائے بہلول نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ "ہارون۔۔۔!!! مجھے اس مال سے کوئی غرض نہیں ہے جو دوسروں کی ملکیت ہے۔۔۔ اگر تم نے قوم کا مال نہ لوٹایا تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب خلیفہ سے اس کا تقاضا کیا جائے گا۔۔۔ تو اس روز خلیفہ کو احساس ہوگا کہ وہ تو خالی ہاتھ ہے۔۔۔ اور اس کے دامن میں پشیمانی اور پچھتاوے کے سوا کچھ بھی نہیں"۔۔۔

اپنے ان عبرت انگیز لفظوں کو ہارون اور اس کے اہل دربار کے پاس چھوڑ کر بہلول دربار سے باہر نکل آیا۔۔۔اس طرح کہ ہارون اور اس کے حواریوں کے پاس پشیمانی کے سوا کچھ نہیں رہا۔۔۔

بہلول دربار سے نکلا تو غم سے جھکا جھکا تھا۔ اسے امیر المومنین علیؑ سے لے کر امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سب کے مصائب ایک ایک کر کے یاد آ رہے تھے۔ اسے ہوس کے ان بندوں کی بے خوفی پر حیرت تھی۔ جو خاصان خدا کے مقابلے میں آتے اور اللہ کے چنے ہوؤں کا حق چھین کر اس دنیا کی دوروزہ بادشاہت پر اسی طرح اتراتے تھے جیسے انہیں کبھی خدا کے حضور حاضری نہیں ہونا۔۔۔

وہ اسی سوچ میں چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک جگہ کچھ لوگوں کا ہجوم نظر آیا۔۔۔ اس نے غور سے دیکھا تو وہ ایک نوتعمیر شدہ مسجد کے سامنے کھڑے تھے۔ یہ مسجد بہت دنوں سے بن رہی تھی۔ فضل بن ربیع اس کا تمام خرچہ اٹھا رہا تھا۔۔۔ بہلول قریب پہنچا تو اس نے سنا کہ سب لوگ فضل کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے کہ اس نے اتنی خوبصورت مسجد بنوائی ہے۔ کسی نے پوچھا۔۔۔"اس کے کتبے پر کون سی عبارت لکھوائی جائے گی"۔۔۔؟

"ظاہر ہے اس کے کتبے پر اسی کا نام لکھا جائے گا جس نے یہ مسجد تعمیر کی ہے" فضل بن ربیع نے بڑے فخر سے کہا۔

بہلول نے ارد گرد کھڑے لوگوں کے شانوں پر سے جھانکا اور پکار کر بولا۔۔۔

"جناب فضل بن ربیع ذرا یہ تو فرمایئے کہ آپ نے یہ مسجد بنوائی کس کے لئے ہے"۔۔۔؟

فضل نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔"بہلول تم بھی یہ پوچھ رہے ہو۔۔۔؟ کیا تم نہیں

جانتے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور یہ اللہ کی خاطر ہی بنوایا جاتا ہے"۔۔۔

"میں تو جانتا ہوں حضرت۔۔۔!!! لیکن شاید آپ نہیں جانتے"۔۔۔ بہلول نے برملا کہا۔ "کیا مطلب"۔۔۔؟ فضل خشمگیں لہجے میں بولا۔۔۔

"مطلب یہ کہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور یہ بھی کہتے ہو کہ تم نے اسے اللہ کی خاطر بنوایا ہے۔۔۔ تو پھر اس پر اپنا نام کیوں لکھوا رہے ہو"۔۔۔؟

فضل بن ربیع نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیوں۔۔۔ میں کتبے پر اپنا نام کیوں نہ لکھواؤں۔ آخر لوگوں کو پتہ چلنا چاہئے کہ اس مسجد کا بنانے والا کون ہے"۔۔۔

"تو ٹھیک ہے بھائی۔۔۔ تم شہرت اور نیک نامی حاصل کرو۔۔۔ اپنا نام جلی حروف میں کتبے پر لکھواؤ۔ لیکن اس نام آوری کے بعد ثواب کا خیال اپنے دل میں نہ لانا"۔۔۔ بہلول اتنا کہہ کر ہجوم سے نکل گیا۔۔۔ مگر فضل بن ربیع کے دل کی حالت زیر و زبر ہو گئی۔۔۔ اس نے شور مچایا "جلدی کرو جلدی۔۔۔ بہلول کو بلاؤ۔۔۔ اسے بلا کر لاؤ"۔۔۔ وہ کہیں چلا نہ جائے"

بہلول ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا لوگ اسے بلا کر لے آئے۔۔۔ فضل بن ربیع نے اس سے پوچھا۔۔۔ "میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں بہلول۔۔۔ تمہارا احسان ہے کہ تم مجھے راہ راست پر لے آئے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ کتبے پر کیا لکھا جائے"۔۔۔

"قرآن پاک کی آیات سے کچھ بھی بہتر نہیں۔۔۔ جو اس کتبے پر کندہ کرایا جائے"۔۔۔ بہلول نے کہا اور آیت قرآنی بھی بتائی۔ جو اس کے لئے ب تھی۔ فضل بن ربیع نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اس آیت کے لکھنے کا بندوبست کیا جائے۔۔۔

بہلول پھر اپنے راستے پر چل پڑا۔۔۔ کہ عقب سے فضل بن ربیع نے اس کا بازو پکڑ لیا۔۔۔ بہلول نے اس کی طرف توجہ نہیں دی اور اپنی دھن میں مگن چلتا چلا گیا۔۔۔ فضل نے پھر اسے روکا۔۔۔ "بہلول سنو تو۔۔۔ کس سوچ میں ہو جو متوجہ ہی

نہیں ہوتے"۔۔۔

بہلول نے رک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔"میں تم جیسوں کے انجام کے بارے میں سوچ رہا ہوں"۔۔۔

فضل نے ٹھٹھک کر کہا۔۔۔"کیوں۔۔۔؟ خیریت تو ہے"۔۔۔

"سارے وزیر ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔اس لئے ان کا انجام بھی ملتا جلتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تیرا بھی انجام جعفر برمکی کے جیسا نہ ہو"۔۔۔

فضل لرز گیا۔۔۔"بہلول۔۔۔کیا تو جعفر برمکی کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔۔۔؟ کہ ہارون نے اسے کیوں قتل کروایا۔۔۔؟ شاید اس سے میں کوئی سبق حاصل کر سکوں اور اس جیسے انجام سے خود کو بچا سکوں"۔۔۔

"اگر یہ بات ہے۔۔۔تو بیٹھ جا اور غور سے سن اور عبرت پکڑ"۔۔۔بہلول بولا۔۔۔فضل ایک پرسکون جگہ تلاش کر کے بیٹھ گیا۔۔۔بہلول گویا ہوا۔۔۔"اے فضل بن ربیع۔۔۔! تم جانتے ہو ناں کہ منصور کے بیٹے مہدی کے زمانے میں خالد برمکی کا بیٹا یحییٰ برمکی ہارون کا کاتب مقرر کیا گیا تھا"۔۔۔

فضل نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔"ہاں مجھے اس کا علم ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہارون یحییٰ برمکی اور اس کے بیٹے جعفر کی قابلیت سے بہت متاثر تھا"۔۔۔

"لیکن بادشاہ کا قرب یا اس کی دشمنی دونوں ہی بہت مہنگی پڑتی ہیں۔ ہارون کو جعفر برمکی سے اتنا لگاؤ ہو گیا کہ اس نے اپنی بہن عباسہ کا نکاح جعفر برمکی سے کر دیا تا کہ اسے عزت عطا کرے۔۔۔لیکن اس کے ساتھ اسے یہ تاکید بھی کر دی کہ عباسہ درحقیقت اس کی بیوی نہیں ہو گی۔۔۔اس لئے وہ اس سے وظیفہ زوجیت کا تقاضا نہ کرے۔۔۔جعفر نے وعدہ تو کر لیا۔۔۔لیکن اس کو نبھا نہ سکا۔۔۔ہارون کو علم ہوا۔۔۔تو اس کے دل میں گانٹھ پڑ گئی۔۔۔اس نے جعفر کو سزا دینے کا ارادہ کر لیا"۔۔۔

اس نے اپنے خاص غلام مسرور کو حکم دیا کہ رات کو جعفر برمکی کا سر کاٹ کر اس

کی خدمت میں پیش کیا جائے"۔۔۔ مسرور یہ سن کر بے حد پریشان ہوا اور ہارون سے عذر کیا کہ یہ کام اس کے سپرد نہ کیا جائے۔۔۔ لیکن ہارون نہ مانا اور اسے بھی عبرت ناک انجام کی دھمکی دی۔

چاروناچار مسرور ہانپتا کانپتا جعفر برمکی کے یہاں پہنچا اور اسے کل ماجرا کہہ سنایا۔۔۔ جعفر کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔ لیکن اس نے ہمت باندھی اور آخری امید کا سہارا لے کر مسرور سے کہنے لگا "کیا پتہ۔۔۔ خلیفہ نے میرے قتل کا حکم شراب کے نشے میں دیا ہو۔۔۔ ہوسکتا ہے جب وہ ہوش میں آئے تو اسے پچھتانا پڑے۔ اس لئے میری ایک بات پر عمل کرو۔۔۔ خلیفہ کے پاس جاکر اسے یہ خبر دو کہ تم نے مجھے قتل کردیا ہے پھر اس کا ردعمل دیکھو کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اگر پریشان نہ ہو تو تم اس کے حکم کی تعمیل کردینا۔۔۔ اور میرا سر کاٹ کر لے جانا۔۔۔

مسرور ہارون کا پرانا ملازم تھا۔ اس کی طبیعت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس میں ہارون کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں تھی۔ اس نے جعفر برمکی سے کہا۔۔۔ "بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ ہارون کے پاس چلیں۔ ہوسکتا ہے آپ کو دیکھ کر خلیفہ کے دل میں آپ کی محبت جاگ اٹھے اور وہ اپنا فیصلہ بدل دے"۔۔۔

جعفر برمکی کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ مسرور کی بات مان لے۔۔۔ وہ اس کے ساتھ چل پڑا۔۔۔ ہارون کے محل میں پہنچ کر اس نے جعفر برمکی کو پردے کے پیچھے کھڑا کیا اور خود ڈرتے ڈرتے ہارون کے پاس پہنچا۔۔۔ مسرور کو دیکھتے ہی ہارون بولا۔۔۔ "مسرور کیا تم نے میرے حکم کی تعمیل کی"۔۔۔؟؟؟

مسرور نے گھبرا کر جواب دیا۔۔۔ "عالی جاہ۔۔۔ جعفر برمکی میرے ساتھ آیا ہے۔ وہ پردے کے پیچھے کھڑا آپ کے کرم کا امیدوار ہے"۔۔۔

"مسرور۔۔۔! ہمارے حکم کی تعمیل میں اتنی تاخیر۔۔۔ تجھے اپنی جان عزیز ہے کہ نہیں"۔۔۔ ہارون نے کڑک کر کہا۔

سرور کو اپنی جان سے عزیز تو کچھ بھی نہیں تھا وہ پھرتی سے پلٹا۔۔۔اور پردہ اٹھا کر اس نے جعفر برمکی پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس شکیل وجمیل جوان کا سر قلم ہو گیا۔ پھر اس نے اس جوان رعنا کا سر ہاتھ میں لیا۔ جس کی شرافت اور دانشمندی بے مثال تھی جس کی فیاضی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اسے اپنے سر پر رکھا اور ہارون کے سامنے پیش کر دیا"۔۔۔

"بے رحم خلیفہ کے انتقام کی آگ پھر بھی نہیں بجھی۔ اس نے برمکیوں کے تمام خاندان کا نام ونشان مٹا کر ہی دم لیا۔۔۔ جعفر برمکی کی لاش کئی روز تک قلعے پر لٹکی رہی پھر اسے جلا دیا گیا۔۔۔ اے فضل۔۔۔! بادشاہوں سے قربت کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔۔۔ اس لئے محتاط رویہ اختیار کرو۔ کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کرو۔۔۔ عوام کی بھلائی کو ہر بات پر ترجیح دو"۔۔۔

فضل کانپ گیا اور پریشانی سے بولا۔۔۔"بہلول۔۔۔ مجھے سلامتی کی دعا دو"۔۔۔

"میں تمہیں دعا تو ضرور دوں گا۔۔۔ لیکن بادشاہوں کے رنگ بدلتے مزاج پر مجھے اختیار نہیں ہے"۔۔۔

بہلول کبھی کبھی ایک بھٹیارے کے یہاں کھانا کھاتا تھا۔ ایک دن وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک ہندوستانی سوداگر کے ساتھ اس کی تکرار ہو رہی تھی۔ نوبت گرما گرمی تک جا پہنچی کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کرایا اور پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔ بھٹیارہ بڑھ بڑھ کر بولنے لگا۔ "یہ شخص میری سرائے میں ٹھہرا تھا۔ اس نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا مگر کھانے کے دام نہیں دیتا۔۔۔ میں نے یہ سرائے اس جیسے مفت خوروں کا پیٹ بھرنے کے لئے تو نہیں کھولی۔۔۔ یہ میرا کاروبار ہے اسی سے میری گزر بسر ہوتی ہے۔۔۔"

اب مسافر نے بھی اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔۔۔ "میں تو اس کے ساتھ بھلائی کر رہا ہوں مگر یہ مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ میں پچھلے سال اس کے سرائے میں ٹھہرا تھا۔ اتفاقاً مجھے جلدی میں جانا پڑا اور میں اس کے کھانے کی قیمت ادا نہ کر سکا۔۔۔ اب میں نے پچھلے سال کے کھانے کی قیمت ادا کرنی چاہی۔۔۔ تو یہ کچھ اور ہی حساب بتا رہا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ کرنا کیا چاہتا ہے اور کون کون سا حساب جوڑ کر بیٹھا ہوا ہے"۔۔۔

"تم زیادہ باتیں نہ بناؤ اور کھڑے کھڑے میری رقم کھری کرو"۔۔۔ بھٹیارہ تنگ آکر بولا۔۔۔ مسافر نے بھی اس کی بات کا جواب دیا۔۔۔ بھٹیارے نے اور زیادہ شور مچایا بات پھر بڑھنے لگی۔۔۔ تو کوئی قصبے کے مقدم کو بلا لایا۔۔۔ اس نے دونوں سے واقعہ بیان کرنے کو کہا۔۔۔

مسافر نے بتایا۔۔۔ "میں پچھلے سال اسی سرائے میں ٹھہرا تھا میں کھانے میں ایک مرغی اور چند انڈے کھائے تھے۔ قافلے کے جلدی روانہ ہو جانے کی وجہ سے میں

کھانے کی قیمت ادا نہیں کر سکا۔۔۔ میری دیانتداری دیکھئے کہ میں اس کو کھانے کی قیمت دینے پر تیار ہوں مگر یہ ایک ہزار دینار کا تقاضا کر رہا ہے۔ اب آپ ہی بتایئے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔ کیا ایک مرغی اور چند انڈوں کی قیمت ایک ہزار دینار ہوتی ہے"

مقدم نے بھٹیارے سے معاملہ بیان کرنے کو کہا تو وہ بڑی بے نیازی سے بولا۔۔۔ "جناب ایک ہزار دینار کچھ زیادہ تو نہیں۔ میں تو اس کے ساتھ بڑی رعایت سے کام لے رہا ہوں یہ حضرت خود مان رہے ہیں کہ انہوں نے ایک مرغی اور چھے انڈے مزے لے لے کر کھائے تھے۔ اب اگر یہ اس مرغی کو نہ کھا گئے ہوتے تو آج وہ زندہ ہوتی میں ان چھے انڈوں سے جو یہ حضرت کھا گئے تھے چوزے نکلواتا وہ چوزے بڑے ہو کر مرغ اور مرغیاں بن جاتے۔۔۔ مرغیاں انڈے دیتیں تو میں اور چوزے نکلواتا۔۔۔ اور اس ایک سال کے اندر اندر ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی۔۔۔ افسوس کہ اس شخص نے وہ مرغی اور انڈے کھا لئے تھے جس سے مجھے اتنا نقصان ہوا۔۔۔ میں نے تو صرف تھوڑی سی قیمت لگائی ہے اور یہ دینے سے انکار کرتا ہے۔۔۔ اور خوامخواہ بات بڑھا رہا ہے"۔۔۔

مقدم بھٹیارے کا دوست تھا اس لئے اس نے فیصلہ اس کے حق میں دے دیا اور مسافر سے کہا کہ اسے ایک ہزار دینار ادا کرے۔ مسافر بیچارا بہت پریشان ہوا کہ اتنی رقم کہاں سے لائے۔

بہلول بھی ایک طرف بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور اس کے قریب آ کر بولا۔۔۔ "شیخ بہلول۔۔۔ اس غریب الوطن مسافر کی کچھ مدد کیجئے۔۔۔ اس کا یہاں کوئی جاننے والا نہیں۔۔۔ یہ بھٹیارہ اور مقدم مل کر اسے لوٹنا چاہتے ہیں"۔۔۔

بہلول اٹھ کر کھڑا ہوا اور اپنا عصا زمین پر مار کر اس نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور بولا۔۔۔ "بھائیو۔۔۔!!! اس مقدمے کا ایک فیصلہ اور بھی ہے جو میرا خیال

ہے کہ سب کو پسند آئے گا اور ہمارا یہ غریب الوطن بھائی جو مقدم کے فیصلے سے پریشان ہو گیا ہے اس کو بھی اس سے اتفاق ہو گا"---

اکثر لوگوں نے اس کی تائید کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مشکل مقدمات کا فیصلہ بہلول سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا---مسافر کو بھی کچھ ڈھارس ہوئی---بہلول کو نجات دہندہ سمجھ کر وہ بھی اس کی منت کرنے لگا---"بزرگوار---اللہ آپ کا بھلا کرے گا اگر آپ مجھے انصاف دلائیں"---

"میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں انصاف سے کام لوں گا---لیکن آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں تا کہ میں اپنے ایک گاہک کو نمٹا آؤں"---بہلول نے سب کو مخاطب کیا---

"گاہک---!تم نے کیا بیچنا ہے اس کے پاس"---کسی نے پوچھا۔

"میں آج کل گیہوں کے بیج فروخت کرنے کا کاروبار کرتا ہوں۔ایک گاہک کے بیج میں نے ابالنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔دراصل گیہوں کے بیج ابال لئے جائیں تو فصل بہت اچھی ہوتی ہے وہ گاہک آتا ہی ہو گا بیج بھی ابل چکے ہوں گے---میں اسے ابھی نمٹا کر آتا ہوں"---

"یہ تو پاگل ہے---دیوانہ ہے"---بھٹیارے نے غصے سے کہا---"اس نے اس مقدمے کا فیصلہ کیا کرنا ہے۔کبھی بیج ابال کر بھی بوئے جاتے ہیں"---

"کیوں نہیں جناب---!!!اس میں تعجب کی کیا بات ہے آپ کی اس سرائے میں تو بھنی ہوئی مرغیاں بھی ابلے ہوئے انڈوں پر بیٹھتی ہیں اور چوزے نکالتی ہیں---تو میرے ابلے ہوئے گیہوں کیوں نہیں اگیں گے"---بہلول نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا---تو لوگ اس کی بات کی گہرائی کو محسوس کر کے زور سے ہنس پڑے---بات سب کی سمجھ میں آ گئی تھی۔مقدم کو بھی اس کی تائید کرنی پڑی۔مسافر خوشی کے مارے بہلول کے ہاتھ چومنے کو بڑھا تو بہلول نے اسے روک دیا---اور شرمسار

بھٹیارے سے بولا۔۔۔ "تم اس مسافر سے گلے ملو۔۔۔ دونوں اپنے دل سے رنجش نکال دو۔ مسافر آئندہ بھی اسی سرائے میں ٹھہرے گا اور میاں بھٹیارے تم اس سے بھنی ہوئی مرغیوں کے چوزوں کی قیمت وصول نہ کرنا"۔۔۔

لوگ ایک مرتبہ پھر ہنس پڑے اور انہوں نے بھٹیارے اور مسافر کو گلے ملوا دیا۔۔۔ بہلول نے اپنا عصا اٹھایا اور چل پڑا۔۔۔

وہ اپنے آپ میں مگن چلا جارہا تھا کہ ایک شخص نے اسے روک لیا بہلول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیوں بھائی خیریت ہے"۔۔۔

"میں کب سے آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں لیکن آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی"۔۔۔ وہ بولا

"کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے"۔۔۔؟ بہلول نے پوچھا۔۔۔

"کچھ دیر پہلے جو آپ نے فیصلہ کیا اور جس طرح اس غریب الوطن مسافر کی جان لالچی بھٹیارے سے چھڑائی ہے اس سے مجھے بھی حوصلہ ہوا اور میری امید بندھ گئی کہ آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔۔۔ ورنہ تو میں بے موت مارا جاؤں گا"۔۔۔ وہ پریشانی سے بولا۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟ تم سے ایسا کیا فعل سرزد ہوا ہے۔۔۔ جو تمہاری جان کے لالے پڑ گئے ہیں؟"۔۔۔

"میری زبان ہی میری قاتل ہے بلا سوچے سمجھے بولنے کے ایسے نتائج نکلیں گے میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا"۔۔۔

"اچھا۔۔۔ کیا بے اعتدالی ہوئی تم سے"۔۔۔؟ بہلول نے استفسار کیا۔

"عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں میں تو۔۔۔ گذشتہ دنوں حاکم کوفہ کی خدمت میں کسی نے بے حد خوبصورت گدھا پیش کیا۔۔۔ حاکم کوفہ کو خوش کرنے کے لئے ہر کوئی اس کی تعریف کر رہا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ بہت اعلیٰ نسل کا گدھا ہے۔۔۔ کسی کا کہنا

تھا کہ اسے بہت اچھی طرح سے سدھایا گیا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ کتنا چاق و چوبند اور مستعد گدھا ہے۔ میں نے سوچا کہ کوئی انوکھی بات کہنی چاہئے۔۔۔ جس سے حاکم خوش ہو جائے۔۔۔ میں نے اسی دھن میں بے ساختہ کہہ دیا کہ یہ گدھا تو اتنا دانشمند ہے کہ اسے پڑھایا جا سکتا ہے"۔۔۔ میری بدقسمتی کہ حاکم کوفہ نے میری بات پکڑ لی۔۔۔ میرے بدخواہوں نے اسے اور بھڑکایا۔۔۔ بات اتنی بڑھی کہ حاکم کوفہ نے مجھے حکم دے دیا کہ میں اس گدھے کو اپنے ساتھ لے جاؤں اور اسے پڑھا لکھا کر واپس لاؤں۔ اگر میں نے اپنا قول سچ کر دکھایا تو مجھے انعام و اکرام دیا جائے گا۔۔۔ اگر میں ناکام ہو گیا تو پھر میرا انجام جو ہو گا وہ آپ جانتے ہی ہوں گے"۔۔۔

"ہاں۔۔۔ میں ان حاکموں کی چیرہ دستیوں سے واقف ہوں۔۔۔ لیکن تم فکر نہ کرو جیسا یہ مطالبہ ہے۔۔۔ ویسے ہی اس کو پورا بھی کیا جائے گا۔۔۔ تم میرے ساتھ آؤ۔۔۔ میں تمہیں گدھے کو پڑھانے کا طریقہ بتاتا ہوں"۔۔۔

مقررہ دن وہ شخص گدھے کو لے کر حاکم کوفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ پڑھے لکھے گدھے کو دیکھنے کے لئے سارا دربار امنڈ آیا تھا۔۔۔ کوئی بھی کرسی خالی نہیں تھی سب گدھے کا فن دیکھنے کے لئے بیقرار تھے اس شخص نے گدھے کو چمکارا۔ کتاب اس کے سامنے رکھی۔۔۔ گدھا ایک ایک کرکے صفحے یوں الٹنے لگا جیسے کتاب کی ورق گردانی کر رہا ہو یہاں تک کہ آخری صفحہ آ گیا۔۔۔ کتاب بند ہو گئی۔۔۔ تو گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا۔۔۔

دیکھنے والے حیران رہ گئے۔۔۔ سب کو ایسا ہی لگا کہ گدھا پہلے ایک ایک صفحہ کھول کر کتاب پڑھتا رہا۔۔۔ جب کتاب ختم ہو گئی تو اس نے اپنی زبان میں اعلان کر دیا کہ وہ تمام کتاب پڑھ چکا ہے۔ حاکم کوفہ بھی اس دلچسپ شعبدہ بازی پر محظوظ ہوا۔۔۔ اس شخص کو خوب انعام و اکرام سے نوازا گیا۔

وہ انعام و اکرام کی تھیلیاں لے کر بہلول کے پاس آیا اور خوش ہو کر

بولا۔۔۔ "شیخ بہلول۔۔۔ میں یہ انعام واکرام آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ اسے قبول فرمالیں۔۔۔ اگر آپ مجھے وہ ترکیب نہ بتاتے تو آج میں زندہ نہ ہوتا"۔۔۔

بہلول نے مسکرا کر کہا۔۔۔ "نہیں بھائی تمہاری مہربانی! اس پر میرا حق نہیں ہاں تجھ پر جس جس کا حق بنتا ہے۔۔۔ اسے ادا کرتا رہ"۔۔۔

وہ شخص شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا۔۔۔ تو قریب کھڑا ایک شخص بولا۔۔۔ "مجھے پہلے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ گدھے کو پڑھانے کی ترکیب حضرت بہلول کے زرخیز دماغ کی پیداوار ہی ہو سکتی ہے کیوں نہ حضرت!!! ایک مدرسہ کھولا جائے۔۔۔ جس میں گدھوں کو عالم فاضل بنایا جائے"۔۔۔

"میرے لئے تو یہی ایک گدھا کافی ہے جس کو میں نے پڑھا لکھا دیا ہے۔۔۔ ہاں تم نے مدرسہ کھولنا ہے تو میں تمہیں گدھوں کو پڑھانے کی ترکیب ضرور بتا سکتا ہوں"۔

"ہاں۔۔۔ ہاں ضرور بتاؤ"۔۔۔

"جس کتاب کو گدھے کو پڑھانا ہے اس کے صفحوں کے درمیان جو رکھ دو گدھے کو دن بھر بھوکا رکھو اور شام کو وہی کتاب اس کے سامنے رکھ دو۔ گدھا کتاب کے صفحے الٹ الٹ کر جو کھاتا رہے گا اس طرح آٹھ دس دن کی مشق کے بعد گدھا اس کا عادی ہو جائے گا کہ اس کی خوارک کتاب کے صفحوں کے درمیان رکھی ہوتی ہے۔ اب جس وقت بھی گدھے سے وہ کتاب سنی ہو تو اسے بھوکا رکھو۔۔۔ اور کتاب کے درمیان جو رکھے بغیر کتاب اس کے سامنے رکھ دو۔۔۔ گدھا یہ سمجھ کر کہ صفحوں کے درمیان اس کی خوارک ہے وہ بھوک کے مارے ان صفحات کو الٹتا جائے گا۔۔۔ آخری صفحے پر بھی جب اسے جو نہیں ملیں گے تو وہ ڈھینچوں، ڈھینچوں کر کے اعلان کر دے گا کہ اس نے ساری کتاب پڑھ لی ہے"

✿✿✿✿✿

ہارون کا دربار آراستہ تھا۔۔۔ وزیر امیر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ بظاہر تو گفتگو ہو رہی تھی۔ لیکن سب ہارون کے چشم ابرو پر نظر رکھے ہوئے تھے ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ وہ ایسی بات کرے۔ جو ہارون کے مزاج کے مطابق ہو۔۔۔ انہی مواقع پر بادشاہ اپنے درباریوں پر نگاہ رکھ کر انہیں جانچتے تھے کہ ان میں کون ایسا ہے جو ان کے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔ کس سے انہیں اجتناب کرنا چاہئے۔۔۔ اور کس کی دربار میں ضرورت نہیں۔۔۔ اگر اس کی دربار میں ضرورت نہیں۔۔۔ تو پھر اس کی دنیا میں بھی کوئی ضرورت نہیں۔

اچانک ہارون نے ایک مشیر سے مخاطب ہو کر کہا۔۔۔ "آج بہلول کو دربار میں طلب کیا گیا تھا وہ ابھی تک حاضر کیوں نہیں ہوا"۔۔۔؟

اس کو پیغام بھجوا دیا گیا تھا۔۔۔ آتا ہی ہوگا۔۔۔ لیکن وہ بھی عجیب من موجی ہے چلتے چلتے راہ میں کہیں رک گیا ہوگا۔۔۔ کسی کی بپتا سننے۔۔۔ کسی کی مشکل حل کرنے"۔۔۔ وہ ڈرتے ڈرتے بولا۔

اچھا تو اس نے یہ سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے"۔۔۔ ہارون نے ناپسندیدگی سے کہا۔۔۔

"یہ تو اس کا وطیرہ ہے وہ ہر غریب کے ساتھ اٹھ کر چل پڑتا ہے۔۔۔ ہر پریشان حال کی مدد کرنے پر تیار ہو جاتا ہے اور ہر مشکل کا کوئی ایسا حل نکالتا ہے۔۔۔ جو بظاہر دیوانگی سی محسوس ہوتی ہے لیکن دراصل اس میں ایسی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے کہ سننے اور دیکھنے والے عش عش کر اٹھتے ہیں"۔۔۔

"ابھی کل پرسوں اس نے عجیب بات کر دی"۔۔۔ ایک مشیر بتانے لگا۔۔۔ "کچھ لوگوں نے بہلول سے حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔۔۔ کہ وہ کس قوم کے پیغمبر تھے"۔۔۔؟

"بہلول نے جواب دیا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے کہ وہ اوباشوں اور عیاشوں کے پیغمبر تھے۔۔۔ لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ وہ پیغمبر خدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔۔۔ تو وہ بولا۔۔۔ "کون کہتا ہے کہ میں نے پیغمبر کی شان میں گستاخی کی ہے۔۔۔ میں نے تو ان کی قوم کی بات کی ہے۔ اس کی تائید قرآن پاک میں بھی دیکھ لو"۔۔۔

ہارون مسکرایا۔۔۔ "بڑا حاضر جواب ہے یہ دیوانہ۔۔۔ دوسروں کو لاجواب کرنے کا ہنر یہ خوب جانتا ہے"۔۔۔

ابھی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ کوئی دربان پکارا کہ بہلول دربار میں حاضر ہوا چاہتا ہے۔

"شیطان کا ذکر کرو۔۔۔ تو وہ فوراً آ موجود ہوتا ہے"۔۔۔ ہارون نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"بہلول اپنا عصا ٹیکتا۔۔۔ اپنی پھٹی ہوئی جوتیوں کو چٹخاتا بڑھتا چلا آ رہا تھا۔۔۔ ہارون نے چھوٹتے ہی کہا۔۔۔ "بہلول"۔۔۔ میرے معمے کا جواب دو گے؟"

"ہاں۔۔۔ ضرور دوں گا"۔۔۔ بہلول نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"تم ہو تو دیوانے لیکن تمہاری دانش کا شہرہ سارے شہر میں ہے آج ہم بھی تمہیں آزماتے ہیں اگر تم نے معمہ حل کر لیا تو تمہارا انعام ایک ہزار اشرفی ہوگا۔۔۔ اگر تم جواب نہ دے سکے تو تمہاری داڑھی صاف کر کے تمہیں گدھے کی سواری کرائی جائے گی"۔۔۔ ہارون نے فرمان شاہی سنایا۔

"لیکن ایک ہزار اشرفی میرے کس کام کی؟۔۔۔ اس کے بجائے آپ میری

ایک شرط پوری کر دیں"۔۔۔

"بتاؤ۔۔۔؟ شرط کیا ہے"۔۔۔؟

"میری شرط یہ ہے کہ اگر میں نے آپ کا معمہ حل کر لیا۔۔۔ تو جہاں پناہ مکھیوں کو حکم دیں کہ وہ مجھے تنگ نہ کریں میں ان مکھیوں سے بہت نالاں ہوں"۔۔۔ بہلول نے کمال سنجیدگی سے اپنی شرط پیش کی۔

درباریوں کے چہروں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی لیکن وہ ضبط کر گئے کہ کہیں مزاج شاہ کو ناگوار نہ گزرے۔۔۔

اس کے اس بے ساختہ انداز پر ہارون لاجواب ہو گیا۔۔۔ تنگ کر بولا۔۔۔ "تمہاری عقل تو بالکل ہی خبط ہو گئی ہے۔ مکھیاں میری رعیت تو نہیں جو میں ان پر حکم چلا سکوں"۔۔۔

"افسوس کہ ہمارا خلیفہ مکھیوں جیسی حقیر مخلوق کے سامنے بھی عاجز ہے تو پھر ایسے اقتدار پر کیا اکڑنا۔۔۔! بہلول مزاحیہ انداز میں بولا۔۔۔

درباریوں میں سے اکثر اس کے اس جواب سے محظوظ ہوئے۔۔۔ اپنی مسکراہٹیں دبا دبا کر وہ نظروں ہی نظروں میں بہلول کے اس کلمۂ حق کی داد دینے لگے۔۔۔ ہارون اپنی خفت مٹانے کو بولا۔۔۔

"اچھا۔۔۔ اب میں بغیر کسی شرط کے تم سے معمہ پوچھتا ہوں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ وہ کون سا درخت ہے جس کی عمر صرف ایک سال ہے۔۔۔ اس میں بارہ شاخیں ہیں۔ جن میں سے ہر شاخ پر تیس تیس پتے اگے ہوئے ہیں۔ ان پتوں کا ایک طرف روشن ہے تو دوسرا طرف تاریک ہے"۔۔۔

بہلول نے لمحہ بھر بھی نہیں سوچا۔۔۔ "یہ درخت مہینے، دن اور رات کا ہے کیونکہ سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں۔۔۔ ہر مہینے میں تیس دن جو آدھے دن ہیں اور آدھے رات"۔۔۔ ہارون نے بے ساختہ داد دی۔۔۔ اہل دربار بھی تعریف کرنے لگے۔

اسی وقت ایک دربان ادب سے دوہرا ہو کر دربار میں داخل ہوا اور اس نے خراسان کے ایک مشہور فقیہ کی دربار میں باریابی کی اجازت چاہی۔۔۔ ہارون نے اجازت دی۔ اسے قدر و منزلت کے ساتھ ایک نشست پیش کی گئی۔ وہ اپنا قیمتی جبہ و دستار سنبھالتا ہوا اس پر براجمان ہو گیا۔۔۔ اپنی اس عزت افزائی پر وہ فخر اور غرور سے خوب اکڑ رہا تھا کہ اس کی نگاہ بہلول پر پڑی۔۔۔ اس نے بہلول کی بوسیدہ گدڑی اور پھٹی ہوئی جوتیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور ہارون سے خوشامدانہ لہجے میں بولا۔۔۔ "ظل سبحانی۔۔۔! بے شک یہ آپ کی مہربانی اور کرم ہے کہ آپ نے ایسے معمولی لوگوں کو بھی اپنے دربار میں باریابی کا شرف عطا کر رکھا ہے"۔۔۔

"حضرت۔۔۔! آپ خراسان کے عظیم فقیہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں تو کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ عزت اور ذلت دینے والا خدا ہے"۔۔۔ بہلول نے پکار کر اسے مخاطب کیا۔

"لیکن حضور آپ کو یہ عزت دینے کا ذریعہ تو خلیفہ ہارون ہیں"۔۔۔ فقیہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

خلیفہ ہارون ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا جب وہ کوئی علمی مباحثہ کروا کر محظوظ ہو سکے۔۔۔ اس نے فقیہ کو مخاطب کر کے کہا۔۔۔ "ہم نے تمہارے علم کی بہت شہرت سنی ہے۔۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم بہلول سے علمی مباحثہ کرو"۔۔۔

"اس شخص سے"۔۔۔؟! وہ حقارت سے بولا۔۔۔ "میں نے تو سنا ہے کہ یہ دیوانہ ہے اپنے حلیے سے بھی یہ ایسا ہی نظر آتا ہے"۔۔۔

"آپ نے ٹھیک سنا ہے جناب۔۔۔ میں واقعی دیوانہ ہوں۔۔۔ لیکن میرا فخر یہ ہے کہ میں آل محمد ﷺ کا دیوانہ ہوں۔۔۔ آپ کو اپنے جس علم پر فخر ہے وہ دراصل کم علمی ہے اور آپ کو اس کا علم ہی نہیں"۔۔۔ بہلول نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔

"تم بہت بڑھ بڑھ کے باتیں بنا رہے ہو"۔۔۔ فقیہ خشمگیں لہجے میں

بولا۔۔۔

"تو آپ مجھ سے علمی مباحثہ کر کے اسے ثابت کر دیں کہ میں بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا ہوں اور آپ کی طرح مجھے کچھ بھی نہیں آتا"۔۔۔ بہلول نے ہنس کر کہا۔

فقیہ کو زچ ہو کر بالآخر کہنا پڑا۔۔۔ "میں تمہارے اس دعوے کو چٹکیوں میں باطل کر دوں گا مگر ایک شرط پر"۔۔۔!

ہارون نے بھی دونوں کی تکرار میں دخل دیا۔۔۔ "تم جیسی چاہو۔۔۔ شرط طے کرلو بہلول کو اسے ماننا ہوگا"۔۔۔

فقیہ بولا۔۔۔ "میری شرط یہ ہے کہ میں بہلول سے ایک معمہ پوچھوں گا۔۔۔ اگر اس نے یہ حل کر لیا تو میں اسے ایک ہزار اشرفی دونگا۔۔۔ اور اگر یہ ناکام ہو گیا تو یہ مجھے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا پابند ہوگا"۔۔۔

"ہم فقیروں سے آپ مال دنیا کی توقع نہ رکھیں۔ ہمارے پاس تو سرمایہ تن ہے اگر میں ہار گیا تو ایک غلام کی طرح آپ کی خدمت کرونگا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہزار اشرفی پوری ہو جائے اور اگر میں ہزار اشرفی جیت گیا۔۔۔ تو وہ ضرورت مندوں کا حصہ ہے۔۔۔ کہ میرے مولا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔۔۔ "جہاں بھی دولت ضرورت سے زیادہ ہے وہاں یقیناً کسی حقدار کا حق ضائع ہو رہا ہے"۔۔۔

"تم بہت بڑے دعوے کر رہے ہو۔۔۔ پہلے میرے معمے کا حل تو بتاؤ"۔۔۔

"میں تیار ہوں"۔۔۔ بہلول نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔۔۔

فقیہ نے آغاز کیا۔۔۔ تو تمام اہل دربار اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔ ہارون بھی بڑے غور سے اس دلچسپ مقابلے کو دیکھنے لگا۔۔۔ "سنو بہلول۔۔۔ ایک گھر میں ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ موجود ہے۔ اسی گھر میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا روزے سے ہے۔ اچانک وہاں ایک شخص آتا ہے جس کے آجانے سے شوہر اور بیوی ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ نماز پڑھنے والے اور روزہ دار دونوں کا عمل باطل ہو

گیا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ شخص کون ہے جس کے آ جانے سے یہ سارا انقلاب برپا ہوا ہے"۔۔۔؟

اہل دربار حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔۔۔ ہارون کی دلچسپی بھی بڑھی۔۔۔ اس نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔ "بہت خوب! تم نے بہلول کو خوب پھنسایا ہے"۔۔۔

"بادشاہ سلامت۔۔۔! ہم فقیر در مدینۃ العلم کی خیرات پر پلتے ہیں۔ ہمیں کوئی معمہ کوئی پہیلی پھنسا نہیں سکتی۔۔۔ میں حضرت فقیہ کا جواب اس طرح دیتا ہوں۔۔۔ کہ اچانک وہاں آ جانے والا شخص اس عورت کا پہلا شوہر ہے۔ جس کی دوران سفر انتقال کر جانے کی خبر ملنے پر اس عورت نے حاکم شرع کی اجازت سے اس مرد کے ساتھ عقد کر لیا تھا جو اس وقت بطور اس کے شوہر کے وہاں موجود تھا۔۔۔ وہ دو اشخاص سے اجارے پر مرحوم شوہر کی قضا نمازیں اور روزے ادا کروا رہے تھے جیسے ہی سابقہ شوہر سفر سے واپس آ گیا۔ دوسرا شوہر اس عورت پر حرام ہو گیا اجارے پر نماز اور روزہ ادا کرنے والوں کے اعمال باطل ہو گئے کیونکہ زندہ شخص کی نہ تو نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں اور نہ ہی روزے رکھے جا سکتے ہیں"۔۔۔

"مرحبا۔۔۔!!! مرحبا۔۔۔!!!! بہلول تم نے تو بڑی صفائی سے اس معمے کو حل کیا"۔۔۔ ہارون نے توصیفی انداز میں داد دی۔۔۔ اہل دربار بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے دربار میں ذرا سکون ہوا تو بہلول نے اپنی بات کہی۔۔۔ "کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں حضرت فقیہ سے سوال کروں"۔۔۔؟

"ہاں۔۔۔ اب تم حق رکھتے ہو کہ تم نے اس کے معمے کو بہت خوبی سے حل کیا ہے"۔۔۔ ہارون نے اجازت دی۔ فقیہ ایک ادائے بے نیازی سے یوں بیٹھا تھا جیسے اسے خود پر کامل بھروسہ ہو۔۔۔ وہ بہلول کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

بہلول نے اپنے معمے کی کڑیاں اس کے سامنے رکھنی شروع کیں۔۔۔ "فرض

کریں جناب ہمارے پاس دو مٹکے ہیں۔۔۔ایک میں شیرہ اور دوسرے میں سرکہ بھرا ہوا ہے شکنجبین تیار کرنے کے لئے جب ہم دونوں مٹکوں سے ایک ایک پیالہ نکال کر کسی برتن میں انہیں ملاتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس میں تو ایک مرا ہوا چوہا موجود ہے۔ کیا حضرت فقیہہ اپنے علم کے ذریعے یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ مرا ہوا چوہا سرکہ کے مٹکے میں تھا یا شیرے کے مٹکے میں"۔۔۔؟

ہارون کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔"واہ دیوانے۔۔۔!تم بھی کیا عجیب مسخرے ہو"۔۔۔

اہل دربار کی مسکراتی آنکھیں فقیہہ پر مرکوز تھیں کہ وہ اس مضحکہ خیز معمے کا کیا حل نکالتا ہے۔۔۔لیکن فقیہہ بالکل خاموش تھا۔۔۔اس کی پیشانی پر گہری سوچ کی لکیریں تھیں وہ سوچتا ہی رہا اور بہت دیر تک کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔۔۔

"خراسانی۔۔۔تم بہلول کا معمہ حل کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟ اس نے تو تمہارے معمے کا جواب دینے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگایا تھا"۔۔۔ہارون نے اسے جتایا۔

فقیہہ کی نگاہیں جھک گئیں اور اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔۔۔اس نے ندامت سے اعتراف کیا"عالی جاہ۔۔۔!میں شرمندہ ہوں کہ میں یہ معمہ حل نہیں کر سکا"۔۔۔

"چلو بہلول۔۔۔اب اس معمے کو تم ہی حل کردو کہ اس نے ہمارے دماغ میں بھی ایک الجھن ڈال دی ہے"۔۔۔ہارون نے کہا۔۔۔

بہلول نے ہنس کر فقیہہ کو مخاطب کیا۔۔۔"کیوں حضرت۔۔۔؟ کیا اب بھی آپ اس کے قائل ہوئے ہیں یا نہیں کہ علم کی کوئی حد نہیں ہوتی۔۔۔ضروری نہیں کہ آپ ہر چیز جانتے ہوں"۔۔۔

"میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ آج ایک دیوانے نے مجھے سبق سکھایا ہے اور میرے علمی دعوے کا پول کھول کر رکھ دیا ہے"۔۔۔فقیہہ نے سچائی سے کہا

یہ دیوانہ بھی کوئی عام دیوانہ نہیں ہے۔۔۔ یہ اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ ہے"۔۔۔ بہلول نے بڑے ناز سے کہا اور معمے کا حل بتانے لگا۔۔۔ "اس کا حل بہت سادہ سا ہے۔۔۔ شکنجبین سے چوہے کو نکال کر اسے خوب اچھی طرح دھونے کے بعد اس کا پیٹ چاک کر کے دیکھنا چاہئے۔۔۔ اگر اس کے پیٹ میں سرکہ ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ سرکے والے مٹکے میں تھا اگر اس کے پیٹ میں سے شیرہ نکلے تو پھر آپ سمجھ لیں کہ چوہا میٹھے کا شوقین تھا اس لئے شیرے کے مٹکے پر قربان ہو گیا۔۔۔ لہٰذا اس کے پیٹ میں جو کچھ بھی ہو اس مٹکے کو ضائع کر دینا چاہئے"۔۔۔

ہارون نے بہلول کو آفرین کہی۔۔۔ اہل دربار بھی مرحبا صد مرحبا پکارنے لگے۔۔۔ فقیہ نے سر جھکایا اور شرط کے مطابق ایک ہزار اشرفیاں بہلول کے سامنے ڈھیر کر دیں۔۔۔ بہلول نے تمام اشرفیاں سمیٹ کر جھولی بھر لی۔۔۔ ہارون سے اجازت لے کر وہ باہر نکلا تو بغداد کے حاجت مند اور نادار افراد اس کے انتظار میں تھے کہ شاید وہ شاہی دربار سے کوئی انعام واکرام لے کر آئے۔ اور ان کی قسمت جاگ اٹھے۔ بہلول نے فراخدلی سے ان کی جھولیاں بھریں اور اپنی جھولی خالی کر کے اپنے ٹھکانے پر جا پہنچا۔۔۔

لیکن اگلے ہی دن ہارون نے پھر بہلول کو بلا بھیجا۔۔۔ بہلول کو چاروناچار دربار میں حاضر ہونا پڑا۔۔۔ دیکھا کہ وہاں ہارون نہیں ہے نہ ہی دربار آراستہ ہے۔

غلام بہلول کو ہارون کے شاندار محل میں لے گئے۔۔۔ جو دجلہ کے کنارے واقع تھا جس کے منقش دریچے سے دجلہ کی لہروں کی ہلچل، ان کے نرالے رنگ کبھی ان کی ہلکی ہلکی سی گنگناہٹ اور کبھی ان کی شوریدہ سری سے پیدا ہونے والا شور بھی کچھ دیکھا اور سنا جا سکتا تھا۔ ہارون کے ہاتھ میں جام تھا۔ وہ دجلہ کے نظارے سے محظوظ ہو رہا تھا۔

اس نے جام بہلول کی طرف بڑھایا۔۔۔ "لو بہلول تم بھی اس جاں بخش مشروب کا لطف اٹھاؤ۔ جسے بہترین انگوروں سے کشید کیا گیا ہے"۔۔۔

"میں دیوانہ تو پہلے ہی عقل و خرد سے بیگانہ ہوں۔۔۔ دماغ میں فتور ڈالنے والے اس مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد نہ جانے میرا کیا حال ہو"۔۔۔ بہلول نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔۔۔

تم جیسے شیشے کی پری کے ناز اٹھانا کیا جانیں"۔۔۔ وہ نشے کی ترنگ میں جھوم کر بولا۔۔۔ "لیکن آج میں تمہیں سبق سکھا کر رہوں گا۔۔۔ کل تو تم نے اپنی چرب زبانی سے اس احمق خراسانی کو ہار ماننے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن آج تم بغلیں جھانکتے نظر آؤ گے۔۔۔ یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے میرے معمے کا صحیح حل نہ بتایا۔۔۔ تو میں تمہیں اٹھوا کر اس دریچے سے دجلہ میں پھنکوا دوں گا اور تم دجلہ کی لہروں میں اسی طرح غوطے کھاؤ گے جس طرح تمہارے معمے کا جوہا نگنے میں ڈبکیاں کھا کھا کر غرق ہو گیا تھا"۔۔۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ میں معمہ حل کر دوں"۔۔۔؟

"تو پھر تمہارا انعام ایک ہزار اشرفی"۔۔۔ ہارون نے جیسے اعلان کیا

"نہیں۔۔۔ مجھے اشرفیوں کی ضرورت نہیں"۔۔۔

"تو پھر۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔

اس معمے کا صحیح جواب دینے کا انعام سو قیدیوں کی رہائی ہے۔۔۔ وہ جو میں چاہوں گا"۔۔۔

"چلو مجھے منظور ہے"۔۔۔ ہارون نشے میں چور ہو کر بولا۔۔۔ "لیکن یہ تو اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ تم نے معمہ بوجھ لیا۔۔۔ ورنہ تو تم دجلہ کی لہروں میں غوطے کھاتے نظر آؤ گے"۔۔۔

"میں تیار ہوں"۔۔۔ بہلول نے اعتماد سے جواب دیا۔۔۔

ہارون اپنا معمہ کہنے لگا"۔۔۔ فرض کرو۔۔۔ کسی شخص کے پاس ایک بکری، ایک بھیڑیا اور گھاس کا گٹھا ہے اور وہ دریا پار کرنا چاہتا ہے بتاؤ کہ وہ کس طرح سے دریا پار کرے کہ نہ بکری گھاس کھائے اور نہ بھیڑیا بکری کو چٹ کر سکے"۔۔۔

بہلول نے ایک لمحہ سوچے بغیر برجستہ کہا۔۔۔ "وہ شخص بھیڑیے اور گھاس کو کنارے پر چھوڑ دے اور بکری کو پار لے جائے۔۔۔ پھر بھیڑیے کو اس کنارے پر لے جائے لیکن بکری کو واپس لے آئے۔۔۔ بکری کو کنارے پر چھوڑ کر وہ گھاس لے جائے اور آخر میں بکری کو دریا پار کروا دے۔۔۔ اس طرح نہ بکری گھاس کھائے گی۔۔۔ نہ بھیڑیا بکری کو کھانے پائے گا"۔۔۔

"بہت خوب۔۔۔ ہارون نے داد دی۔۔۔ "لگتا ہے بہلول آج ستارے تمہارے حق میں تھے۔ دجلہ کی موجیں تمہیں نگلنے کے لئے ترستی ہی رہ گئیں"۔۔۔

"ستارے میرے حق میں ہیں تو آپ بھی اپنا وعدہ پورا کریں"۔۔۔ بہلول نے یاد دلایا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ مجھے یاد ہے۔۔۔ تم قیدیوں کے نام داروغہ زندان کو لکھوا دو۔۔۔ تاکہ وہ ان قیدیوں کو رہا کر دے"۔۔۔ ہارون بولا

بہلول نے ان اشخاص کے نام لکھوا دیئے۔۔۔ جو بلا جرم و خطا ہارون کی قید میں تھے سب جانتے تھے کہ ان کا جرم اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ وہ دوستداران اہلبیتؑ پیغمبر ﷺ تھے بہلول چلا گیا اور ہارون ہوش میں آیا۔۔۔ تو اس کے مقربوں نے اسے بتایا کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو موسیٰ بن جعفرؑ کو اپنا امام مانتے ہیں اور خلافت کو ہاشمیوں کا حق سمجھتے ہیں۔

"اچھا"۔۔۔ ہارون نے گمبھیر لہجے میں کہا۔۔۔ "ان میں سے ایک دو ایسے جو نسبتاً بے ضرر ہیں۔ انہیں رہا کر دو تاکہ ہمارا وعدہ پورا ہو جائے اور دوسروں کے ساتھ مزید سختی کا سلوک کرو۔۔۔ بہلول نے ان کی سفارش کی ہے تو اس کا مطلب ہے۔۔۔ وہ ہماری سلطنت کے لئے زیادہ خطرناک ہیں"۔

✿✿✿✿✿

بہلول نے ابھی آ کر اپنا ٹوٹا ہوا دروازہ کھولا تھا کہ اس کا پرانا دوست دوڑ کر اس کے پاس آ گیا۔ بہلول نے اسے ہانپتے ہوئے دیکھا۔۔۔تو پوچھا۔۔۔

"خیریت تو ہے"۔۔۔؟

"نہیں بہلول۔۔۔!!! بس ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔۔۔ میں گندم پسوانے جا رہا تھا لیکن میرا گدھا بیمار ہو گیا ہے۔ وہ ایک ٹانگ سے لنگڑا بھی رہا ہے بہلول بھائی۔۔۔ مجھے اپنا گدھا دے دو۔۔۔ میں گندم پسوا کر تمہیں واپس کر دوں گا"۔۔۔اس نے اپنی بپتا سنائی۔

بہلول اس کی عادت سے واقف تھا۔۔۔وہ جانوروں کے ساتھ بہت بے رحمی کا سلوک کرتا تھا وہ اسے اپنا گدھا دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے بہانہ بنایا۔۔۔

"بھائی۔۔۔تم سے پہلے ایک اور شخص آیا تھا۔۔۔وہ میرا گدھا مانگ کر لے گیا ہے۔۔۔ تمہیں تو پتہ ہی ہے کہ میں کسی کو انکار نہیں کر سکتا"۔۔۔

وہ شخص بہت مایوس ہوا۔۔۔ابھی وہ چلنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ بہلول کے کھنڈر نما مکان کے پچھواڑے سے گدھے کے ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔وہ شخص چونکا اور ناراضگی سے بولا۔۔۔"بہلول۔۔۔تمہارا گدھا تو گھر پر موجود ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ کوئی اسے ادھار مانگ کر لے گیا ہے۔۔۔تم اچھے دوست ہو میرے"۔۔۔

"میرا تمہارا ابھی تو پچاس سال سے ساتھ ہے۔۔۔لیکن تم کیسے دوست ہو میرے۔۔۔مجھ پر نہیں۔۔۔میرے گدھے پر یقین کرنے پر تیار ہو"۔۔۔

اس شخص کو رخصت کر کے وہ ابھی کر سیدھی کرنے کو لیٹا ہی تھا کہ دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی۔۔۔ کیوں بھائی توڑنے ہوئے دروازے کو اور کیوں توڑنے کے درپے ہو"۔۔۔؟ بہلول بڑبڑاتا ہوا باہر آیا۔۔۔

اس نے دیکھا کہ باہر دو تین لوگ کھڑے ہیں اور ہیں بھی وہ جن کا تعلق ہارون کے دربار سے ہے اسے تعجب ہوا کہ آخر یہ لوگ یہاں کیوں آئے تھے۔ کہیں ہارون کوئی اور جال تو نہیں پھیلا رہا۔۔۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔"کیا وجہ ہے کہ بادشاہ کے وزیروں، مشیروں نے ایک فقیر کے در پر دستک دی ہے"۔۔۔؟

"بس بہلول بھائی کیا کریں۔۔۔ ہم لوگ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں"۔۔۔ ایک بولا۔

"حیرت ہے کہ یہ تمہیں آج پتہ چلا ہے۔۔۔ تم تو ایک مستقل مصیبت میں گرفتار ہو بھائی۔۔۔ بادشاہ کے وزیر اور مشیر جو ہو"۔۔۔ بہلول نے مسکرا کر جواب دیا۔

"شاید ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے کہ خوف کی تلوار ہمارے سر پر لٹکتی ہے۔ ہم نے دربار میں جگہ تو پائی ہے۔۔۔ لیکن ہمیشہ موت اور زندگی کے درمیان لٹکتے رہتے ہیں"۔۔۔ دوسرا بولا۔

"اب باتیں ہی بناتے رہو گے کہ جناب شیخ بہلول کی خدمت میں تمام معاملہ بھی پیش کرو گے۔۔۔ مہلت تو کل تک کی ہے"۔۔۔ تیسرے نے دہائی دی۔

بہلول ہنس پڑا۔۔۔ "تمہیں دربار سے جو خوشامد کی عادت پڑ چکی ہے اسے مجھ پر نہ آزماؤ اور ذرا جلدی بتاؤ کہ بات کیا ہے"۔۔۔

"ہم سب کی بدقسمتی کہ دور دراز کا سفر کرتا ایک سیاح بغداد میں آن وارد ہوا ہے۔ اس کے پاس معلومات کا خزانہ ہے کہ وہ ملکوں ملکوں گھوما ہے وہ دانشمند آدمی ہے۔ خلیفہ نے اسے اپنے دربار میں بلایا تھا۔۔۔ وہ آیا اور الٹا ہم سے ہی سوال کرنے لگا۔۔۔ ہم بغداد کے رہنے والے ہم نے گھاٹ گھاٹ کا پانی تو نہیں پیا۔۔۔ جو ہماری

معلومات میں اضافہ ہوتا"۔۔۔

"او بندہ خدا۔۔۔تم نے پھر لمبی کہانیاں شروع کر دی ہیں۔۔۔حضرت بہلول کو مختصراً بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے"۔۔۔؟دوسرے نے اس کی بات کاٹی۔۔۔

"حضرت میں آپ کو بتاتا ہوں"۔۔۔ان میں سے عمر رسیدہ نے کہنا شروع کیا۔۔۔"اس سیاح نے ہم سب سے کچھ سوالات پوچھے۔۔۔جن میں سے ہمیں ایک کا جواب بھی نہیں آیا۔۔۔سیاح رخصت ہو گیا۔۔۔تو ہارون نے ہمیں دھر لیا۔۔۔اس نے ہمیں سخت سست کہا۔۔۔کہ ہماری نالائقی اس کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔۔۔وہ سیاح اپنے ملک میں جا کر بادشاہ اور اس کے درباریوں کے بارے میں کتنے برے خیالات کا اظہار کرے گا"۔۔۔

"اور اب ہارون نے یہ فرمان جاری کیا ہے کہ کل اس سیاح کو پھر دربار میں بلایا جائے گا۔۔۔اگر ہم اس کے سوالوں کے جوابات نہ دے سکے۔۔۔تو ہمارے جان مال عزت آبرو کی خیر نہیں۔۔۔بادشاہ کے بگڑے ہوئے مزاج کہاں تک پہنچیں گے اس کی تو کسی کو کوئی خبر نہیں۔۔۔بہت سوچ کر آخر ہمیں آپ ہی کا دروازہ نظر آیا۔۔۔ہمیں یقین ہے کہ اس مشکل وقت میں آپ ہی ہمارے کام آ سکتے ہیں۔۔۔اس مصیبت سے نجات ہمیں آپ کے علاوہ کوئی نہیں دلا سکتا"۔۔۔

"ہمیں یقین ہے کہ آپ اس سیاح کے سوالوں کے جواب بخوبی دے لیں گے۔۔۔آپ ہمیشہ مشکلات کو حل کر دیتے ہیں۔۔۔آپ ہمیشہ پریشان حال لوگوں کے کام آتے ہیں"۔۔۔ایک خوشامد کرنے لگا۔

بہلول مسکرایا۔۔۔"تمہیں اور تمہارے بادشاہ کو جب نجات کا کوئی راستہ نہیں ملتا تو تمہیں آل محمد ﷺ کا دروازہ ہی نظر آتا ہے۔۔۔وہ کریم ابن کریم دین اسلام کی خاطر تمہاری مشکلات کو حل کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں۔ یہ خیال کئے بغیر کہ تم نے کس طرح انہیں پس زندان ڈال رکھا ہے۔ یا اپنی ایذا رسانیوں سے ان کی زندگی

کس طرح سے اجیرن بنا رکھی ہے"۔۔۔

درباریوں نے ندامت سے سر جھکا لیے۔۔۔ بہلول کی بات کا جواب دینے کے لئے ان اجر رسالت کے منکروں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔۔۔

بہلول نے مدد کرنے کا وعدہ کیا۔۔۔ تو وہ خوشی خوشی رخصت ہو گئے۔۔۔

اگلے روز بہلول دربار میں پہنچا۔۔۔ تو انہوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔۔۔ اسے ایک کرسی پیش کر دی گئی۔۔۔ ہارون کی نگاہ ابھی اس پر نہیں پڑی تھی۔۔۔ وہ سیاح کی طرف متوجہ تھا۔

"معزز جہاں گرد۔۔۔ آپ کو اجازت ہے کہ آپ ہمارے اہل دربار سے سوالات کریں۔۔۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کو مایوسی نہیں ہوگی"۔۔۔

سیاح نے ایک اچٹتی سی نگاہ اہل دربار پر ڈالی۔۔۔ اور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ "آپ میں سے کون ہے۔۔۔؟ جو میرے سوال کا جواب دینا چاہتا ہے"۔۔۔

"یہ دیوانہ حاضر ہے معزز سیاح"۔۔۔ بہلول اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ لاٹھی ٹیکتا آگے بڑھا۔۔۔ اور سیاح کے قریب جا بیٹھا۔۔۔

سیاح نے حیرت سے اس کے بوسیدہ لباس اور پیوند لگی گدڑی کو دیکھا اور متامل لہجے میں بولا۔۔۔ "کیا میں آپ سے سوالات کروں"۔۔۔؟

"بڑے شوق سے۔۔۔ میں حاضر ہوں" بہلول نے مستعدی سے جواب دیا۔۔۔

وہ سیاح اٹھا اور اس نے بغیر کچھ کہے زمین پر ایک دائرہ بنایا۔ بہلول نے اٹھ کر اپنے عصا سے دائرے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

سیاح مسکرایا۔۔۔ اور اس نے ایک اور دائرہ بنا دیا۔۔۔ بہلول نے دائرے کو چار حصوں میں بانٹا اور ایک حصے پر اپنی چھڑی رکھ کر کھٹکھٹائی۔۔۔

سیاح کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔۔۔اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔۔۔اب اس نے زمین پر اپنا ہاتھ اس طرح رکھا کہ اس کے ہاتھ کی پشت زمین سے لگی تھی اور انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ بہلول نے اس کے جواب میں اپنا ہاتھ زمین پر اس طرح رکھا کہ اس کے ہاتھ کی پشت آسمان کی طرف تھی۔

سیاح اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور ستائشی لہجے میں بولا۔۔۔"عالی جاہ۔۔۔!!! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ کے دربار میں ایسا باکمال عالم موجود ہے"۔۔۔

"کیا بہلول نے تمہارے سب سوالوں کے جواب ٹھیک دیئے ہیں"۔۔۔؟ ہارون جوان خاموش اشاروں سے کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔بے یقینی سے بولا۔

"بے شک۔۔۔اس نے میرے ہر اشارے کو بخوبی سمجھ کر اس کا جواب دیا ہے۔۔۔یقیناً اس عالم نے کسی عظیم درسگاہ سے کسب فیض کیا ہے"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔"اس عظیم درسگاہ کا نام لینا یہاں منع ہے"۔۔۔وہ سیاح کے قریب ہو کر رازدارانہ لہجے میں بولا۔۔۔

"اس مدرسے کا بانی زندان کی تاریک کوٹھری میں قید ہے"۔۔۔

سیاح کچھ سمجھ نہیں پایا اور حیرت سے بہلول کی طرف تکنے لگا۔۔۔ہارون نے قہر آلود نگاہ سے اس کی طرف دیکھا اور سیاح کی توجہ ہٹانے کو بولا۔۔۔"معزز سیاح بہتر ہو گا کہ آپ اپنے ان اشاروں کی وضاحت بھی کر دیں۔۔۔تاکہ تمام اہل دربار اس سے استفادہ کر سکیں"۔۔۔

سیاح بولا۔۔۔"آپ نے دیکھا کہ سب سے پہلے میں نے زمین پر ایک دائرہ کھینچا تھا۔۔۔اس سے میرا مقصد زمین کا کرہ دکھانا تھا۔۔۔آپ کا عالم میرا اشارہ فوراً سمجھ گیا۔۔۔اس نے دائرے کے دو برابر حصے کر کے مجھ پر واضح کر دیا کہ وہ بھی جانتا ہے کہ زمین گول ہے اور اس کی حقیقت سے بھی واقف ہے۔۔۔اس نے دائرہ میں ایک لکیر کھینچ کر خط استوا کو دکھایا۔۔۔جس سے زمین شمالی اور جنوبی ٹکڑے میں بٹ جاتی

ہے"۔۔۔

"پھر میں نے جب ایک اور دائرہ کھینچا۔۔۔تو آپ کے عالم نے اس کے چار حصے کر کے ایک حصے کو اپنی چھڑی سے کھٹکھٹایا۔۔۔تو اس کی مراد یہ تھی کہ زمین میں تین حصے پانی اور ایک حصہ خشکی ہے۔ اور جب میں نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے زمین پر اگنے والی نباتات کو ظاہر کیا۔ تو اس نے بارش اور سورج کی اہمیت بتائی۔ جو نباتات کی روئیدگی اور نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔۔۔ میں اس عالم کی دانشمندی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جو بظاہر دیوانے کے بھیس میں ہے"۔۔۔

بہلول نے جب سے اس سیاح کے سوالوں کے جواب دیئے تھے۔ ہارون اس کے علم دانش کا قائل ہو گیا تھا۔ وہ بہلول کو وقتاً فوقتاً دربار میں طلب کرنے لگا تھا خصوصاً اس وقت جب کوئی غیر ملکی عالم یا صاحب حکمت دربار میں بلایا جاتا۔۔۔ تو ہارون بہلول کو بھی بلا بھیجتا اور اسے دوسرے وزیروں مشیروں کے ساتھ کرسی دی جاتی۔

ایک مرتبہ دربار میں علم نجوم کا ماہر آیا اور اپنی چرب زبانی سے اہل دربار کو اپنی مہارت کا قائل کرنے لگا۔۔۔ جب اسے بولتے بولتے کافی دیر ہو گئی۔۔۔ تو بہلول نے بڑی سادگی سے پوچھا۔۔۔ "حضرت۔۔۔!!! ماشا اللہ آپ کی مہارت کے کیا کہنے۔۔۔! لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کون بیٹھا ہوا ہے"۔۔۔

نجومی بہلول سے واقف نہیں تھا۔۔۔ اس لئے اس نے نفی میں سر کو جنبش دی۔۔۔ "جی نہیں۔۔۔ میں تو نہیں جانتا" بہلول نے ہنس کر کہا۔۔۔ "جناب۔۔۔! اگر آپ اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے لاعلم ہیں۔۔۔ تو اتنی دور آسمان کے ستاروں کے بارے میں سب کچھ جاننے کا دعویٰ کس طرح سے کر سکتے ہیں"۔۔۔

وہ شخص لاجواب سا ہو کر بغلیں جھانکنے لگا۔۔۔ ہارون نے اسے دربار سے اٹھا دیا۔۔۔ ابھی اسے گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک اور سیاح نے باریابی کی اجازت چاہی۔۔۔ وہ شاہی آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر اپنی نشست پر بیٹھا۔۔۔

ہارون اس سے مختلف ممالک کے بارے میں پوچھنے لگا۔۔۔ اس کی معلومات وسیع تھیں اور وہ گفتگو کے فن کا ماہر تھا۔ اس نے مختلف ملکوں کے حالات، ان کی پیداوار اور مختلف مصنوعات کا تذکرہ بڑے دلچسپ انداز میں کیا۔۔۔ پھر وہ ہندوستان کے

بارے میں بتانے لگا۔۔۔ "جہاں پناہ۔۔۔! ہندوستان تو ایک ایسا ملک ہے جہاں علم و حکمت اپنے عروج پر ہے۔ وہاں حکما نے بڑی بڑی سریع الاثر اور حیرت انگیز دوائیں ایجاد کی ہیں۔"

"مثلاً"۔۔۔؟ ہارون نے پوچھا۔۔۔

"وہاں ایک حیرت انگیز معجون بنائی جاتی ہے جس کو باقاعدہ استعمال کیا جائے تو گویا رخصت ہو جانے والی جوانی پھر لوٹ آتی ہے۔ اگر ساٹھ سال کا بوڑھا بھی اسے استعمال کرے تو خود میں بیس برس کے جوان کی قوت پائے گا"۔۔۔

"کمال کی ترقی کی ہے انہوں نے علم طب میں"۔۔۔ ہارون نے توصیفی لہجے میں کہا۔۔۔

"اگر آپ نے اس سریع الاثر معجون کے کرشمے دیکھنے ہوں تو میں اسے ہندوستان سے لا سکتا ہوں"۔۔۔ سیاح ہارون کے اشتیاق کو بھانپ چکا تھا اس لئے محتاط سے لہجے میں کہنے لگا۔۔۔ "اس میں قیمتی جڑی بوٹیاں اور جواہرات کے کشتے شامل کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اس پر بہت زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں"۔۔۔

"تم یہ اخراجات کا تذکرہ بار بار کیوں کر رہے ہو۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں اخراجات ادا نہیں کئے جائیں گے"۔۔۔ ہارون ناگواری سے بولا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں عالی جاہ۔۔۔! میں ایسی گستاخی کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ میں نے تو اہل دربار کے خیال سے ایسا کہہ دیا تھا کہ کہیں کوئی میری بات کو غلط بیانی پر محمول نہ سمجھے"۔۔۔

"اہل دربار کو اپنی جان بہت عزیز ہے۔۔۔ وہ وہی کہتے ہیں جو بادشاہ چاہتا ہے"۔۔۔ بہلول نے ہانک لگائی۔

ہارون اس کی بات کو نظر انداز کر کے سیاح سے اخراجات کی بابت پوچھنے

گا۔۔۔تھوڑی ہی دیر میں خزانچی نے اسے رقم ادا کر دی اور وہ روانہ ہو گیا۔

اسے گئے ایک زمانہ گزر گیا۔۔۔مگر وہ لوٹ کر نہیں آیا۔۔۔سبھی کو اندازہ تھا کہ وہ کوئی نوسرباز تھا جو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے انہیں دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک روز دربار میں اس شخص کا تذکرہ ہوا۔۔۔تو ہارون نے غصے سے کہا۔۔۔

"اس شخص نے ہمیں کس طرح سے فریب دیا ہے۔ اگر وہ ہمارے ہاتھ لگ جائے تو اس کا سر کاٹ کر شہر بغداد کے دروازے پر آویزاں کیا جائے تاکہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں"۔۔۔

دربار میں بے ساختہ ہنسی کی آواز گونجی۔۔۔ہارون نے خشمگیں نگاہوں سے اس جانب دیکھا۔۔۔جہاں سے ہنسی کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔یہ کون گستاخ تھا جو اس کا مضحکہ اڑا رہا تھا۔۔۔اس کی نگاہ بہلول پر آن رکی۔۔۔وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔۔۔

"بہلول"۔۔۔وہ عتاب آمیز لہجے میں پکارا۔۔۔"کیا تم اس گستاخی کی وجہ بیان کر سکتے ہو"۔۔۔؟

"مجھے ایک قصہ یاد آ گیا"۔۔۔بہلول نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں اس پر ہنس رہا ہوں"

"کون سا قصہ"۔۔۔؟ ہارون کے لہجے میں قہر بول رہا تھا۔۔۔

لیکن بہلول کو اس کی کوئی پروا نہیں تھی وہ مزہ لیتے ہوئے بولا۔۔۔"اس دھوکے باز سیاح کا قصہ بڑھیا کے مرغ جنگلی بلی اور لومڑی کے قصے جیسا ہے کیا خلیفہ اور اہل دربار اسے سننا پسند کریں گے"۔۔۔

"بیان کرو"۔۔۔ہارون نے غصہ ضبط کرتے ہوئے حکم دیا۔۔۔

بہلول نے قصہ کہنا شروع کیا۔۔۔"قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک جنگلی بلی نے ایک بڑھیا کا پالتو مرغ اچک لیا۔۔۔بڑھیا شور مچاتی ہوئی اس کے پیچھے دوڑی۔۔۔

"ارے۔۔۔! کوئی اس ظالم بلی کو پکڑو۔۔۔میری مدد کرو۔۔۔وہ میرا دوسن

کا مرغ اٹھا کر لے گئی۔۔۔ہائے میں نے اسے کتنے پیار سے پالا تھا۔۔۔میرا پیارا مرغ۔۔۔اب تو وہ پورے دو من کا ہو گیا تھا"۔۔۔

بلی نے جو بڑھیا کو یوں دھائی دیتے ہوئے سنا تو بے حد پریشان ہوئی۔۔۔اور غصے سے بولی۔۔۔"ارے۔۔۔!دیکھو تو۔۔۔یہ بڑھیا کتنی مکار ہے۔۔۔اتنے سے مرغ کو دو من کا بتا رہی ہے"۔۔۔قریب ہی سے ایک لومڑی گزری اور بلی سے ھمدردی جتاتے ہوئے بولی۔۔۔"بہن بلی۔۔۔ایسی بھی کیا بات ہے۔۔۔تم ذرا یہ مرغ مجھے دو۔۔۔میں ابھی تول کر بتا دیتی ہوں کہ بڑھیا سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ"۔۔۔!

بلی نے مرغ لومڑی کو دے دیا کہ وہ اس کا وزن کر کے بتائے۔۔۔مرغ جیسے ہی لومڑی کے منہ میں آیا۔۔۔وہ یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔۔۔"بہن بلی۔۔۔بڑھیا کو جا کر بتاؤ کہ یہ مرغ تو پورے تین من کا ہے"۔۔۔

ہارون کو ہنسی آئی۔۔۔تو اہل دربار کو بھی ہنسنے کی جرات ہوئی۔۔۔دربار میں بادشاہ کے غصے سے جو تناؤ کا ماحول پیدا ہو گیا تھا اس میں نرمی آئی۔۔۔آخر ہارون کو کہنا پڑا۔۔۔"مرحبا بہلول۔۔۔تمہارے اس قصے نے میرے مزاج کو بحال کر دیا"۔۔۔

ہارون کی سواری ایک قبرستان کے برابر سے گزر رہی تھی کہ اس نے دور قبرستان میں بہلول کو کھڑے ہوئے دیکھا۔۔۔لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔ وہ زمین کی طرف دیکھ رہا تھا یوں جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو۔۔۔

ہارون نے سواری کو ٹھہرانے کا حکم دیا۔ وہ قبرستان میں داخل ہوا اور دور ہی سے بولا۔۔۔"او بہلول۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو"۔۔۔؟

"میں یہاں ایسے لوگوں سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ جو نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔۔۔ نہ کسی سے کوئی توقع رکھتے ہیں۔۔۔نہ کسی کی غیبت کرتے ہیں"۔۔۔بہلول نے بے نیازی سے جواب دیا۔

ہارون نے دیکھا کہ اس نے ایک چھڑی زمین میں گاڑ رکھی ہے۔۔۔جس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہے وہ قریب ہی ایک ٹوٹی ہوئی قبر کے گڑھے میں جھانک رہا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بہلول"۔۔۔؟ ہارون قریب آیا تو اس کا سایہ زمین پر پڑنے لگا۔

"میں یہ ناپنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ایک فقیر اور ایک بادشاہ کے سائے میں کتنا فرق ہوتا ہے"۔۔۔

"کچھ پتہ چلا"۔۔۔؟

"سایہ تو دونوں کا برابر ہے۔۔۔جس طرح ان ٹوٹی ہوئی قبروں میں نظر آنے والی کھوپڑیاں ایک ہی جیسی معلوم ہوتی ہیں۔۔۔خواہ وہ بادشاہ کی ہوں یا فقیر کی۔۔۔پھر بھی نہ جانے بادشاہ کس بات پر غرور کرتے ہیں"۔۔۔بہلول نے عبرت انگیز لہجے میں

کہا۔

ہارون نے یوں سر جھٹکا جیسے بہلول کی اس گہری بات کو بھی ذہن سے جھٹک دینا چاہتا ہو۔۔۔ پھر بولا۔۔۔ "بہلول۔۔۔ کیا تم مجھے پل صراط کی حقیقت سے آگاہ کر سکتے ہو۔۔۔ سنا ہے وہ تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے"۔۔۔

"ہاں۔۔۔ میں تمہیں اس کی حقیقت کی خبر دے سکتا ہوں۔۔۔ لیکن اس کے لیے کچھ اہتمام کی ضرورت ہو گی بہلول" نے جواب دیا۔

"اہتمام۔۔۔؟ کیسا اہتمام"؟ ہارون کو تعجب ہوا۔

"لوہے کے ایک بڑے توے کو آگ پر رکھ کر جب خوب گرم کر لیا جائے گا۔۔۔ تو میں پل صراط کے بارے میں کچھ بتا سکوں گا"۔۔۔

"کل دربار میں یہ سب سامان تیار ہو گا۔۔۔ تو تم ہمیں اس بارے میں ضرور بتانا۔۔۔ ہم اس کے متعلق اکثر غور و فکر کرتے رہتے ہیں کہ دراصل اس کی حقیقت کیا ہے"۔۔۔؟

"صرف غور و فکر کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھی جائے"۔۔۔ بہلول اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

اگلے روز دربار میں بہلول کی مطلوبہ چیزیں فراہم کر دی گئیں۔۔۔ آگ جلا کر ایک بڑے توے کو اتنا گرم کر لیا گیا کہ لوہے کی سیاہی میں سرخی جھلکنے لگی۔۔۔ تمام اہل دربار متجسس نگاہوں سے اس تمام سامان کو دیکھ رہے تھے۔ ہارون کے چہرے پر بھی بیتابی کے تاثرات تھے۔۔۔

بہلول نے اپنی نشست سے اٹھ کر کہا۔۔۔ "جناب بادشاہ سلامت!!! اگر آپ کو پل صراط کی حقیقت جاننا ہے۔۔۔ تو آپ کو تخت شاہی سے نیچے آ کر میرے برابر کھڑا ہونا ہو گا۔ پھر جیسا میں کہوں اس پر عمل کرنا ہو گا۔۔۔ کیا آپ کو منظور ہے"۔۔۔

"ہاں۔۔۔ بشرطیکہ تم اپنا وعدہ پورا کرو"۔۔۔ ہارون نے آمادگی ظاہر کی۔۔

"یقیناً۔۔۔آپ کو پل صراط کی حقیقت اس طرح سمجھ میں آئے گی کہ پھر کبھی فراموش نہیں ہوگی"۔۔۔بہلول نے بڑے دعوے سے کہا۔۔۔

ہارون تخت شاہی سے نیچے اتر کر اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔۔۔تمام اہل دربار تعجب سے اس عجیب طرز عمل کو دیکھ رہے تھے۔ بہلول نے کہنا شروع کیا۔۔۔

"پہلے میں اس توے پر ننگے پاؤں کھڑا ہو کر اپنے بارے میں بتاؤں گا۔۔۔ کہ میرا نام کیا ہے۔۔۔میرا لباس کیا ہے۔۔۔؟ اور میری خوراک کیا ہے۔۔۔اس کے بعد آپ بھی اس گرم توے پر کھڑے ہو کر ایسا ہی کریں"۔۔۔

ہارون کو تامل تو تھا لیکن اہل دربار کے سامنے شرمندگی کے خیال سے وہ انکار نہ کر سکا اور رضامند ہو گیا۔۔۔بہلول نے چھلانگ لگائی اور گرم توے پر جا کھڑا ہوا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بلند آواز سے جلدی جلدی کہا۔۔۔"میرا نام بہلول ، لباس خرقہ اور خوراک سرکہ اور جو کی روٹی ہے"۔۔۔اس کے ساتھ ہی جس طرح توے پر سوار ہوا تھا اسی طرح پھرتی سے چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔۔۔یہ سارا عمل اس نے اتنی تیزی سے کیا کہ اس کے پاؤں جلنے سے محفوظ رہے۔۔۔پھر اس نے ہارون کی طرف دیکھا اور پورے آداب کے ساتھ بولا۔۔۔"حضور۔۔۔بادشاہ سلامت۔۔۔! اب اپنا وعدہ پورا کیجئے"۔۔۔

ہارون کو مجبوراً توے پر چڑھنا پڑا۔۔۔لیکن ابھی اس نے شاہی القاب کے ساتھ اپنا نام بھی پورا نہیں بتایا تھا۔۔۔کہ گرم توا اس کے پاؤں جلانے لگا۔۔۔وہ گرتا پڑتا۔۔۔دھائی دیتا نیچے اترا۔"بہلول۔۔۔! تم نے میرے ساتھ یہ کیا کیا ہے"۔۔۔۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ کو پل صراط کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔۔۔امید ہے اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا۔۔۔کہ گرم توے پر قدم رکھنا کتنا بڑا عذاب ہے۔۔۔پل صراط کی حقیقت بھی یہی ہے کہ جو خدا پرست دنیا کی شان و شوکت کی حرص و طمع نہیں رکھتے۔۔۔وہ پل صراط پر سے اطمینان کے ساتھ گزر جائیں گے۔۔۔

اور جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھا ہے۔۔۔ انہیں پل صراط سے گزرتے ہوئے اسی طرح عذاب سہنا ہوگا۔۔۔ جس طرح کہ آپ کو محسوس ہوا۔۔۔ لیکن یہ خیال رہے کہ یہ دنیاوی آگ ہے۔۔۔ آخرت کی اس آگ کے مقابلے میں ستر مرتبہ دھو کر ٹھنڈی کی ہوئی"۔۔۔

اس عبرتناک سبق کو ہارون حسب عادت بہت جلد بھول گیا۔۔۔ لیلائے اقتدار میں کچھ ایسی کشش ہے کہ اس کی عشوہ طرازیوں کے سامنے کسی شے کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔۔۔ ہارون کے وہی شب و روز تھے اور وہی سرگرمیاں۔۔۔!!! بہلول دربار میں آیا تو اس نے دیکھا۔۔۔ ہارون نے محفل ناؤ نوش سجا رکھی ہے وزیر امیر سب اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور مسلمانوں کا خلیفہ پری جمال کنیزوں کے مرمریں ہاتھوں سے جام لے کر خم کے خم لنڈھا رہا ہے بہلول افسردگی اور تاسف سے اس شیطانی محفل کے رنگ کو دیکھنے لگا۔۔۔

ہارون نے نشے کی ترنگ میں نیم وا آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ "کیوں بہلول۔۔۔ میرے ایک سوال کا جواب دو گے"۔۔۔

"انسانی عقل میں فتور پیدا کرنے والی ام الخبائث کا اثر اگر اس سوال پر نہ ہوا تو ضرور جواب دوں گا"۔۔۔ بہلول نے جواب دیا۔۔۔

"یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص انگور کھائے۔۔۔ تو کیا یہ حرام ہے"۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔ انگور حرام نہیں ہیں"۔۔۔

"فرض کرو کہ اس نے انگور کھا کر کچھ پانی پی لیا"۔۔۔؟

"تو کوئی مضائقہ نہیں"۔۔۔ بہلول بولا۔۔۔

"اب یہی شخص انگور کھانے اور پانی پینے کے بعد دھوپ میں جا بیٹھے تو"۔۔۔؟

"تو بھی کوئی پابندی نہیں۔۔۔ جتنی دیر چاہے بیٹھے"۔۔۔

"تم خود ہی سوچو بہلول۔۔۔ کہ یہی پانی اور انگور کچھ عرصہ دھوپ میں رکھ

دیئے جائیں۔۔۔تو حرام کیوں ہو جاتے ہیں"۔۔۔وہ فخریہ انداز میں یوں بولا جیسے کوئی بہت بڑا فلسفہ پیش کر دیا ہے۔۔۔

"کیا میں بھی خلیفہ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں"۔۔۔بہلول نے فرمائش کی۔۔۔

"اجازت ہے"۔۔۔ہارون جھومتا ہوا بولا۔۔۔

"عالی جاہ۔۔۔یہ بتایئے کہ اگر کسی کے سر پر تھوڑی سی مٹی ڈال دی جائے تو کیا اسے کوئی تکلیف ہوگی"۔۔۔؟

"نہیں"۔۔۔!!

"اس کے بعد اس کے سر پر تھوڑا سا پانی ڈالا جائے۔۔۔تو کیا اس شخص کو کوئی تکلیف ہوگی"۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔بالکل نہیں"۔۔۔!!

"اگر اس مٹی اور پانی کو ملا کر اینٹ بنائی جائے اور پھر اس شخص کے سر پر ماری جائے۔۔۔تو کیا نتیجہ نکلے گا"۔۔۔؟

"اس کا سر پھٹ جائے گا اور کیا ہوگا"۔۔۔؟ ہارون نے مذاق اڑایا

"تو پھر غور فرمالیں حضور۔۔۔! جس طرح مٹی اور پانی مل کر انسان کا سر پھوڑ سکتے ہیں اسی طرح انگور اور پانی مل کر ایک ایسی چیز بنا دیتے ہیں جو ام الخبائث اس لئے کہلاتی ہے کہ اسے پینے سے انسان کی عقل میں فتور آ جاتا ہے۔۔۔اسے برے بھلے کی تمیز نہیں رہتی۔ اسی لئے دین اسلام میں اس کے پینے والے پر سزا واجب ہے"۔۔۔

ہارون کا نشہ اس طرح ہرن ہوا کہ اس نے محفل ناؤ نوش ہی برخواست کر دی۔

بہلول ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے کسی گہری سوچ میں مگن تھا کہ اسے ایک شور اور ہنگامے نے چونکا دیا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہارون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ شکار کے لئے آ رہا تھا۔۔۔ غلام تیر کمان سنبھالے ہمراہ چل رہے تھے ہارون کے کسی درباری کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔۔۔ اس نے ہارون کو اس طرف متوجہ کیا۔۔۔ تو اس نے حکم دیا کہ بہلول کو بھی بلا لیا جائے تاکہ وہ شکار میں اس کی مہارت دیکھے۔۔۔

بہلول بادلِ نخواستہ قریب آیا اسی وقت دور کہیں کوئی ہرن نمودار ہوا۔۔۔ خلیفہ نے فوراً کمان اٹھائی چلے میں تیر جوڑا اور ہرن کا نشانہ لیا۔۔۔ لیکن ہرن صاف بچ کر نکل گیا نشانہ خطا ہو گیا۔

"واہ۔۔۔!!! واہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔!!! سبحان اللہ!!!" بہلول نے بڑی گرمجوشی سے داد دی۔

"بہلول۔۔۔ تو میرا مذاق اڑا رہا ہے"۔۔۔ ہارون نے ڈپٹ کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں!! جناب آپ کی رعایا میں اتنی جرات کہاں ہے"۔۔۔؟ بہلول نے انکساری سے جواب دیا۔۔۔

"تو پھر یہ داد کس کو دی ہے تم نے"۔۔۔؟ وہ کڑے لہجے میں بولا۔۔۔

"جناب۔۔۔! میں نے یہ داد تو ہرن کو دی ہے۔۔۔ کہ اس نے کتنی مہارت سے خود کو بادشاہ کے نشانے سے بچایا ہے"۔۔۔ بہلول کی اس بے ساختگی سے ہارون بھی زیرِ لب مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

مگر نشانہ خطا جانے کی ناکامی نے اس کا دل شکار سے اچاٹ کر دیا اور اس نے واپسی کی ٹھانی۔۔۔ اس کے درباریوں کے ساتھ بہلول کو بھی محل واپس آنا پڑا۔۔۔ معلوم ہوا کوئی حکیم یونان سے آیا ہے اور بادشاہ سے ملاقات کے اشتیاق میں کب سے بیٹھا ہے۔۔۔

ہارون نے اسے طلب کر لیا اور اپنا تعارف کروانے کو کہا۔۔۔

حکیم خود ہی اپنی تعریفوں کے پل باندھنے لگا۔۔۔ کچھ درباری بھی اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔۔۔ بہلول کچھ دیر تو خاموش بیٹھا یہ سارا تماشہ دیکھتا رہا۔۔۔ پھر اٹھ کر حکیم کے پاس جا بیٹھا۔۔۔ اور اسے بڑی سنجیدگی سے مخاطب کیا۔۔۔ "کیوں جناب۔۔۔ آپ کیا کام کرتے ہیں"۔۔۔؟

حکیم نے اس کے بوسیدہ لباس کو دیکھا۔۔۔ تو اس کی ہنسی اڑانے کو بولا۔۔۔ "آپ نے ابھی سنا تو ہوگا کہ میں حکیم ہوں۔۔۔ میرا کام مردوں کو زندہ کرنا ہے"۔۔۔

دبی دبی ہنسی کے ساتھ درباری حکیم کی بات سے محظوظ ہوئے۔۔۔ بہلول بھی ہنس کر بولا۔۔۔ "جناب طبیب حاذق۔۔۔ آپ زندوں کے حال پر رحم کریں ان کی جان بخش دیں۔۔۔ باقی رہے مردے۔۔۔ تو ان کو زندہ کرنا آپ کا ہدیہ ہے"۔۔۔

بہلول کی اس لطیف بات پر ایک زور کا قہقہہ پڑا۔۔۔ تمام محفل کو خود پر ہنستا دیکھ کر حکیم شرمندہ ہو گیا ہارون نے اسے کچھ انعام دے کر رخصت کیا۔۔۔

"آؤ بہلول۔۔۔ شطرنج کی بازی لگاؤ"۔۔۔ ہارون جو اپنی ملکہ کے ہمراہ شطرنج کھیل رہا تھا بہلول کو دیکھ کر کہا۔۔۔

"نہیں حضور۔۔۔ مجھے ان کھیلوں سے کوئی دلچسپی نہیں جو یاد خدا سے غافل کرتے ہیں"۔۔۔ بہلول نے جواب دیا۔

"چلو۔۔۔ تم ہمارا کھیل دیکھو کہ بھلا ہم دونوں میں سے شطرنج میں کون ماہر ہے"۔۔۔؟

بہلول نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ چوب دار نے پکار کر کہا "ایک شکاری شرف باریابی چاہتا ہے"۔۔۔

ہارون نے اجازت دی۔۔۔ تو شکاری اندر آیا۔۔۔ اور ادب سے خم ہو کر گویا ہوا۔۔۔ "میں خلیفہ کی خدمت میں ایک بہت عمدہ مچھلی لے کر آیا ہوں"۔۔۔

ہارون نے ملکہ سے کہا۔۔۔ "یہ شکاری اس آس میں یہ ہدیہ لے کر آیا ہے کہ اسے انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔۔۔ اسے چار ہزار درہم انعام میں دے دیئے جائیں تو ٹھیک رہے گا"۔۔۔

ملکہ بولی۔۔۔ "ایک مچھلی کے لئے اتنا انعام واکرام دینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ آپ فوجیوں، معزز لوگوں اور غیر ملکیوں کو بھی انعام واکرام عطا کرتے ہیں اگر انہیں اس سے کم ملا۔۔۔ تو وہ کہیں گے کہ ہمارا مرتبہ ایک شکاری کے برابر بھی نہیں۔۔۔ آپ نے ہر کس و ناکس کو اتنا زیادہ دینے کی رسم ڈال دی۔۔۔ تو خزانہ خالی ہونے میں زیادہ دن نہیں لگیں گے"۔۔۔

ہارون کو بھی ملکہ کی بات معقول محسوس ہوئی۔۔۔ وہ تائیدی انداز میں بولا۔۔۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن شکاری کو کچھ نہ کچھ تو دینا ہی پڑے گا"۔۔۔

"تو پھر اس طرح کرتے ہیں"۔۔۔ ملکہ کچھ سوچ کر بولی۔۔۔ "آپ اس سے سوال کریں کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ۔۔۔ اگر وہ کہے مادہ ہے۔۔۔ تو کہیں کہ ہمیں یہ نہیں چاہئے اور اگر وہ کہے کہ نر ہے۔۔۔ تو بھی آپ کہہ دیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ اس طرح وہ مچھلی واپس لے جائے گا اور انعام بھی نہیں دینا پڑے گا"۔۔۔

بہلول یہ تمام گفتگو سن رہا تھا اس نے دبی زبان سے کہا۔۔۔ "شکاری انعام کی آس میں یہاں آیا ہے۔۔۔ ملکہ کی باتوں میں آکر اسے نامراد لوٹانا مناسب نہیں"۔۔۔

ہارون نے بہلول کی بات کو اہمیت نہیں دی۔۔۔ شکاری کو قریب بلایا اور اس سے پوچھا۔۔۔ "یہ مچھلی جو تم لے کر آئے ہو۔۔۔ نر ہے یا مادہ"۔۔۔؟؟

شکاری بڑے احترام سے بولا۔۔۔ "جہاں پناہ۔۔۔ یہ مچھلی نہ نر ہے نہ مادہ۔۔۔ یہ مخنث ہے"۔۔۔ اس کی بذلہ سنجی پر ہارون اپنی ہنسی نہیں روک سکا اور شکاری کو داد دیتے ہوئے بولا۔۔۔ "تمہاری حاضر جوابی ہمیں پسند آئی۔۔۔ تمہیں چار ہزار درہم انعام میں دیئے جائیں گے"۔۔۔

"حضور کا اقبال بلند ہو"۔۔۔ شکاری دعائیں دیتا ہوا اچھل پڑا۔۔۔ ابھی وہ محل کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ تو ایک درہم پھسل کر نیچے گر پڑا۔۔۔ شکاری نے جھک کر درہم اٹھایا اور جیب میں ڈال لیا۔

ہارون اور ملکہ بھی اسے دیکھ رہے تھے۔ ملکہ جسے اتنی رقم جانے کا صدمہ تھا۔ جل کر بولی۔۔۔ "یہ شکاری کتنا لالچی ہے۔۔۔ چار ہزار درہم میں سے ایک درہم گرا تو بھی اس نے نہیں چھوڑا۔ اگر وہ درہم یہیں پڑا رہتا۔۔۔ تو محل کا کوئی غریب ملازم ہی اٹھا لیتا"۔۔۔

ہارون پھر ملکہ کی باتوں میں آگیا اور شکاری کو واپس بلوالیا۔۔۔ حالانکہ بہلول

برابر کہتا جا رہا تھا کہ ملکہ کی باتوں میں آ کر شکاری کو روکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔ چوب دار شکاری کو پھر بلا لایا۔۔۔ ہارون نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اے شکاری تم کتنے لالچی ہو۔۔۔ تمہارے پاس چار ہزار درہم ہیں لیکن تم نے ایک درہم کا گرنا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔ اسے فوراً اٹھالیا۔۔۔ اگر تم اسے وہیں پڑا رہنے دیتے تو کسی کے کام آ جاتا"۔۔۔

شکاری نے سر جھکایا۔۔۔ "جہاں پناہ۔۔۔ جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں"۔۔۔! ہارون نے سر کی پر غرور جنبش سے اذن گویائی دی۔

"حضور! یہ ناچیز لالچی ہرگز نہیں۔۔۔ بلکہ میں تو نمک حلال ہوں۔۔۔ میں نے وہ درہم اس لئے اٹھالیا تھا کہ اس کے ایک طرف آیات قرآنی کندہ ہیں اور دوسری طرف جہاں پناہ کا اسم گرامی۔۔۔ مجھے یہ گوارا نہیں تھا کہ سکے پر کسی کا پاؤں آئے اور اس کی بے حرمتی ہو"۔۔۔

خلیفہ کو اس کی حاضر جوابی پسند آئی۔۔۔ اس لئے وہ پھر انعام کا مستحق ٹھہرا۔۔۔ اسے چار ہزار درہم اور دے دیئے گئے۔۔۔

شکاری انعام لے کر خوشی خوشی چلا گیا تو بہلول نے کہا۔۔۔ "میں نے اسی لئے آپ کو روکا تھا کہ شکاری کو واپس نہ بلائیں"۔۔۔

ہارون کھسیانی ہنسی ہنسا۔۔۔ "بہلول تیری دیوانگی کا اثر مجھ پر بھی ہو گیا ہے۔ میں ملکہ کی باتوں میں ایسا آیا کہ چار ہزار کے بجائے آٹھ ہزار کا نقصان اٹھایا"۔۔۔

"ہارون۔۔۔!! ہارون۔۔۔ ہارون!

شاہراہ پر یہ آواز دور دور تک سنائی دی۔ ہارون کی شاندار سواری پورے تزک واحتشام سے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔۔۔ آگے آگے خدام ہٹو۔۔۔ بچو۔۔۔!! کی صدائیں لگا رہے تھے اردگرد نیزہ بردار تھے جو شاہی وردیاں پہنے تھے۔ وہ چتر شاہی کی سنہری چھاؤں تلے بڑے طمطراق سے بیٹھا تھا یہ بے تکلفانہ آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچی۔۔۔ وہ چونکا اور مزاج شاہی بگڑنے لگا۔۔۔ اس نے قہر آلود لہجے میں اپنے خادم سے پوچھا۔۔۔ "یہ کون گستاخ ہے۔۔۔؟ کس میں اتنی جرات ہے کہ ہمیں اس طرح پکارے"۔۔۔

خادم نے آواز کی سمت دیکھا۔۔۔ تو اسے بہلول نظر آیا۔۔۔ جو دونوں ہاتھ اپنے منہ کے گرد رکھے۔۔۔ بلند آواز میں پکارتا جا رہا تھا۔۔۔ ہارون۔۔۔ ہارون۔۔۔ ہارون!!!

خادم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ہارون کی نگاہ اس پر پڑ چکی تھی۔۔۔ اس نے سواری ٹھہرانے کو کہا اور غلام سے بولا۔۔۔ "اچھا۔۔۔ تو یہ دیوانہ بہلول ہے۔۔۔ طلب کیا جائے اسے یہاں۔۔۔ سواری ٹھہرا دی گئی۔۔۔ غلام منٹوں میں بہلول کو پکڑ کر لے آئے اور ہارون کے سامنے لا کھڑا کیا۔۔۔ ہارون نے خشمگیں لہجے میں کہا۔۔۔ "تجھے معلوم ہے کہ میں کون ہوں"۔۔۔؟

"کیوں نہیں۔۔۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ آپ ہی وہ انسان ہیں کہ اگر چاروں سمتوں میں کسی کمزور پر بھی ظلم ہوا۔۔۔ تو بارگاہ ایزدی میں اس کی جواب طلبی آپ سے

ہوگی"۔۔۔بہلول نے اس کے غصے کی پرواکیے بغیر واضح لفظوں میں کہا۔

اس کے لہجے کے یقین اور اعتماد نے ہارون کے سارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔۔۔بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔۔۔غصے کی جگہ ندامت نے لے لی۔۔۔ وہ بولا تو اس کا لہجہ نرم تھا۔۔۔"بہلول۔۔۔تیری بات نے میرے دل کو شکستہ کر دیا ہے۔ تیری کوئی حاجت ہے تو بیان کر"۔۔۔

"اگر آپ میری حاجت پوری کرنا چاہتے ہیں تو میرے گناہ معاف کر کے مجھے جنت میں داخل کر دیں"۔۔۔بہلول نے کمال سنجیدگی سے کہا۔

وہاں موجود لوگوں کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔۔۔لیکن وہ ضبط کر گئے۔۔۔ہارون کو اعتراف کرنا پڑا۔۔۔"میں یہ کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔یہ تو میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔ہاں۔۔۔تم مجھے اپنے قرضے بتاؤ۔۔۔میں انہیں چکا دوں گا"۔۔۔

"نہیں۔۔۔آپ تو یہ بھی نہیں کر سکتے"۔۔۔!بہلول نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"کیوں"۔۔۔؟ہارون چڑ گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خود تو قرض دار ہو اور وہ دوسروں کے قرض ادا کرے۔۔۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا"۔۔۔؟

"آپ تو خود عوام کے مقروض ہیں۔۔۔آپ ان کا قرض ادا کریں یہ مناسب نہیں کہ اس مال کو مجھے دے ڈالیں۔۔۔جو آپ پر قرض ہے"۔۔۔بہلول نے صاف لفظوں میں کہا۔

ہارون مضطرب ہو کر بولا۔۔۔"تو پھر تمہیں کچھ جائیداد دے دوں تا کہ اس کی آمدنی سے تمہاری گزر بسر سہولت سے ہو جائے"۔۔۔

بہلول نے بے نیازی سے سر جھٹکا۔۔۔"ہر ذی روح کو رزق عطا کرنے کا وعدہ اللہ کا ہے۔۔۔وہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔۔۔اگر وہ بادشاہ کو اتنی

فراخی سے رزق دیتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ مجھ دیوانے کو بھول جائے"۔۔۔

ہارون کو قائل ہونا پڑا۔۔۔ وہ بات بدلنے کو بولا۔۔۔ "بہلول۔۔۔ میرے ساتھ چلو میں امین اور مامون کے مکتب جا رہا ہوں۔ ان کے استاد سے ان کی تعلیم کے بارے میں بات کروں گا"۔۔۔

بہلول راضی ہو گیا تو اسے بھی سواری میں بٹھا لیا گیا۔۔۔ مکتب میں پہنچے تو استاد دوڑا ہوا آیا۔۔۔ بڑی عزت کے ساتھ انہیں شایان شان جگہ دی۔ ہارون نے بچوں کی تعلیم کے بارے میں پوچھا۔۔۔ تو استاد قدرے متامل ہوا۔۔۔ پھر محتاط لہجے میں بولا۔۔۔ "کیا مجھے جان کی امان ہے کہ میں ان کی صحیح تعلیمی کیفیت بیان کروں"۔۔۔؟

"ہاں۔۔۔! تمہارا جو مشاہدہ ہے اسے صحیح صحیح بیان کرو"۔۔۔ ہارون نے اس کی بات پر غور کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں پناہ۔۔۔! یہ بات حیرت انگیز ہے۔۔۔ آپ کا بیٹا امین۔۔۔ ملکہ زبیدہ جیسی باکمال اور ذہین خاتون کا بیٹا ہے۔ لیکن کند ذہن ہے۔ مگر آپ کا دوسرا بیٹا مامون بہت ذہین، دانشمند اور بردبار ہے"۔۔۔

"عجیب۔۔۔! حیرت انگیز۔۔۔! کیا تم اس کا ثبوت مہیا کر سکتے ہو"۔۔۔؟ ہارون نے پوچھا۔

کیوں نہیں جناب۔۔۔! اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ تو میں اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں۔"

"اجازت ہے"۔۔۔ ہارون بولا۔۔۔

استاد کہنے لگا۔۔۔ "میں نے کچھ دیر پہلے شہزادوں کو تھوڑی تفریح لینے کے لئے باہر بھیجا ہے۔۔۔ میں دونوں کے درمیان فرق بتانے کے لئے ان کی بیٹھنے کی جگہ میں تبدیلی کرتا ہوں۔ میں ایک کاغذ مامون کی نشست کے نیچے رکھتا ہوں۔۔۔ اور ایک اینٹ امین کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھتا ہوں۔۔۔ جب وہ آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں گے تو

بہنی مزے کی تصدیق ہو جائے گی"۔

تھوڑی ہی دیر میں امین اور مامون واپس آ گئے۔۔۔ دونوں ہارون کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ پھر اسے آداب کر کے اجازت لے کر اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔۔۔ ہارون پوری طرح سے ان کی طرف متوجہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ مامون اپنی جگہ پر بیٹھتے ہی مضطرب ہو گیا۔ وہ کبھی چھت کی طرف دیکھتا۔ کبھی زمین کی طرف۔ پھر پہلو بدل کر دائیں بائیں دیکھنے لگتا۔ اس کی بے چینی دیکھ کر استاد نے اس سے اس اضطراب کی وجہ دریافت کی تو وہ بولا۔۔۔

"استاد محترم۔۔۔!! میرے بیٹھنے کی جگہ پر مجھے کچھ تبدیلی سی محسوس ہو رہی ہے"۔۔۔؟

"تم کیا محسوس کر رہے ہو"۔۔۔ استاد نے پوچھا۔

"مجھے ایسے لگ رہا ہے۔۔۔ جیسے میری نشست ایک کاغذ کے برابر اونچی ہو گئی ہے یا پھر اس کمرے کی چھت نیچی ہو گئی ہے"۔۔۔ مامون کہنے لگا۔

"امین۔۔۔!! تمہیں تو ایسی کوئی شکایت نہیں ہے ناں"۔۔۔؟ استاد نے امین نے پوچھا۔

"نہیں"۔۔۔! امین نے اطمینان سے جواب دیا۔

استاد ہارون کے ساتھ ملحقہ کمرے میں چلا آیا۔۔ بہلول بھی ان کے ہمراہ تھا۔۔ ہارون پریشانی سے سر جھٹک کر جیسے خود سے کہہ رہا تھا۔۔ "ملکہ زبیدہ۔۔۔!!! ملکہ زبیدہ۔۔ !!! تیرا سارے عرب میں کوئی ثانی نہیں تیری دانشمندی ضرب المثل ہے۔۔۔ لیکن تیرا بیٹا۔۔ اتنا کند ذہن اور غبی۔۔۔! یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔۔

"یقیناً۔۔۔!!! ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ بلکہ ایسا ہی ہوتا ہے"۔۔۔ بہلول نے دخل دیا۔

"کیا مطلب"۔۔۔؟ ہارون نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"بچوں میں دانشمندی اور ذہانت کے دو اسباب ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ ان کے والدین کے درمیان رغبت اور فطری میلان ہو۔۔۔ دوسرا یہ کہ ان کے والدین مختلف خون اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔۔۔ تو ان سے پیدا ہونے والے بچوں میں ذہانت و دانش کی فراوانی ہوگی"۔۔۔

"اس کی کوئی دلیل ہے تمہارے پاس"۔۔۔؟ ہارون نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو اس کی مثال درختوں اور جانوروں میں نظر آئے گی مثلاً اگر پھلدار درخت کو پھلدار درخت کا پیوند لگایا جائے تو نہایت لذیذ اور عمدہ پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح گدھے اور گھوڑے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوتا ہے"۔۔۔

خچر کی طاقت، پھرتی اور ہوشیاری کو سب مانتے ہیں اس کا سبب آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ امین میں ذہانت اور دانشمندی کی کمی اس لئے ہے۔ کہ ملکہ زبیدہ سے آپ کی رشتہ داری ہے جبکہ مامون کی ماں ایک مختلف قبیلے اور نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے مامون ہوشیار اور دانشمند ہے"۔۔۔

ہارون بڑی توجہ سے اس کی بات سنتا رہا۔۔۔ استاد کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا۔ کہ بات اس کے دل کو لگی ہے۔ لیکن خلیفہ کے سامنے کچھ کہنے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔ ہارون کا سر آپ سے آپ تائیدی انداز میں ہل گیا۔ مگر بہلول کے کمال کو تسلیم کرنے کا اس میں حوصلہ ہی کب تھا اس لئے بدمزہ سا ہو کر بولا۔۔۔ "تمہاری یہ دیوانی باتیں۔۔۔ عجیب ہی منطق رکھتی ہیں"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔ "جانتے تو آپ بھی ہیں کہ اہلبیتؑ کے اس دیوانے کو یہ دانش کہاں سے عطا ہوئی ہے۔۔۔!!"

✿✿✿✿✿

صحرا کی گرم ریت پر ایک درویش اپنے بازو پر سر رکھے یوں اطمینان کی نیند سو رہا تھا جیسے محل کے بستر پر محو استراحت ہو۔۔۔شیخ جنید بغدادی جو بہت دیر سے اس درویش کی تلاش میں تھا اپنے مریدوں کے ہمراہ وہاں آ موجود ہوا۔۔۔ان کے ارد گرد شاگردوں کا جمگھٹا تھا۔۔۔درویش نے آہٹ سنی۔۔۔تو آنکھ کھولی۔۔۔

شیخ جنید کی جیسے مراد بر آئی۔۔۔انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔۔۔"حضرت شیخ بہلول۔۔۔میں کئی روز سے اس جستجو میں تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضری دوں۔۔۔آپ کے فیض سے جھولی بھر لوں"۔۔۔

بہلول ایک بازو کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھا۔۔۔اس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا۔۔۔تم کون ہو"۔۔۔؟

"جناب شیخ۔۔۔!میں جنید بغدادی ہوں"۔۔۔

"سنا ہے تم عوام کو روحانی تعلیم دیتے ہو؟؟؟۔۔۔کیا یہ سب تمہارے شاگرد ہیں"۔۔۔؟

"جی"۔۔۔!!! جنید بغدادی نے سر جھکایا۔۔۔"آپ کی دعا ہے"۔۔۔

"تم روحانی تعلیم دیتے ہو۔۔۔تو کیا تمہیں کھانا کھانے کا طریقہ معلوم ہے"۔۔۔؟ بہلول نے اچانک ہی بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

جنید بغدادی نے کہنا شروع کیا۔ ان کے لہجے میں اعتماد تھا۔۔۔"میں ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتا ہوں۔۔۔اپنے سامنے سے چھوٹے چھوٹے لقمے لے کر دائیں طرف منہ میں رکھتا ہوں۔ اسے آہستہ آہستہ چباتے ہوئے اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

اپنے ساتھیوں کے نوالے نہیں گنتا اور کھانا شروع کرنے اور ختم کرنے کے بعد ہاتھ دھوتا ہوں"۔۔۔

"بہت خوب"۔۔۔! بہلول اپنا دامن جھاڑ کر اٹھ بیٹھا۔۔۔"بھائی۔۔۔! تم تو ایک زمانے کے مرشد بنے پھرتے ہو۔۔۔لیکن تعجب ہے کہ تمہیں ابھی تک کھانا کھانا بھی نہیں آتا"۔۔۔

جنید بغدادی سناٹے میں آ گئے۔۔۔بہلول نے ان کے شاگردوں کے سامنے یہ کیا کہہ دیا تھا۔۔۔

بہلول اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔شیخ کے مرید ناگواری سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے استاد کی خفت دور کرنے کے لئے کہا۔۔۔"حضرت!!! یہ شخص تو پورے شہر میں دیوانہ مشہور ہے۔۔۔اس کی بات کی کوئی اہمیت نہیں"۔۔۔

"جس بات کا علم نہ ہو اس میں دخل دینے کی تمہیں ضرورت نہیں"۔۔۔شیخ نے ڈپٹ کر اسے ٹوکا۔۔۔"چلو اس مرد باصفا کے پیچھے۔۔۔جو تمہیں دیوانہ معلوم ہو رہا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس دیوانگی پر ہم جیسوں کی فرزانگی قربان ہے ہمیں اس سے کچھ سیکھنا ہے۔۔۔تو ہمیں اس کے پیچھے چلنا ہوگا"۔۔۔

شیخ آگے بڑھے اور مرید ان کے پیچھے بادل نخواستہ چلے۔۔۔بہلول ادھر ادھر دیکھے بغیر چلا گیا۔ شیخ بھی اس سے کچھ فاصلہ رکھ کر مودب چلتے رہے۔۔۔آخر بہلول ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ تو شیخ قریب آئے۔۔۔سلام کیا تو بہلول نے ایک نگاہ غلط انداز سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔"تم کون ہو"۔۔۔؟؟

"میں شیخ بغدادی ہوں۔۔۔جو کھانا کھانا بھی نہیں جانتا"۔۔۔!

"تم خود اعتراف کر رہے ہو کہ تمہیں کھانا کھانا بھی نہیں آتا۔۔۔تو کیا تمہیں بات کرنا آتی ہے"۔۔۔؟ بہلول نے بے نیازی سے سوال کیا۔۔۔

"شاید میں گفتگو کرنے کا ڈھنگ جانتا ہوں"۔۔۔ شیخ نے کچھ تامل سے جواب دیا۔

"سبحان اللہ۔۔۔! کچھ ہمیں بھی بتاؤ کہ تم کس طرح گفتگو کرتے ہو"۔۔۔

"میں بے موقع اور زیادہ بولنے سے احتراز کرتا ہوں۔۔۔ میں اعتدال کی حد تک بولتا ہوں۔ جس میں اپنے سامعین کی عقل اور سمجھ کا لحاظ رکھتا ہوں۔۔۔ میں دنیا والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہوں۔۔۔ مگر اتنا نہیں بولتا کہ سننے والے بیزار ہو جائیں۔۔۔ میں اپنی گفتگو میں ظاہری اور باطنی علوم کی باریکیوں کو بھی شامل کرتا ہوں"۔۔۔ شیخ نے پوری کوشش کی کہ اپنی بات کو موثر بنائے۔۔۔

"تم نے زندگی کہاں گزاری ہے۔۔۔ جو تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں"۔۔۔ بہلول دامن جھاڑ کر آگے بڑھ گیا۔

شیخ کے مرید بہت بدمزہ ہوئے۔۔۔ اپنے استاد کی یہ بے وقعتی ان سے برداشت نہیں ہوئی۔۔۔

"یا شیخ۔۔۔!!! اس دیوانے کو تو آپ کے علم و مرتبے کا ذرہ برابر شعور نہیں۔۔۔ اس کو جانے دیجئے اور واپس تشریف لے چلئے"۔۔۔

"خاموش رہو۔۔۔! تمہیں ان کے علم اور مرتبے کا شعور نہیں۔۔۔ ابھی دیکھنا جب وہ کلام کریں گے تو تمہارے استاد کو ایک بچے کی طرح سکھائیں گے۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔ ہمارے لئے ان کے پیچھے پیچھے چلنا سعادت ہے"۔۔۔

وہ پھر بہلول کے پیچھے چل پڑے۔۔۔ ان کے قدموں کی آہٹ نے بہلول کو پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کیا۔۔۔ "شیخ بغدادی۔۔۔! تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو۔۔۔ نہ تم کھانا کھانا جانتے ہو۔۔۔ نہ بات کرنا۔۔۔ اب جو سونے اور نیند کی بات ہوگی۔۔۔ تو تمہیں اس کے آداب بھی نہیں آتے ہوں گے"۔۔۔

"اگر آپ اجازت دیں۔۔۔ تو میں آپ کو بتاؤں۔۔۔ جیسا کہ میں جانتا

ہوں"۔۔۔شیخ ادب سے بولا۔۔۔

بہلول پھر ایک جگہ بیٹھ گیا۔۔۔"ہاں۔۔۔بتاؤ"۔۔۔

"میں عشاء کی نماز اور تعقیبات سے فارغ ہوتا ہوں۔۔۔تو شب خوابی کا لباس پہن لیتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ سونے کے وہ تمام آداب ملحوظ خاطر رکھوں۔۔۔جو رسول اکرم ﷺ اور بزرگان دین کے وسیلے سے ہم تک پہنچے ہیں"۔۔۔

"تم میرا پیچھا چھوڑ دو بھائی۔۔ اور اپنا راستہ لو"۔۔۔بہلول اکتا کر بولا۔۔۔شیخ بغدادی نے اس کا دامن تھام لیا اور منت کرنے لگے

"حضرت بہلول۔۔۔ہمیں اپنے فیض سے محروم نہ کیجئے۔۔۔آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تو مجھے یہ علم ہوا ہے کہ میں تو طفل مکتب ہوں۔۔۔میرا علم ناقص اور سطحی ہے۔ آپ کی عنایت ہو۔۔۔تو میں آپ کے وسیلے سے وہ سب کچھ سیکھ سکتا ہوں۔۔۔جو میں نہیں جانتا"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔"شیخ بغدادی۔۔۔!اللہ نے تمہیں شعور بخشا ہے کہ تم خود کو پہچانو۔۔۔اب تم نے اپنی ناواقفیت کا اعتراف کر لیا ہے۔۔۔تو تمہیں تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں"۔۔۔

شیخ بغدادی فرش خاک پر بہلول کے سامنے دوزانو ہو بیٹھے۔۔۔"حضرت فرمائیے۔۔۔!میں ہمہ تن گوش ہوں"۔۔۔اس کے شاگرد بھی حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔۔

بہلول نے کہنا شروع کیا۔۔۔"تم نے کھانا کھانے کے آداب میں جو کچھ بھی بیان کیا ہے وہ سب فروعات ہیں۔۔۔جبکہ زندگی کے ہر شعبے میں اصول کی اہمیت مسلم ہے۔۔۔تو سنو۔۔۔کھانا کھانے کی اصل یہ ہے کہ جو کچھ کھایا جائے وہ حلال اور جائز ہو۔۔۔اگر حرام غذا کو ہزاروں آداب کے ساتھ بھی کھاؤ گے۔۔۔تو بھی وہ بے فائدہ ہے۔۔۔اس سے دل کی تاریکی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا"۔۔۔

"سبحان اللہ۔۔۔!سبحان اللہ۔۔۔!!یا حضرت آپ نے تو مجھے تاریکی سے

نکال کر روشنی میں لے آئے ہیں"۔۔۔ شیخ بغدادی نے اعتراف کیا۔

بہلول نے اس کی بات پر توجہ دیے بغیر اپنی بات جاری رکھی۔۔۔"اسی طرح گفتگو کے آداب میں صفائے قلبی اور نیت کا درست ہونا لازمی ہے۔ گفتگو صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو۔۔۔ تو سادہ الفاظ بھی وقعت رکھتے ہیں۔ لیکن دنیاوی اغراض کے لئے کیسے بھی الفاظ چنے جائیں گے۔ وہ لاحاصل اور فضول ہیں۔۔۔ اس لئے خاموشی میں عافیت تلاش کرو"۔۔۔

"رہی بات سونے کی۔۔۔ تو جو کچھ تم نے کہا۔۔۔ وہ سب فروعات ہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ سوتے وقت دل میں کسی مومن و مسلمان کا بغض، حسد یا کینہ نہ ہو۔ دل میں دنیا اور مال دنیا کی چاہت کے بجائے صرف اور صرف اللہ کی یاد ہو"۔۔۔

شیخ بغدادی نے بے ساختہ اٹھ کر بہلول کے ہاتھوں کو چومنا چاہا۔۔۔ لیکن بہلول نے اپنے ہاتھ سمیٹ لئے۔۔۔ شیخ بغدادی والہانہ لہجے میں کہہ رہے تھے۔۔۔"واللہ۔۔۔ آپ نے مجھے بھٹکنے سے بچا لیا ہے۔۔۔ حضرت بہلول۔۔۔ بے شک۔۔۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ دیوانے نہیں ہیں"۔۔۔

"میرے بھائی۔۔۔ میں دیوانہ ہوں"۔۔۔ بہلول نے انہیں ٹوکا اور یہ کہتا ہوا چل دیا۔۔۔"ہاں۔۔۔ میں دیوانہ ہوں۔۔۔ مگر میں آل محمد ﷺ کا دیوانہ ہوں۔۔۔ میں اہلبیت محمد ﷺ کا دیوانہ ہوں۔۔۔ میں نے ان کے در سے سب کچھ پایا ہے۔۔۔ میری جھولی آل محمد ﷺ نے بھری ہے"۔۔۔

ہر ایک کہتا تھا کہ بہلول کی نصیحتوں میں اتنا اثر ہے کہ سننے والے کا دل پگھل جاتا تھا۔۔۔کسی کی کایا کلپ ہو جاتی ہے۔۔۔کسی کی زندگی میں انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔عبداللہ مبارک کو بھی اشتیاق بہلول کی تلاش میں لے گیا۔۔۔اس نے کئی لوگوں سے اس کا پتہ پوچھا۔۔۔لیکن جب وہ مقررہ جگہ پر پہنچا۔۔۔تو معلوم ہوا۔۔۔بہلول وہاں سے جا چکا ہے

ایک روز کسی نے اسے بتایا کہ بہلول کو صحرا میں دیکھا گیا ہے۔۔۔عبداللہ مبارک ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر اس طرف روانہ ہو گیا۔۔۔دور سے آتی ہوئی۔۔۔"یا ہو۔۔۔!!یا ہو"۔۔۔!! کی صداؤں نے اسے اپنی جانب متوجہ کر لیا۔۔۔اس نے قدموں کو تیز کیا۔۔۔تو اسے دور سے ایک درویش نظر آیا۔۔۔جو ننگے پاؤں صحرا کی گرم ریت کو روندتا۔۔۔یا ہو۔۔۔!یا ہو۔۔۔!پکار رہا تھا۔۔۔صحرا کی گرم ہوا اس کے نعرہ مستانہ کو لئے تمام صحرا میں گھوم رہی تھی۔ چاروں سمتوں سے اس کے نعروں کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

عبداللہ مبارک دوڑ کر بہلول کے قریب پہنچا اور اسے سلام کیا۔۔۔بہلول نے سلام کا جواب دیا۔ عبداللہ مبارک بولا۔۔۔"میں کب سے آپ کی تلاش میں ہوں یا شیخ بہلول۔۔۔!میں آپ کا پتہ پوچھتا پوچھتا یہاں تک پہنچا ہوں"۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟تمہیں مجھ سے کیا غرض ہے"۔۔۔؟بہلول نے بے نیازی سے پوچھا۔۔۔

"حضرت بہلول۔۔۔میرا سرکش نفس مجھے رسوا کرنے کے در پے ہے۔میری زندگی گناہوں سے عبارت ہے۔۔۔کوئی ایسا نہیں جو میری رہنمائی کرے۔۔۔مجھے راہ نجات تک لے جائے۔۔۔میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔۔۔خدا کے لئے اپنے"

کلام کی تاثیر سے میرے سرکش نفس کو لگام دیجئے۔۔۔ مجھے گناہوں سے اجتناب کرنا سکھا دیجئے۔۔۔ یا شیخ!!!۔۔۔ یا شیخ۔۔۔!!!!!! راہ نجات، !!!! راہ نجات"۔۔۔!!!!!

عبداللہ مبارک کے اس جذباتی انداز کو بہلول نے قدرے ناپسندیدگی سے دیکھا۔۔۔ "بھائی۔۔۔ جو خود عاجز و درماندہ ہے۔۔۔ وہ کسی دوسرے کو کیا امید دلا سکتا ہے۔ مجھ ایسا دیوانہ کسی کے لئے کیا کر سکتا ہے"۔۔۔

"آپ کی دیوانگی ہی تو سب سے بڑی سچائی ہے۔۔۔ میں سچائی کی تلاش میں آیا ہوں"۔۔۔ عبداللہ مبارک سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔۔۔

بہلول نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ تو وہ لگا منت سماجت کرنے۔۔۔ وہ بہلول کے قریب ہی صحرا کی گرم ریت پر بیٹھ گیا اور قطعی لہجے میں بولا۔۔۔ "شیخ بہلول۔۔۔! میں نے بھی قسم کھائی ہے کہ جب تک آپ سے رہنمائی نہیں لے لوں گا۔۔۔ یہاں سے حرکت بھی نہیں کروں گا۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری زندگی کو بدل دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں"۔۔۔ وہ بہت کچھ کہتا رہا۔۔۔ اور اس طرح بار بار کہتا رہا۔۔۔ کہ بہلول بالآخر اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

"سنو عبداللہ۔۔۔! میں چار شرطوں پر تمہیں راہ نجات دکھا سکتا ہوں"۔۔۔

"بے شک!!! بے شک!!! میں چار کیا۔۔۔ ہزاروں شرائط ماننے کے لئے تیار ہوں کہ میری نجات کا انحصار تو اسی پر ہے۔۔۔ ورنہ یہ زندگی بیکار محض ہے"۔۔۔

"تو پھر پہلی شرط سنو!!! کہ اگر تو خدا کی نافرمانی کرے، کسی گناہ کا مرتکب ہو۔۔۔ تو پھر اللہ کا رزق مت کھا"۔۔۔

عبداللہ حیران رہ گیا۔۔۔ "حضرت۔۔۔! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اللہ کا رزق نہ کھائے"۔۔۔

"تو پھر اللہ کی بندگی کرنے کا دعویٰ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔۔۔ اس کا رزق بھی کھانا اور اس کی نافرمانی بھی کرنا۔۔۔ یہ کہاں تک جائز ہے"۔۔۔

"آپ نے حق فرمایا۔۔۔ میں نے تسلیم کیا۔۔۔ اب دوسری شرط بیان کیجئے"۔۔۔؟

"دوسری شرط یہ ہے کہ جب تو گناہ کرنے کا ارادہ کرے۔۔۔ تو خدا کی زمین سے نکل جا"۔۔۔

"اللہ کی پناہ۔۔۔! یہ بندہ ناچیز اللہ کی زمین کے علاوہ اور کہاں رہ سکتا ہے"۔۔۔؟ عبداللہ مبارک نے اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔

بہلول نے ملامت کی نگاہ سے اس کی یہ حالت دیکھی۔۔۔ "کیوں عبداللہ مبارک۔۔۔! اس قدر مضطرب کیوں ہو۔۔۔؟ انصاف سے کام کیوں نہیں لیتے۔۔۔ کیا کسی بندے کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ جس کا رزق کھائے، جس کی بندگی کا دعویٰ کرے، جس کے ملک میں رہے۔۔۔ اسی کی نافرمانی کرے"۔۔۔

عبداللہ خفیف سا ہو گیا۔۔۔ "حضور!!! آپ بجا فرماتے ہیں۔۔۔ اس سے انکار کرنے کی جرات کون کر سکتا ہے۔۔۔ از راہ کرم اپنی تیسری شرط بتایئے کہ میرا بیتاب دل اس کو جاننے کے لئے تڑپ رہا ہے"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔ "تو اے عبداللہ۔۔۔! میں تیرے دل کے اضطراب سے کہتا ہوں کہ جب تو کوئی گناہ کرنے کا ارادہ کرے یا تجھے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا ہو۔۔۔ تو پھر اس کام کے لئے اس جگہ کا انتخاب کر جہاں اللہ تجھے نہ دیکھے۔۔۔ نہ ہی تیرے حال سے واقف ہو سکے"۔۔۔

"اللہ۔۔۔!! اللہ۔۔۔!! وہ تو حاضر و ناظر ہے۔۔۔ تو رگ جاں سے بھی قریب ہے۔۔۔ عالم الغیب ہے وہ کون سی جگہ ہے جہاں اللہ نہیں ہے۔۔۔ وہ جو دلوں کے بھید اور روح کے رازوں سے واقف ہے"۔۔۔! عبداللہ مبارک بے ساختہ پکارا۔۔۔

"عبداللہ۔۔۔ جب تو یہ سب جانتا ہے۔۔۔ تو پھر بتا کہ یہ کہاں تک مناسب ہے کہ کوئی بندہ۔۔۔ اللہ کی زمین پر رہے، اس کا رزق کھائے اور اس کی نافرمانی بھی

کرے۔۔۔ حالانکہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔۔۔

"یہ خیال نہ کرو کہ اللہ اس عمل سے غافل ہے۔ جو ظالم انجام دیتے ہیں۔"

"میں اللہ کے فرمان کے سامنے کیسے کچھ کہوں"۔۔۔ عبداللہ اپنی انگلیاں چبانے لگا۔۔۔

"اب تو آخری اور چوتھی شرط سن۔۔۔ کہ جب موت کا فرشتہ تیرے پاس آئے تاکہ اللہ کے امر کو انجام دے۔ تو تو اس سے مہلت مانگ لینا۔ تاکہ تو اپنے عزیزوں سے رخصت ہولے۔۔۔ اور وہ اعمال اکٹھے کرلے۔ جو تو نے آخرت کے لئے ذخیرہ کئے ہوں تاکہ وہ تیری نجات کا سبب بن سکیں"۔۔۔

"معاذ اللہ۔۔۔! معاذ اللہ۔۔۔ حضرت کیا کبھی ملک الموت نے بھی کسی کو مہلت دی ہے"۔۔۔؟ عبداللہ مبارک نے دھائی دی۔

"تو پھر اے دانشمند۔۔۔! اس دیوانے کی بات پر کان دھر۔۔۔ جب تو جانتا ہے۔۔۔ کہ ملک الموت کسی کو مہلت نہیں دیتا۔۔۔ زندگی کے کسی بھی لمحے میں وہ سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔۔۔ جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے۔۔۔ "جس وقت موت آئے گی تو نہ گھڑی بھر کی دیر ہوگی نہ جلدی"۔۔۔ تو اے عبداللہ۔۔۔ غفلت سے ہوشیار ہو۔۔۔! غرور سے دور رہ، اپنی آخرت کی فکر کر۔۔۔ عمر مختصر ہے اور کام بہت زیادہ ہے۔۔۔ ایک لمبے سفر پر جانے کے لئے تیاری مکمل کر۔۔۔ جو عمل آج ہو سکتا ہے۔۔۔ اسے کل پر نہ چھوڑ۔۔۔ کیا خبر کل کو دیکھنا تیرے نصیب میں نہ ہو۔۔۔ آخرت کا توشہ اپنے ہمراہ لے چل۔۔۔ تاکہ کل پچھتانا نہ پڑے"۔۔۔

عبداللہ نے پشیمانی سے سر جھکایا۔۔۔ اس کے ہونٹوں سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔۔۔ وہ کبھی اپنے بال نوچتا اور کبھی تاسف سے ہاتھ ملتا۔۔۔ بہلول نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"عبداللہ۔۔۔! تم نے خود ہی تو مجھ سے فرمائش کی تھی کہ میں تمہیں راہ نجات

دکھاؤں۔۔۔تو اب جبکہ راہ نجات تمہارے سامنے واضح ہو چکی ہے۔۔۔تو تم نے سر کیوں جھکا لیا ہے تمہاری زبان پر تالے کیوں پڑ گئے ہیں۔۔۔؟ آج تم میرے سامنے لاجواب ہو۔۔۔تو کل اللہ کے سامنے کیا جواب دو گے۔۔۔؟ اگر نجات پانا چاہتے ہو تو پھر اس دنیا میں ہی اپنا حساب کتاب صاف کر لو تاکہ کل کے خوف سے اللہ کی پناہ میں رہو"۔۔۔

عبداللہ نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔۔۔اور سچے لفظوں میں بولا۔۔۔جناب شیخ بہلول میں نے آپ کی نصیحتوں کو اپنے دل و جان پر لکھ لیا ہے۔۔۔آپ کے کلام حق سے اپنا دامن بھر لیا ہے۔۔۔میں عمر بھر کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں۔۔۔واللہ۔۔۔میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہونگا"۔۔۔

بہلول نے اپنی گدڑی شانے پر ڈالی اور یہ کہہ کر چل پڑا"بندے کو لازم ہے۔۔۔کہ جو کچھ کرے وہ اللہ کے حکم سے کرے۔۔۔جو کچھ کہے اس میں اللہ کے فرمان کو ملحوظ خاطر رکھے۔۔۔اگر وہ خود کو خدا کا بندہ کہتا ہے۔۔۔تو اس کی نافرمانی نہ کرے"۔۔۔

عبداللہ مبارک دور تک بہلول کو جاتا ہوا دیکھتا رہا۔۔۔پھر جیسے زمین و آسمان کو۔۔۔صحرا کی پہنائیوں کو گواہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔"اے بہلول۔۔۔!!!

اے یگانہ روزگار۔۔۔! کون کہتا ہے کہ تو دیوانہ ہے۔۔۔:
تو تو دانائی کا معجزہ اور فرزانگی کا کرشمہ ہے۔۔۔!
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمسک نے۔۔۔
اہلبیت اطہار کی مودت نے تجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔۔۔
تو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والا و شیفتہ ہے۔۔۔
تو اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیوانہ ہے

کتب معراج کمپنی

1	بہار خطابت	600/-	32	سیرت امام حسینؑ [illegible]	300/-	63	فضائل صلوات	150/-
2	تاریخ [illegible]	800/-	33	[illegible]	250/-	64	[illegible]	150/-
	[illegible] 3 جلد [illegible]	750/-	34	[illegible]	250/-	65	قرآن اور [illegible]	150/-
4	معراج [illegible]	750/-	35	[illegible]	250/-	66	[illegible] (امام حسینؑ)	150/-
5	مصائب کربلا	500/-	36	[illegible]	250/-	67	[illegible]	150/-
6	آداب نماز	600/-	37	سیرت حضرت [illegible]	250/-	68	[illegible]	150/-
7	[illegible]	300/-	38	[illegible]	225/-	69	[illegible]	100/-
8	[illegible]	700/-	39	[illegible]	250/-	70	سیرت [illegible]	750/-
9	[illegible]	500/-	40	[illegible]	200/-	71	سیرت [illegible]	750/-
10	[illegible]	450/-	4'	[illegible]	250/-	72	[illegible]	125/-
11	[illegible]	150/-	42	[illegible]	200/-	73		
12	[illegible]	450/-	43	[illegible]	200/-	74		
13	برکات صلوات	175/-	44	[illegible]	200/-	75		
14	دعا	400/-	45	[illegible]	200/-	76		
15	[illegible]	350/-	46	[illegible]	150/-	77		
16	[illegible]	200/-	47	[illegible]	150/-	78		
17	[illegible]	350/-	48	[illegible]	150/-	79		
18	[illegible]	300/-	49	[illegible]	150/-	80		
19	معراج الخطابت	850/-	50	[illegible]	150/-	81		
20	2000 منتخب [illegible]	350/-	51	[illegible]	150/-	82		
21	[illegible]	300/-	52	[illegible]	150/-	83		
22	[illegible]	275/-	53	[illegible]	100/-	84		
23	[illegible]	300/-	54	[illegible]	150/-	85		
24	اخلاق رسول کریم	300/-	55	[illegible]	150/-	86		
25	[illegible]	100/-	56	[illegible]	175/-	87		
26	[illegible]	75/-	57	[illegible]	150/-	88		
27	[illegible]	500/-	58	[illegible]	150/-	89		
28	[illegible]	150/-	59	[illegible]	150/-	90		
29	[illegible]	150/-	60	[illegible]	150/-	91		
30	[illegible]	275/-	61	[illegible]	100/-	92		
31	[illegible]	300/-	62	آداب معاشرت	150/-			

کتب مصباح القرآن ٹرسٹ

1	تفسیر نمونہ 15 جلد مکمل سیٹ	10000/-	29	انتخاب طبری	700/-
2	تفسیر مبین جلد 1 تا 2 فی جلد	750/-	30	[illegible] 2 جلد سیٹ	1800/-
3	تفسیر فصل الخطاب (3 جلد)	3000/-	31	قصص القرآن	750/-
4	تفسیر پیام قرآن 10 جلد مکمل سیٹ	6500/-	32	اختیارات	500/-
5	تفسیر فیضان الرحمن (10 جلد)	8500/-	33	تذکرۃ الاطہار	700/-
6	تفسیر برہان جلد نمبر 1	1000/-	34	[illegible]	600/-
7	تفسیر انوار (7 جلد) فی جلد	900/-	35	جمال منتظر	750/-
8	تفسیر کاشف جلد 1 تا 3 فی جلد	900/-	36	110 سوال وجواب	500/-
9	تفسیر قمی جلد 1 تا 4 فی جلد	1000/-	37	تفسیر آیت الکرسی	500/-
10	تفسیر شواہد قرآن (2 جلد)	1800/-	38	نوجوانوں کے لیے اصول عقائد کے 50 سبق	400/-
11	مضامین قرآن (2 جلد)	1800/-	39	آداب اسلامی	700/-
12	تفسیر [illegible] 5 جلد فی جلد	4500/-	40	[illegible]	700/-
13	تفسیر نور الثقلین 8 جلد	6500/-	41	[illegible]	750/-
14	منتخب میزان الحکمت 2 جلد	1800/-	42	[illegible]	750/-
15	الخصال 2 جلد	1800/-	43	[illegible]	750/-
16	عیون اخبار الرضا 2 جلد	1800/-	44	اسلام اور سیاست	750/-
17	معاد 3 جلد	1800/-	45	تاریخ قرآن	750/-
18	میزان الحکمت 8 جلد	6000/-	46	شرح دعائے کمیل	750/-
19	وسائل الشیعہ 20 جلد	8500/-	47	[illegible]	1000/-
20	شرح جامعہ کبیرہ 5 جلد	3500/-	48	[illegible]	800/-
21	علم الاخلاق 3 جلد مکمل سیٹ	2100/-	49	[illegible]	800/-
22	حکمت نامہ رسول خدا (3 جلد)	2700/-	50	[illegible]	700/-
23	تاریخ اسلام	750/-	51	صحیفہ کربلا	750/-
24	احسن المقال (سوال 2 جلد) [illegible]	1200/-	52	اصول کافی 5 جلد	3000/-
25	منہاج البراعہ جلد نمبر 1 تا 4	1800/-	53	کتاب الغدیر 2 جلد	1800/-
26			54	مصائب آل محمد	650/-
27	ہمارے آئمہ	600/-	55	[illegible] 2 جلد	1800/-
28	حکمت نامہ امام حسین 2 جلد مکمل سیٹ	1800/-	56	100 موضوعات 500 داستان 3 جلد	2100/-